صورۃ گناہ، خلافِ اولیٰ، صغیرہ سھو وہم، کوتاہی، ستم ظریفی

پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں

علامہ احمد سعید کاظمی کی سعادتیں

تحریر و ترتیب:

حضرت علامہ ابوالطیب مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی سانگلہ ہل

کرنل (ر) محمد انور مدنی

مفتی ڈاکٹر محمود احمد ساقی

۷۸۶/۹۲

ابوداؤد محمد صادق

امیر جماعت رضائے مصطفیٰ پاکستان وخطیب مرکزی جامع مسجد زینت المساجد گوجرانوالہ

عزیزم ڈاکٹر محمود احمد صاحب — سلام مسنون —

آپ کا مکتوب موصول ہوا — آپ کے ساتھ تو ہمارا کوئی تنازعہ نہیں ہے — پھر نہ جانے ہمارے متعلق آپ کو غلط فہمی ضرور بدظنی کیوں ہے — آپ نے اپنے والد صاحب مرحوم کے ہمارے ساتھ خصوصی روحانی قریبی تعلقات کو بھی بھلا دیا ہے —

تاہم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ آپ کی مجبور کرتی ہیں — بہرحال آپ کا گوجرانوالہ آنا جانا رہتا ہے — اسلئے اگر مناسب سمجھیں — تو پہلے کی طرح کسی وقت آ جائیں — اور غلط فہمی کا ازالہ کریں — دینی مسلک و مسائل کا معاملہ ہے — کسی کو بھی ہنسی مذاق نہیں کرنا چاہیئے — بہتر ہے کہ اگر آنا چاہیں — تو پہلے ۲۲۲۲ پر فون کر کے مجھے اطلاع کر دیں — (صبح ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک)

یہ خط امانت ہے — نہ کسی کو بتائیں — نہ دکھائیں — صرف اپنے والد صاحب مرحوم کی نسبت و تعلق ملحوظ رکھ کر آئیں —

(المخلص — ابوداؤد محمد صادق)

نام کتاب: لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ

خصوصی ذکر: پیر کرم شاہ کی کرم فرمائیاں...... مولوی احمد سعید کاظمی کی سعادتیں

تحریر و ترتیب: ا) مفتی ابوالطیب مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی سانگلہ ہل

ب) کرنل (ر) محمد انور مدنی

ت) مفتی مولانا محمود احمد ساقی

تعداد: گیارہ صد

اشاعت اول: فروری 2004ء بمطابق ذی الحج ۱۴۲۴ھ

اشاعت دوم: نومبر ۲۰۰۴ء

اشاعت سوم: ستمبر ۲۰۰۵ء

ہدیہ: -/۷۰ روپے

حضرت حسان بن ثابت کا عقیدہ

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

میری آنکھوں نے کبھی آپ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا
عورتوں نے آپ سے زیادہ کوئی صاحب جمال نہیں جنا

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے
جیسے آپ اپنی مرضی کے مطابق پیدا کئے گئے ہوں

قَالَ الشِّفَا وَاللّٰهُ عَفَا
عَنْ مَا سَلَفَا مِنْ اُمَّتِهٖ

اللہ نے آپ کے سبب سے معاف فرمائے وہ گناہ
جو اُمت نے کئے اور آپ کے سبب بزرگیاں حاصل ہوئیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۲



دارالافتاء حنفیہ

مفتی ڈاکٹر محمود احمد ساقی　　　　　　　　تاریخ

محترمی ومکرمی

مولانا ممدوح اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو داؤد محمد صادق مد ظلہ جناب عبداللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خطوط مبارکہ کے بعد بڑے حلقے وسیع اور جواب میں

فقیر خود آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا رہا اور دربارہ کرنل محمد انور مدنی مرحوم

آپ کے تمام احکام کی پابندی کی اور حتی الامکان کرنل مرحوم سے بھی ان

گزشتہ تکلیف دہ موضوعات کو نہ چھیڑنے کی استدعا کرتا رہا۔ کرنل مرحوم نے

وعدے کی پاسداری کی اور اپنے قلم کو آپ کی ذات سے روکے رکھا۔

اسی دوران "مسئلہ وقف" پر مسعودیوں ملاقاتیوں نے کرنل مرحوم کے بارے

شیعہ ہونے کی پھبتی کسی تو آپ نے ان کے فتویٰ کو اہتمام کے ساتھ

"بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے" کے عنوان سے اپنے رسالے میں شائع

کر کے اپنی اور رسالے کی معیاری حیثیت کو سخت مجروح فرمایا

سُنّی رضوی جامع مسجد پاک ٹاؤن نزد ڈبل بندیاں والا چوگی امر سدھو لاہور فون 5812670

کرنل صاحب نے اس پر اپنی وضاحت تحریر اًدی جو میں نے آپ کو دستی پیش کی اور آپ نے اسے شائع کرنے کا وعدہ فرمایا۔ لیکن آپ نے وعدے کی پابندی نہ فرما کر اپنی مسلمہ حیثیت کو مزید مجروح فرمایا۔

"بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے" میں کی گئی بکواس کی دلیل کے لیے آپ نے کرنل صاحب کی کتب فقیر سے طلب فرمائیں تو فقیر کا یہ استفسار بالکل جائز تھا کہ

"حاجی صاحب آپ نے کرنل صاحب کی کتابیں دیکھے بغیر ہی ملتانی سعیدیوں کے تھوکے کو چاٹ لیا"

آپ اس پر سخت شرمندہ تھے اور اتنی جلد بازی پر شرمسار بھی۔ اسی ملاقات میں فقیر نے آپ کو 1960ء کی آپ کی تحریر کردہ کتاب "افضل التقریر علی احسن التحریر" اور حسن علی رضوی کی "فتاوئ علمائے کرام" جو کہ علامہ سید احمد کاظمی صاحب کے رد میں آپ نے طبع کرائی تھیں پیش کیں آپ نے یہ دونوں کتابیں دیکھ کر فرمایا کرنل صاحب کو ان دونوں کتابوں کو شائع کرنے سے روکیں تاکہ بزرگوں کا ادب ملحوظ ہے۔ فقیر نے وہ دونوں کتابیں آپ کے حکم کے مطابق کرنل صاحب کو نہیں دیں اور نہ ہی انہوں نے اس پر زیادہ اصرار کیا۔

اس دوران مولانا غلام مہر علی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر آپ کا تعزیتی مضمون پڑھ کر سخت تعجب وحیرانی ہوئی کہ آپ نے ان کی کتاب معرکہ ذنب کا ذکر تک نہ کیا جس سے فقیر کو احساس ہوا کہ آپ بھی سعیدیوں کی شیطانیاں مثلاً

اعلیٰ حضرت سے اختلاف کرتے ہوئے آیت ذنب کا ترجمہ علامہ سید احمد سعید کاظمی فرماتے ہیں "تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے خلاف اولیٰ سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورۃ ذنب ہیں حقیقتاً حسنات الابرار سے افضل ہیں)

نوٹ: حاجی صاحب اول ایڈیشن میں "خلاف اولیٰ" کی جگہ "گناہ" کا لفظ تھا بعد میں ایک پراسرار خواب کی وجہ سے بدل دیا گیا۔ (محمود احمد ساقی)

کاظمی صاحب مزید فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے صغیرہ سہو اور خلاف اولیٰ کاموں پر اعتراف ظلم کرکے۔ (مقالات کاظمی ج 3 ص 78)

کاظمی صاحب کے ترجمہ قرآن میں تبدیلی پر گواہی زبیر حیدر آبادی کی زبانی

"مسئلہ ذنب" کا اصل معاملہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں آپ کا موقف؟

دس سال قبل اپنے دار العلوم جامعہ رکن اسلام حیدر آباد میں طلبہ کو عصمت انبیاء کے عنوان سے درس دیتے ہوئے میں نے اپنا عقیدہ بڑے وزنی دلائل سے ثابت کیا کہ "حضور ﷺ سے اعلان نبوت سے قبل یا بعد کبھی بھی کوئی صغیرہ، کبیرہ، قصداً عمداً، خطأً یا سہواً کسی بھی طرح کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا......" اس کے بعد مختلف سوالوں کے جوابات ہوتے رہے اس کے بعد میں نے طلبہ کو آیت ذنب کے تحت مختلف مفسرین نے جو چھبیس تیس جوابات لکھوائے ہیں وہ میں نے لکھوائے۔ بعض علماء نے آیت ذنب سے مراد امت کے گناہ لیے ہیں۔ صاحب جلالین امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (جو پانچ سو سال پہلے کے عالم ہیں) نے اس سے امت کے گناہ مراد لیے میں نے وہ بھی لکھوائے ان بزرگوں کے حوالہ جات ہمراہ تھے۔ لوگوں نے ٹیپ کر کے میرے خلاف بات چلائی کہ یہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف ہیں حالانکہ ہم اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کو اپنا مقتداء اور راہنما مانتے تھے یہ ایک علمی بات تھی اور میرا حق تھا کہ میں اپنی نہیں پانچ سو سال قبل

کے عالم کے مؤقف کو پیش کر سکوں۔ لوگوں نے الزام، بہتان لگایا عوام کو بہکایا کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ یہ حضور علیہ السلام کو گنا ہگار کہتا ہے۔ مفتیان کرام کی یہ شان نہیں کہ وہ تحقیق کے بغیر ہی فتوے جاری کر دیں۔ کسی نے مجھے کافر کہا، کسی نے فاسق و گمراہ، کسی نے ضال کہا سو جو کسی کے جی میں آیا کہتا رہا۔

لیکن علماء نے صاف لکھ دیا کہ "صاحبزادہ صاحب پر یہ الزام غلط ہے کہ یہ خدانخواستہ حضور علیہ السلام کو گناہگار کہتے ہیں۔ تاہم بعض امور درست نہیں اس لیے صاحبزادہ صاحب توبہ کریں۔ میں نے جماعت کے اجلاس میں کہا کہ یہی مؤقف شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ، علامہ کاظمی، امام افضل حق خیر آبادی، شارح بخاری غلام رسول رضوی جیسے لوگوں کا بھی ہے وہ بھی توبہ کریں کیونکہ ان سب نے اس آیت کے ترجمہ میں "خلاف اولیٰ" مراد لیا ہے۔ **علامہ کاظمی کا ترجمہ دوسرے ایڈیشن میں ان کے انتقال کے بعد بدلا گیا۔ حالانکہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ترجمہ بدلے۔ یہ بددیانتی کی بڑی اور بری مثال ہے۔**

پھر شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی، کہ فیصلہ کرے گی انہوں نے فریقین کو سنا پڑھا اور فیصلہ دیا کہ اعلیٰ حضرتؒ کے بارے میں تمہارا انداز بہتر نہیں تھا۔ ہم قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی رہائش گاہ پر ایک اجلاس میں جمع ہوئے وہاں سب نے کہا کہ انداز بیاں درست نہیں۔ میں نے وہاں بھرے اجلاس میں معذرت کر لی اور اپنے الفاظ واپس لے لیے۔ لیکن اب تک بات ہے کہ ختم ہونے میں نہیں آرہی اور خواہ مخواہ الزامی تحریک جاری رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی رحم فرمائے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز لاہور

دسمبر 2001)

اب فقیر نے آپ کی تحریر کردہ اور رضائے مصطفٰے کے زیر اہتمام طبع شدہ کتابیں برائے اشاعت کرنل صاحب کو دے دیں تا کہ آپ کے ماضی کے خیالات عوام اہل سنت کے سامنے آجائیں۔ اور یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جائے کہ آپ پہلے کیا تھے اور اب کیا ہیں؟

اسی دوران کرنل صاحب نے حضور علیہ السلام کے معجزہ مبارک عدم سایہ پر بے مثال کتاب مبارکہ ''محمد رسول اللہ ﷺ پیکر نور کا سایہ نہ تھا'' تحریر فرمائی یہ کتاب قاضی عبدالدائم دائم کی کتاب ''اثبات سایہ'' کا رد تھا جس میں اس نے حضور علیہ السلام کے عدم سایہ معجزہ مبارک کا انکار کیا ہے۔ اسی منکر معجزہ قاضی لا دائم کی رضائے مصطفٰے کے صفحات پر حیرت انگیز پذیرائی پر کرنل صاحب نے احتجاج کیا تو آپ نے ''فرقہ انوریہ'' کے لیے رضائے مصطفٰے کے چار صفحات سیاہ کر ڈالے۔ جس میں آپ نے فرمایا۔

''کرنل نے جناب ابو طالب علیہ السلام'' کتاب شائع کی ہے۔ حاجی صاحب قبلہ ام اس کتاب کو ثابت کرنا آپ پر لازم ہے اس نام کی کرنل صاحب کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ چونکہ میں نے اب تک آپ کو کرنل صاحب کی کتب فراہم ہی نہیں کیں اس لیے آپ کو کتاب کا نام بھی معلوم نہیں ہے۔

حضرت شیر اہل سنت علیہ الرحمہ کا نام آپ نے لیا اور مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی کو عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی۔ بعد ازاں دو خط آپ نے مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی صاحب کو لکھے (جو انہوں نے مجھے بھیجے ہیں) ایک خط میں آپ لکھتے ہیں

''مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی صاحب'' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کے ممدوح حضرت شیر اہل سنت و جانشین شیر اہل سنت مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی صاحب ایمان ابو طالب کے قائل ہیں۔ آپ جس

فرمائیں مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی صاحب حاضر ہو سکتے ہیں۔ ایمان ابو طالب پر اب کرنل رافضی ٹھہرا اور دوسری طرف اتنے پیارے القاب ''مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی صاحب'' واہ حاجی صاحب واہ (سبحان اللہ) آپ کے کیا کہنے۔

مسئلہ آپ کے بیٹے کے محمد رؤف صاحب داڑھی کترے کی داڑھی کا

اصل صورت حال یہ ہے کہ صاحبزادہ محمد رؤف صاحب کی داڑھی ایک انچ کے برابر ہے۔ موصوف باقاعدگی سے داڑھی کتراتے ہیں اور عادی داڑھی کترے ہیں۔ سنت مبارکہ مٹھی بھر داڑھی شریف سے محروم ہیں اور فتویٰ اعلیٰ حضرت کے مطابق تارک واجب فاسق معلن نا قابل امامت ہیں۔ نعت خواں ہیں، محافل نعت میں نوٹوں کی برسات میں کتری داڑھی کے ساتھ دنیا کمانے میں مصروف ہیں۔ فقیر ساقی نے اس بات کی تصدیق خود صاحبزادہ صاحب کو دیکھ کر کی ہے اور حاجی صاحب کے ممدوح مولانا غلام مرتضیٰ ساقی صاحب سے بطور گواہ تصدیق بھی کروائی ہے کہ محمد رؤف صاحب سنت مبارکہ مطابق داڑھی شریف کی سعادت سے محروم ہیں۔

نوٹ:

حاجی صاحب! آپ اپنے ضمیر میں جھانک کر بتائیں کہ کیا واقعی آپ کے اس بیٹے کی داڑھی شریعت کے مطابق ہے......؟

حاجی ابوداؤد صاحب

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ

1: کیا آپ کاظمی صاحب کے ساتھ "مسئلہ ذنب" میں متفق ہیں اور ان کی گذشتہ عبارت مثلاً "استغفار اعتراف ظلم نبی" کو گستاخانہ سمجھتے ہیں یا نہیں اور کیا "خلاف اولیٰ" بمقابلہ ترجمہ اعلیٰ حضرت کو درست سمجھتے ہیں یا نہیں؟

2: عدم ظل مصطفےٰ کریم ﷺ کے منکر معجزہ قاضی عبدالدائم لادائم کو گمراہ سمجھتے ہیں یا نہیں۔

3: منکر اجماع امت در مسئلہ طلاق میں پیر کرم شاہ صاحب کو تا حال گمراہ سمجھتے ہیں یا نہیں؟

4: مفتی محمد خان قادری صاحب کی عورت کی امامت کے مسئلہ میں مذمت کے باوجود گذشتہ شمارے میں عزت افزائی کے کیا معنی ہیں؟

نوٹ:

آپ کو علم ہونا چاہیے کہ طاہر القادری اور مفتی صاحب دوبارہ عبدالتواب صدیقی کے گھر "اصولی اختلاف" ختم کر کے باہم شیر و شکر ہو چکے ہیں۔

والسلام

محمود احمد ساقی ابن مفتی بشیر احمد قادری رضوی

خطیب سنی رضوی جامع مسجد پاک ٹاؤن

چونگی امر سدھو لاہور

نباض قوم مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ کا جوابی خط

عزیزم ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب۔ سلام مسنون

آپ کا مکتوب موصول ہوا۔ آپ کے ساتھ تو ہمارا کوئی تنازعہ نہیں۔ پھر نا معلوم ہمارے متعلق آپ کو غلط فہمی وسوءِ ظن کیوں ہے؟ آپ نے اپنے والد صاحب مرحوم کے ہمارے ساتھ خصوصی روحانی قریبی تعلقات کو بھی بھلا دیا ہے۔ حالانکہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ اس کی قدر کرتی ہیں۔ بھائی جان آپ کا گوجرانوالہ آنا جانا رہتا ہے۔ اس لیے اگر مناسب سمجھیں تو پہلے کی طرح کسی وقت آئیں۔ اور غلط فہمی کا ازالہ کریں دینی مسئلہ مسائل کا معاملہ ہے کسی کو بھی ضد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر ہے کہ اگر آنا چاہیں تو ۲۲۲۷ پر فون پر مجھے اطلاع دیں۔ محض اپنے والد صاحب مرحوم کی نسبت و تعلق ملحوظ رکھ کر آئیں۔

(ابوداؤد)

لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الصلوۃ والسلام علیک یا خاتم النبین

الصلوۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین

روئے سخن

قارئین کرام!

1: رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس، اوصاف حمیدہ، کمالات جمالات و معجزات پر ایمان ہی کسی انسان کی دوسرے انسان سے محبت یا بغض کی بنیاد ہے۔ چاہے کتنا عالم ہونے کا دعویٰ کرے۔ اپنے مریدین سے تعریفیں کروا کر خود ساختہ القابات لگا کر کسی زعم کے تکبر میں مبتلا ہو کر اگر رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس اور اوصاف حمیدہ میں نکتہ چینی کرے۔ مثلاً ذات اقدس کے افعال مبارکہ میں بعض کو "گناہ یا صورۃً گناہ" قرار دے کر معافی ہونے سے متعلق کرے۔ جیسے احمد سعید کاظمی نے کیا۔ زبیر حیدر آبادی نے کیا۔ اور رسول کریم ﷺ سے "وہم" میں مبتلا ہونا اور پھر آپ ﷺ کے بعض افعال مبارکہ کو "کوتاہی" سے منسوب کرنا (اگرچہ "وہم اور کوتاہی" کی نشاندہی کرنے سے قاصر ہو) جیسے پیر کرم شاہ نے کیا ہے۔ تو پھر اس سے بڑی توہین و تنقیص اور گستاخی کیا ہو سکتی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

نوٹ: کاظمی کی تقریر کی کیسٹ بندہ کے پاس موجود ہے جس میں صورۃً گناہ کا لفظ بار بار بولا ہے۔

علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں

4: علم اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے یہاں کسی مدرسہ سے سند یافتہ ہونے کی شرط نہیں لگائی۔ اگر ایسا ہوتو پھر تھانوی، دہلوی، نانوتوی، گنگوہی اور انبٹھوی تو بڑے بڑے سند یافتہ تھے۔ مگر رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس، کمالات، جمالات، علم مبارک اور اختیارات میں نکتہ چینی کر کے کفر کے مرتکب ہو کر جہنم میں گر گئے۔

5: جب مولوی ابوداؤد آف گوجرانوالہ نے اپنی کتاب افضل التقریر علی احسن التحریر لکھی تو مولوی احمد سعید کاظمی کے الفاظ مثلاً ''ایک غیر مستند شخص جو علوم دینیہ سے تداول اور تعلیم وتدریس کی مہارت نہیں رکھتا۔ دروغ گو، بدنصیب مکفر، آخرت کے خوف سے بے باک ہے۔ مکفر صادق گوجرانوالہ نے بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کی کج بحث اور غلط وطیرہ اختیار کر کے توبہ سے گریز کیا۔ مکفر کے فتویٰ کی دھجیاں بکھیر دی ہیں (صفحہ 5) کے جواب میں کذاب ابوداؤد نے یہ فقرہ لکھا ''ہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے'' کاظمی نے بھی ابوداؤد کو آئینہ دکھایا اور ابوداؤد نے کاظمی کو آئینہ دکھایا۔

6: رسول کریم ﷺ کو گناہگار قرار دینے والے کاظمی صاحب اور رسول کریم ﷺ کو ''وہم'' میں مبتلا کر کے ''کوتاہی'' کرنے والا (نقل کفر کفر نہ باشد) قرار دینے والے پیر کرم شاہ صاحب کے کارناموں کی مختصر تفصیل اگلے صفحات میں پڑھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ شریعت مصطفیٰ ﷺ میں نئے نئے افکار نکالنے والے مولوی محمد خاں قادری صاحب...... پھر حضرت غوث اعظمؓ کی شان اقدس میں گستاخانہ کتاب ''حکایت قدم غوث'' لکھنے والے کردار میاں محمد جمیل احمد شرقپوری...... مولوی محمد احمد بصیرپوری...... اشرف سیالوی کا مختصر ذکر بھی اگلے صفحات میں پڑھیں۔

رسول کریم سے گناہ اور صورۃً گناہ منسوب کرنے والا سیاہ کار

احمد سعید کاظمی کا ترجمہ البیان اور تقریر (کیسٹ بندہ کے پاس ہے)

قارئین کرام!

1: رسول کریم ﷺ معصوم ہیں۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ نبوت سے پہلے اور بعد صغیرہ وکبیرہ عمداً یا سہواً سے معصوم ہیں۔ لیکن خود ساختہ القابات والے اس شخص اور اس کے پسران ومریدین نے رسول کریم ﷺ کو گناہگار (معاذ اللہ) قرار دے دیا ہے۔

2: کاظمی نے اپنی تقریر میں بار بار "صورۃً گناہ" رسول کریم ﷺ سے منسوب کر کے معافی سے متعلق کیا ہے۔ پھر ترجمہ البیان میں بھی صورۃً گناہ کا لفظ لکھا ہے۔ بلکہ مقالات کاظمی ج سوم میں رسول کریم ﷺ کے استغفار کو اعتراف ظلم کہا ہے (معاذ اللہ)

3: ماہنامہ السعید (ربیع الاول 1420ھ) جون 2000ء میں لفظ صورۃً گناہ کو پھر دہرایا ہے۔

4: البیان کے پہلے ایڈیشن میں صورۃً گناہ کے ہی الفاظ ہیں۔ کاظمی کے کھاتے میں لکھے جا چکے ہیں۔ اس کے انتقال کے بعد پسران کاظمی اور مریدین اقبال سعیدی، اللہ بخش نیئر، عبدالمجید رحیم یارخانی اور ڈاکٹر الطاف حسین نے ایک من گھڑت پر اسرار خواب کا بہانہ بنا کر اسے صورۃً ذنب کے الفاظ سے بدل دیا (حالانکہ یہ الفاظ بھی اتنے ہی خطرناک ہیں)

زبیر حیدر آبادی کی گواہی کاظمی اور اس کے مریدین کے خلاف

1: زبیر حیدر آبادی بھی رسول کریم ﷺ کو گناہگار (معاذ اللہ) قرار دیتا ہے اس کی بندہ نے گرفت کی اور چار صفحات پر مشتمل سوالنامہ لکھا کہ مدعیان علم اس کا جواب دیں۔ یعنی جو من گھڑت مکالمے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان اس نے لکھے اور لفظ گناہ کی تکرار پر مشتمل من گھڑت احادیث کی کن کتابوں میں ہیں۔ کسی بھی عالم، مفتی و مولانا نے اس کا جواب نہیں دیا۔ یہ نہیں کہ وہ لاعلم ہیں سب کچھ جانتے ہیں لیکن زبیر کی ناراضگی مول نہیں لینا چاہتے۔ (چاہے رسول کریم ﷺ ناراض ہی ہوں) یہ بھی ان علماء کو پتہ ہے کہ کسی عالم سے کسی بات کے متعلق پوچھا جائے تو وہ جانتے ہوئے بھی اس کا جواب نہ دے تو اس کا علم آگ کا طوق بن کر روز قیامت اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

زبیر حیدر آبادی لکھتا ہے

علامہ کاظمی نے صورۂ گناہ ترجمہ البیان کیا۔ دوسرے ایڈیشن میں ان کے انتقال کے بعد بدلا گیا۔ حالانکہ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ترجمہ بدلے۔ یہ بددیانتی کی بڑی اور بری مثال ہے۔

کیوں جناب!

ایک خود ساختہ مفتی زبیر حیدر آبادی نے اسے بددیانتی کی بڑی اور بری مثال قرار دیا ہے۔ مفتی اقبال سعیدی کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے حضور توبہ کرنی چاہیے۔ ساتھ ساتھ سعیدیوں کے مداح مولوی ابوداؤد کو بھی توبہ کرنی چاہیے جو پسران کاظمی کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

رسول کریم ﷺ سے وہم، کوتاہی منسوب کرنے اور اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنے والا سیاہ کار

پیر کرم شاہ (مفسر ضیاء القرآن)

قارئین کرام:

1: بندہ نے تفسیر ضیاء القرآن کی پانچ جلدیں خریدیں اس خیال میں کہ یہ یقیناً اچھے عقائد پر مشتمل ہوں گی۔ لیکن مسئلہ ذنب میں رسول کریم ﷺ کے افعال مبارکہ میں وہم اور کوتاہی منسوب کر کے معافی سے متعلق کر دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف لکھا ہے۔ یہ پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔ کرم شاہ صاحب کے بیٹے امین الحسنات صاحب کو رجسٹری خط لکھا کہ وہ بتائیں کہ رسول کریم ﷺ نے کب وہم فرمایا اور کون کونسی کوتاہی کے مرتکب ہوئے (نقل کفر کفر نہ باشد) خط کی نقل منسلک ہے) جواب ابھی تک نہیں ملا۔

2: جب میں نے اپنی کتاب "سایہ نہ تھا" میں لکھا کہ پیر کرم شاہ نے مودودی سے استفادہ کیا تو یہ بات ابوداؤد کو ناگوار گزری اور اپنے رسالے میں اسکا ذکر کر کے لفظ رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔ یہ کیسی منافقت ہے ابوداؤد اپنے رسالے میں کئی ماہ "اونچی دکان پھیکا پکوان" کے عنوان سے پیر کرم شاہ کے خلاف لکھتا رہا۔ تفصیل اسی کتاب میں پڑھیں۔

3: بیک وقت طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق قرار دیتا ہے۔ تین تو تین ہی ہوتے ہیں۔ حیرت ہے پیر کرم شاہ کو گنتی بھی نہیں آتی۔ اجماع امت کا مخالف ہو کر انتشار پھیلا دیا۔

4: مفتی محمد خان قادری صاحب: عورت کی نصف دیت کے منکر ہیں جو کہ اجماع امت ہے، کے بھی قائل ہیں۔ اسے بھی پیر کرم شاہ کی ضیاء القرآن کی روشنی میں مطالعہ فرمائیں۔

مولوی اویسی صاحب (بہاولپور) کی دورنگی ملاحظہ ہو

مسئلہ ذنب پر جب میں نے زبیر حیدر آبادی کی گرفت کی تو اویسی صاحب نے مجھے خطوط میں مبارک باد دی۔ میری کتابوں کو آب زر لکھنے کے قابل لکھا مبارک دے رہے ہیں کہ میدان مار لیا...... کہیں غلام رسول سعیدی کی گرفت کرنے کا مشورہ دیا...... کہیں کہا کہ کاش میری قسمت بھی ایسی ہوتی۔ (تین خطوط کا عکس منسلک ہے) جب رحیم یار خان کے عبد المجید سعیدی مولوی نے خلاف اولیٰ کے حق میں لحق نہ دلائل کی کتاب مواخذہ معرکۃ الذنب لکھی تو اویسی صاحب نے اس کے لیے تقریظ لکھی (تحریر کا عکس منسلک ہے)

یہ کیسی دورنگی ہے؟

قارئین کرام!

1: اویسی صاحب! تو ماشاء اللہ بہت بڑے عالم ہیں۔ عمر کے اس حصے میں ہیں کہ انہی ایسی دورنگی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

2: بندہ کے موصوف کے متعلق جو کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ آیات ذنب کی تصدیق ہے (لذنبک و من ذنبک کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں) کے متعلق جو اویسی صاحب نے تین عدد خطوط لکھے وہ درست تھے۔

3: لیکن پتہ نہیں اویسی صاحب پر کونسی دنیاوی مصلحت اس عمر کے حصے میں حاوی ہو گئی ہے کہ رحیم یار خانی کی کتاب "مواخذہ معرکۃ ذنب" جس میں اس شخص نے خلاف اولیٰ کو رسول کریم ﷺ کے کھاتے میں ڈالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کی تقریظ لکھ ڈالی جو چھپ گئی۔ گویا کہ کاظمی کے موقف کی حمایت کر دی۔

4: روز قیامت ان سب باتوں کی ضرور پوچھ گچھ ہو گی۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی پر ظلم

بعد از وصال

قارئین کرام!

1: مسئلہ ذنب پر مفتی صاحب کا ایک فتویٰ رسالہ انتظامیہ مفتی نمبر میں درج کیا گیا ہے۔ جو کہ جعلی ہے۔ نہ مستفتی کا پتہ...... نہ ہی مفتی صاحب کے ہاتھ کی تحریر ہے۔ یہ کسی شیطان کی شرارت ہے جو سعیدی ہے۔ اس نے کنزالایمان کا ترجمہ اور کاظمی کے ترجمہ کو ایک جیسا قرار دیا ہے۔ حالانکہ خدام الدین نومبر 1999ء میں دیوبندیوں نے کاظمی کے ترجمہ کو سابقہ علمائے دیوبند کا ترجمہ ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے۔ اور دونوں ترجموں کو ایک جیسا قرار دینے کو حماقت کہا ہے۔

2: بندہ کی خط و کتابت اور فون پر گفتگو مفتی صاحب سے ہوتی تھی۔ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا فتویٰ منسلک ہے۔ جو ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ کہ انتظامیہ میں چھپا ہوا فتویٰ جعلی ہے۔

3: یہ ہیں لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ......؟

گستاخان غوث اعظم رضی اللہ عنہ

آپ کے قول مبارک کہ "تمام اولیاء کی گردن پر میرا قدم ہے" کے خلاف میاں جمیل شرقپوری کے حکم پر بصیر پور کے مولوی احمد جو کہ بے بصیرت ہے نے بہت گستاخی کی ہے۔ جس کی تقریظ اشرف سیالوی نے لکھی ہے۔ تفصیل کیلئے ہماری مطبوعہ کتاب "غوث اعظم اور اعلیٰ حضرت کے نئے مخالفین" ملاحظہ فرمائیں۔

کذاب، نقلی پارسائی کا لبادہ اوڑھنے والا...... دنیاوی مصلحتوں میں مبتلا...... گستاخان رسول کریم ﷺ کا مداح

علامہ ابوداؤد آف گوجرانوالہ کا تعارف

تعارف:

1: یہ شخص مجھے دو بار خود ہی ملا۔ ماہر علم نفسیات ہونے کے ناطے میں نے پرکھا کہ یہ شخص ایک نفسیاتی بیماری (Paranoya) پیرانویا میں مبتلا ہے۔ اس بیماری میں خود پسندی، خود فریبی، کبھی غلطی نہ کرنے والا، احساس برتری جو کہ درحقیقت احساس کمتری کا ردعمل ہوتا ہے کا شکار۔ اپنے آپ کو باقی سب سے بڑا قرار دینے والا۔ اپنی متضاد تحریروں اور اپنی جھوٹی انا کی زد میں آکر انٹ شنٹ خیالات بڑی جلد بازی میں لکھنے کی پہل کرنے والا ہے۔

2: آپ کو کیسے سمجھاؤں۔ ایک بھونڈی سی مثال دیتا ہوں اور اس کی معذرت بھی چاہتا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ باؤلا کتا ہر اس شخص کو جو اس کے سامنے آتا ہے کیوں کاٹتا ہے...... وہ اس لیے کاٹتا ہے کہ اسے ایک خوف ہوتا ہے کہ اسے کوئی نقصان نہ دے یا نہ مارے...... اس لیے وہ جلد بازی میں پہل کر کے لوگوں کو کاٹتا ہے۔ چنانچہ جو شخص ایک خوف میں مبتلا ہو کر اس کے کردار کی خامیاں، عملی کمزوریاں اور گھٹیا عادات کے متعلق کوئی دوسرا جو بتائے تو اس کے بتانے سے پہلے اس کے خلاف اتنا لکھو کہ وہ ڈر جائے۔ لیکن یہ شخص مقیاس ذہانت کی کمی کا شکار بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی پیشہ ور مولوی اس کی گندی تحریروں جو کہ کردار کشی پر مشتمل ہوتی ہے ڈر جائے کہ اس

کے مستقبل میں اس کا پیشہ خراب نہ ہو جائے۔

3: لیکن مجھ جیسا جو کہ شوقیہ فنکار نہیں ہے...... میری کوئی مجبوری نہیں کہ مجھے فنڈ نہیں ملیں گے یا رسالہ کی کمائی کم ہو جائے گی...... یا دوسرے ناراض ہو جائیں گے وغیرہ سے بے نیاز ہے۔ میں تو ان اشاروں کا پابند ہوں اور میرے آقا ﷺ اور مولائے کائنات مولا علیؑ کے حکم کا پابند ہوں۔ اس لیے مجھے نہ کوئی غم ہے اور نہ کوئی خوف۔

4: رسول کریم ﷺ صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے اوصاف حمیدہ، کمالات و جمالات و معجزات کی بلندی ظاہر کرنے پر میں قلمی جہاد جاری رکھوں گا۔ جس کا عہد میں نے رسول کریم ﷺ کے قدموں میں سر رکھ کر کیا ہوا ہے۔ یہ شخص میرے سامنے سوائے ایک فتنہ ساز کے اور کوئی تاثر نہیں رکھتا۔ قارئین کی تفریح طبع کے لیے اس شخص کے متعلق جو کچھ اور لوگوں نے لکھا ہے وہ بھی پڑھیں اور جھومیں۔ صرف میری مخاصمت میں کاظمی وغیرہ کے شانہ بشانہ کھڑا ہے۔ کاظمی کے خلاف اپنی لکھی ہوئی کتابیں بھی بھول گیا ہے۔ جو آئینہ کی صورت میں میں نے اس کتاب میں شائع کر دی ہیں۔

کسی کا محض ذکر آنے سے کوئی ہم عقیدہ نہیں ہو جاتا۔

5: میں نے اپنی کتاب ''سایہ نہ تھا'' میں منکر نفی ظل قاضی لادائم کے متعلق لکھا کہ ابوداؤد اپنی تعریف میں مختلف لوگوں سے خطوط لکھوا کر اپنے رسالہ میں چھاپتا ہے (یعنی اس سے بڑی خود فریبی اور خود پسندی اور کیا ہو گی) اور اس طرح ابوداؤد نے قاضی لادائم کا خط چھاپ کر عندیہ دیا ہے کہ یہ بھی منکر نفی ظل کا قائل ہے۔ اس کے جواب میں ابو داؤد نے اپنے رسالہ ''رضائے مصطفیٰ ﷺ'' جنوری 2004ء میں لکھا ہے ''کسی کا محض ذکر آنے سے کوئی ہم عقیدہ نہیں ہو جاتا'' لیکن جب میں نے اپنی کتاب شہنشاہ ولایت میں دوسرے مورخین و مفسرین کے موقف لکھ دیے اور سراج سعیدی کی کتاب سے

اقتباسات لکھے تو ابوداؤد اسے میرا عقیدہ قرار دیتا ہے اور شیعہ کبھی شیعہ نواز لکھتا ہے۔
قارئین کرام! یہ شخص کتنی بے بصیرتی، تنگ نظری اور علمی بددیانتی کا ارتکاب کرتا ہے۔

6: مجھے اپنے رسالے میں مشورہ دے رہا ہے کہ کاظمی کی شان میں گستاخی نہ کرو......
حالانکہ اس بے بصیرت کو چاہیے کہ پسران کاظمی کو مشورہ دے کہ اپنے ترجمہ میں صورۂ گناہ سے رجوع اور توبہ کرو۔ اور کنزالایمان کے ترجمہ کو صحیح قرار دو۔ (حالانکہ اعلیٰ حضرت کے نام کے ٹکڑے کھاتا رہتا ہے)

نوٹ:

ابوداؤد صاحب کیا تمہارا مطلب یہ ہے کہ میں اپنے مؤقف سے رجوع کروں یعنی کہ کنزالایمان میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو غلط قرار دوں؟ لذنبک و من ذنبک کے پانچ ایڈیشن بے معنی اور فضول تھے؟ اور البیان کو درست قرار دوں؟ اف ہے تم پر......!

7: جہاں تک کسی شخص سے بغض رکھنے کی بات ہے تو بندہ ہر اس شخص سے بغض رکھتا ہے جو رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کو توہین و تنقیص اور گستاخی والے الفاظ سے منسوب کرتا ہے۔ آپ ﷺ کو گناہگار (معاذ اللہ) قرار دینے والے لوگوں سے تو بغض فطرتاً ہوگا۔ چاہے کوئی لاکھ خودساختہ القابات لگاتا پھرے۔

8: مقام کی عطا رسول کریم ﷺ کرتے ہیں۔ یہ مریدین کی خوشامد و چاپلوسی سے نہیں ملتا۔ یاد رکھیں کسی کو حقیر نہ جانیں کہ کرنل کیوں لکھتا ہے۔ اس کا تو فیلڈ نہیں۔ یہ کونسا باقاعدہ پڑھا ہوا ہے۔ یہ کونسا مستند عالم ہے۔ کرنل کے دلائل کے جواب میں دلائل نہ ہونے کی وجہ سے گالیاں دینا کہ یہ تو بدمذہب ہے وغیرہ وغیرہ۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ ایک انسان ساری عمر جنتیوں والے کام کرتا ہے پھر اس کا نوشتہ تقدیر سامنے آجاتا ہے اور دوزخیوں والا کام کرتا ہے جو کہ اسے دوزخ میں لے جاتا

ہے۔ دوسرا انسان ساری عمر دوزخیوں والے کام کرتا ہے پھر اس کا نوشتہ تقدیر سامنے آجاتا ہے۔ اور وہ جنتیوں والے کام کرتا ہے جو اسے جنت میں لے جاتا ہے۔ اس حدیث پر ضرور غور کریں۔

جواب چاہیے علامہ ابوداؤد اصل مسئلہ سے مت ہٹو

اپنا عقیدہ بتاؤ

1: کاظمی نے رسول کریم ﷺ سے ''صورۃ گناہ'' کا لفظ اپنی تحریر و تقریر میں منسوب کر کے معافی سے متعلق کیا۔ کیا تم بھی اس سے متفق ہو۔

2: کیا اعلیٰ حضرت کے کنز الایمان کا ترجمہ درست ہے؟ بتاؤ تمہارا کیا عقیدہ ہے؟

3: کیا یہ دونوں تراجم ایک جیسے ہیں۔ اپنا عقیدہ بتاؤ۔ ویسے رسالہ خدام الدین نومبر 1999ء نے کاظمی کے ترجمہ کو سابقہ علمائے دیوبند کا ترجمہ ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا ہے؟

4: تم نے رسول کریم ﷺ سے زیادہ کاظمی کی چاپلوسی اور ترجیح کر کے اپنی آخرت برباد نہیں کی؟

قارئین کرام!

آپ نے ابوداؤد جو کہ نفسیاتی بیماری (Paranoya) کا شکار ہے۔ اپنی جھوٹی انا، خود پسندی، چالاکی، عملی بد دیانتی، دنیاوی مصلحت اور لالچ وغیرہ کے زعم میں رسول کریم ﷺ کی عصمت مبارک کے مخالفین کا ساتھ دینے کا مطالبہ کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سادہ لوح مسلمانوں کو ایسے بہروپیے،

نقلی پیر سے بچائے

اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کی بارگاہ کے گستاخ اور عقائد اہلسنت پر حملہ کرنے والے سیاہ کار

☆ مولوی احمد سعید کاظمی نے رسول کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گناہگار قرار دیا۔ (معاذ اللہ) آیات ذنب میں صورۃ گناہ کے الفاظ اپنی تقریر میں دہرائے اور اپنے ترجمۂ قرآن البیان میں صورۂ گناہ کو معافی سے متعلق کر کے عصمت رسول کریم پر وار کیا ہے۔

☆ پیر کرم شاہ نے رسول کریم ﷺ کی رسالت پاک کو وہم اور کوتاہی کی نسبت سے داغدار کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

☆ پیر کرم شاہ نے اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہا (معاذ اللہ)

(ضیاء القرآن ج اول ص 130)

نوٹ:

(۱) مولوی احمد سعید کاظمی کی تقریر کی کیسٹ بندہ کے پاس موجود ہے۔ تاکہ خودساختہ غزالی زماں کی علمیت کا پتہ چلے۔ اس کیسٹ میں اس مولوی نے کئی بار صورۂ گناہ کا لفظ رسول کریم ﷺ کے لیے استعمال کیا ہے۔

کرم شاہ کے بارے میں ثبوت حاضر ہے

کرم شاہ کی کہانی، ابوداؤد کی زبانی

ابوداؤد لکھتا ہے۔ تفسیر ضیاء القرآن

''اونچی دکان پھیکا پکوان''

بیوفا سمجھیں، تمہیں اہل حرم اس سے بچ
ڈر والے کج ادا کہہ دیں بدنامی بھلی

مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ضیاء القرآن کی عبارات اہل سنت کے لیے حجت نہیں

تفسیر ضیاء القرآن کی طرف اخبارات ورسائل میں پیر صاحب کی تفسیر ضیاء القرآن کا اشتہار اہلسنت کے لیے بڑی مسرت ودلچسپی کا باعث تھا۔ کہ ایک سنی بریلوی عالم کے قلم کے ایک نئی تفسیر منظر عام پر آئی ہے۔ جس میں یقیناً احقاق حق اور ابطال باطل کا نظارہ ہوگا۔ وہ مسلک اہلسنت کی ممدومعاون ہوگی اور اس میں فرق باطلہ کے مقابلہ میں اہلسنت کی حقانیت وصداقت کا مظاہرہ ہوگا۔ مگر جنہوں نے اس تفسیر کا بغور مطالعہ کیا۔ انہیں اپنے تاثرات وحسن ظن کے برعکس بڑی حیرت وافسوس سے دوچار ہونا پڑا۔ اور بمصداق ''اونچی دکان پھیکا پکوان'' بصد افسوس یہ کہنا پڑا کہ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

پیر صاحب نے دانستہ یا نادانستہ حامیان مذہب اہل سنت ومسلک اعلحضرت کو

مغالطہ دیا ہے بلکہ اپنے ظاہری تعارف کے برعکس ان سے سخت زیادتی فرمائی ہے اور شہد میں زہر کی ملاوٹ کر کے ضیاء القرآن کی عظیم کاوش کو داغدار و ناقابل اعتبار بنا دیا ہے۔ اور آزاد خیالی صلحکلی و دوانگی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ فیا اسفاہ

اہل سنت کا عمومی مظاہرہ تاثر یہ تھا کہ پیر صاحب ایک قابل فخر سنی بریلوی عالم ہیں۔ اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت مند اور آپ کے خلیفہ معتمد حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے تلمیذ ارجمند ہیں۔ اہل سنت کو بھولے سے بھی یہ خیال نہیں تھا کہ پیر صاحب کا دیوبندی مودودی وہابی مکتب فکر سے بھی کوئی تعلق خاطر ہے۔ اور وہ مولوی مودودی، محمد قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی اور دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود سے بھی متاثر ہیں اور نہیں بطور حجت وسند پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن جب "ضیاء القرآن" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ تو یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی۔ پیر صاحب کہیں مولانا مودودی کا نہایت لطیف نکتہ بیان کرتے اور تفہیم القرآن کے حوالے دیتے ہیں۔ وہی مودودی جس نے سرور عالم ﷺ کو "ان پڑھ چرواہے" لکھا ہے۔ علماء اہل سنت کو بریلوی طبقہ کے فتوے بازوں کا فرساز مولوی کہا ہے۔ طلب حاجات کے لیے مزارات پر جانا قتل و زنا سے بدتر قرار دیا ہے۔ اور پیر صاحب کی خانقاہی روایات کو مشرکانہ پوجا پاٹ سے تعبیر کیا ہے۔ کہیں "مولانا اشرف علی تھانوی اور بیان القرآن" کا حوالہ دیتے ہیں۔ وہی تھانوی جس نے رسول اللہ ﷺ کے علم غیب شریف کو ہر صبی و مجنون اور جمیع حیوانات و بہائم کے علم سے تشبیہ دینے کی گستاخی کی ہے۔ والعیاذ باللہ

کہیں "بانی دار العلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی" کا حوالہ دیا ہے اور اسے "پاکان امت" میں شمار کیا ہے۔ وہی نانوتوی جس نے لکھا ہے کہ بسا اوقات امتی عمل میں نبی کے مساوی ہو جاتے ہیں بلکہ ان سے بڑھ جاتے ہیں۔ اور جس نے ختم نبوت بمعنی آخری نبی کا انکار کیا ہے۔ والعیاذ باللہ۔

کہیں ''شیخ الہند محمود الحسن صاحب'' کے حاشیہ قرآن کا حوالہ دیا ہے۔ وہی دیوبندی شیخ الہند جس نے رشید احمد گنگوہی کا مرثیہ پڑھتے ہوئے اسے ''بانی اسلام کا ثانی'' کہا ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے بڑھ کر اس کی مسیحائی بیان کی ہے اور گنگوہی کے کالے غلاموں کو ''یوسف ثانی'' لکھا ہے۔ والعیاذ باللہ

کہیں ''شاہ احمد اسمٰعیل صاحب دہلوی'' کا حوالہ ہے۔ وہی اسمٰعیل دہلوی جس کی رسوائے زمانہ گستاخانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' نے دنیائے اسلام کو تڑپا دیا اور جس نے اپنی کتاب ''صراط مستقیم'' میں نہایت شقاوت قلبی سے رسول اللہ ﷺ کے خیال مبارک اور گدھے کے استغراق سے بدرجہا بدتر قرار دیا۔ والعیاذ باللہ۔

کہیں عبد الماجد دریا آبادی کی تفسیر ماجدی کے حوالہ جات ہیں۔ جو اشرف علی کا مرید و غالی معتقد ہے۔ الغرض پیر صاحب نے اس قسم کی متنازعہ بلکہ شان رسالت و اہل سنت کی صریح مخالف شخصیات و ان کے حوالہ جات کو بھی ضروری خیال کیا ہے اور ''ضیاء القرآن'' کو بجا بجا ان کے اسماء سے ضیا بخشی ہے۔

ستم بالائے ستم یہ ہے کہ مذکورہ اشخاص کی طرح حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے علاوہ اعلیحضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ قرآن ''کنز الایمان'' مفسر قرآن مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ کی ''تفسیر نعیمی'' اور صاحب تفسیر الحسنات علامہ ابو الحسنات محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ جیسی اہل سنت کی شخصیات و تصانیف کے تعارف و حوالہ جات کو قابل اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ اور اس طرح اہل سنت کے مقابلے میں دیوبندی مودودی، وہابی مکتب فکر کی صریح طرفداری و جانبداری کا افسوسناک مظاہرہ کیا ہے۔ جو اہل سنت و جماعت کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

بہرحال بمصداق قیاس کن نہ گلستان من بہار مرا۔ بطور مشتے نمونہ از خروارے۔ ''ضیاء القرآن کے مذکورہ حوالہ جات و مشکوک صورتحال سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ''ضیاء

القرآن" اہل سنت وجماعت کے لیے کہاں تک قابل اعتبار اور لائق التفات ہے۔

مقام تعجب ہے کہ پیر صاحب نے بوقت تفسیر منکرین شان رسالت ومخالفین اہل سنت کی "شخصیات کو پیش کرتے وقت اتنا بھی نہیں سوچا کہ اس طرح ان سے حسن ظن رکھنے والے اہل سنت ومسلک اعلحضرت کو کس قدر ٹھیس پہنچے گی۔ دیوبندی مودودی وہابی مکتب فکر کو کتنی تقویت حاصل ہوگی۔ بے خبر اشخاص ایسے غلط اشخاص وان کی عبارات وبیانات کو حجت وسند سمجھ کر گمراہ ہوں گے۔ اور خود "ضیاء القرآن" کی اہمیت میں واقع کمی ہوگی۔ کہ اگر مودودی کی تفہیم القرآن وتھانوی کے بیان القرآن اور دیوبندی شیخ الہند کے حاشیہ قرآن و تفسیر ماجدی جیسی کتابوں کے حوالے پیش کرنا ہے تو پھر "ضیاء القرآن" کی کیا ضرورت ہے۔ جب کہ "ضیاء القرآن" کے مذکورہ قسم کے ماخذ پہلے ہی مارکیٹ میں موجود ہیں۔

حرف آخر

اکابر اہل سنت نے مسلک حق وبدمذہبوں کے مابین بڑی مشکل سے جو حد فاصل قائم کی تھی۔ "ضیاء القرآن" نے اسے شدید نقصان پہنچایا ہے۔ کاش پیر صاحب اس صلحکلی و دورنگی روش پر ٹھنڈے دل سے غور فرما کر اس کی فوری وصحیح تلافی پر توجہ فرمائیں۔ اور خود سوچیں کہ اعلحضرت کا معتقد وصدر الافاضل علیہ الرحمۃ کا شاگرد ہوتے ہوئے انہیں دیوبندیت ومودودیت نوازی کی ضرورت کیسے پیش آئی اور یہ دوطرفہ تعلق کیونکر ممکن ہے؟

(ماہنامہ رضائے مصطفٰے جون 1978ء)

اب یہی مولانا ابوداؤد صاحب کرم شاہ کو اپنے رسالے میں رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

علامہ ابوداؤد کے ایک معتمد خاص کا ایک اہم خط

جناب ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب

سلام مسنون! خیریت موجود خیریت نیک مطلوب

پیر کرم شاہ بھیروی کے بارے میں مواد آپ کو بھیج دیا تھا۔ کچھ ذاتی یادداشت بھی لکھنا چاہتا تھا۔ مگر جلدی میں بھول گیا تھا وہ یہ کہ کرم شاہ کو کئی حضرات اہل سنت نے توبہ ورجوع کا کہا۔ اتمام حجت بھی کی مگر یہ شخص اپنی ضد پر قائم رہا۔

1: کچھ عرصہ قبل فقیر راقم اطراف اٹک کے ضلع میں دریائے رحمت شریف نزد حضرو کے ایک بزرگ حافظ سلطان محمود مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تو حضرت موصوف سے کرم شاہ کے بارے بات ہوئی تو فرمایا کہ میں نے بھی پیر کرم شاہ کو خط لکھا، جب ”تحذیر الناس میری نظر میں“ شائع ہوئی۔ وہ خط فقیر مدنی نے خود پڑھا ہے۔ دو صفحات پر مشتمل ہے۔ مگر پیر کرم شاہ نے رد عمل یہ کیا کہ حافظ مدظلہ العالی کے بھتیجے بھیرہ کے مدرسہ میں زیر تعلیم تھے کو کہا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور حافظ زبردست عالم ہیں ان کے پاس ہی جا کر پڑھو۔ قبلہ حافظ سلطان محمود نے فقیر کو بتایا کہ میرے خط لکھنے سے پہلے پندرہ دن مدرسہ بھیرہ کے مدرسین سے تحذیر الناس کے بارے میں پیر کرم شاہ بحث اس کی حمایت میں لڑتا رہا۔

2: سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی نے فقیر کو بتایا تھا کہ بھکھی شریف میں پیر کرم شاہ سے گفتگو کرنے کا موقع ملا اور میں نے اس پر پیر صاحب کو تنبیہ کی مگر پیر صاحب نے ماننے کی بجائے اپنے مرید جس کے گھر میں بیٹھے تھے کو کہا کہ عرفان صاحب کو یہاں سے اٹھادو یا میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔

3: کرم شاہ کو تنبیہ کرنے کا ایک واقعہ آپ نے مجھے سنایا تھا کہ آپ نے خود اس پر پیر کرم شاہ سے بات کی تھی۔

4: سید شاہ تبسم بخاری بھی پیر کرم شاہ کے پاس گئے مگر پیر کرم شاہ نے ماننے سے گریز کیا بلکہ کرم شاہ کے متعلقین تبسم شاہ صاحب کو مارنے کے لیے آگے بڑھے۔

5: مولانا عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے مجھے بتایا کہ جب تحذیر الناس و کرم شاہ کا مسئلہ ابتدا میں ہوا تھا۔ ان دنوں میں حکیم موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ کے مطب میں گیا تو وہاں پیر صاحب بھی موجود تھے۔ میں نے پیر صاحب سے کہا کہ اہل سنت کے لیے یہ بڑی مصیبت ہے آپ اس بارے میں کچھ کریں۔ یعنی رجوع کریں پیر کرم شاہ، دو تین منٹ خاموش رہے اور اٹھ کر وہاں سے چل دیئے۔

6: فقیر راقم الحروف نے بھی دو دفعہ کرم شاہ کو خط لکھے۔ ایک مرتبہ رجسٹری بھی کی مگر جواب ندارد۔

7: شیخ الحدیث مولانا غلام نبی صاحب جامعہ رضویہ فیصل آباد نے مجھے بتایا کہ ہم محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھے کہ پیر سید یعقوب شاہ صاحب آف پھالیہ حاضر خدمت ہوئے تو عرض کی کہ حضور پیر کرم شاہ نے سلام ابھی اتنا ہی فقرہ ہوا تھا یعنی فقرہ مکمل بھی نہ ہوا تھا۔ کہ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ارے بندہ خدا اس نے توبہ کی ہے یا نہیں۔ (ان دنوں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ پیر کرم کا مشہور ہوا تھا) یہی روایت فقیر کے شیخ محترم حضرت علامہ مولانا ابو محمد محمد عبد الرشید صاحب قادری رضوی علیہ الرحمۃ آف سمندری نے بھی سنایا تھا۔ اور حضرت سمندری والے تو اجتماعات میں بھی پیر کرم شاہ کا رد فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ پیر کرم شاہ کی بجائے کِرم (کیڑا) شاہ کہا کرتے تھے۔

8: مولانا محمد عبدالرشید جھنگوی مدظلہ سے فقیر نے اس کے بارے میں بات کی تو فرمایا کہ ہم پیر کرم شاہ نہیں مانتے اعلیٰ حضرت کے سامنے اس کی کیا حیثیت ہے۔

9: مولوی اشرف سیالوی نے پیر کرم شاہ کو تحذیر الناس کے بارے میں گیارہ سوالات بھیجے تھے کہ یا توبہ کرلو یا ان کے جوابات دو۔ جواب ندارد۔

10: مولانا فضل احمد چشتی صاحب آف لاہور اور مولانا محمد بخش مفتی جامعہ رضویہ فیصل آباد، شیخ الحدیث مولانا غلام رسول رضوی صاحب آف فیصل آباد، مولانا نور عالم صاحب فیصل آباد، مولانا پیر محمد چشتی صاحب آف پشاور، مولانا محمد حسن علی رضوی وغیرہ متعدد علماء سے فقیر نے بات کی تو یہ سب علماء پیر کرم شاہ سے نالاں ہیں۔ مولانا الٰہی بخش صاحب بھی کرم شاہ کے سخت مخالف ہیں۔

مفتی غلام سرور قادری نے تفسیر ضیاء القرآن پر اپنے ذاتی نسخے پر حاشیہ لکھا ہے۔ اس کی گرائمر میں غلطیاں نکال کر اسے جاہل ثابت کیا ہے۔ صوفی محمد طفیل صاحب مدیر القول السدید کے بقول بادشاہ تبسم نے مولانا غلام علی اوکاڑوی علیہ الرحمۃ سے بات کی تو فرمایا کہ شاہ صاحب (تبسم صاحب) اگر مجھے پیر کرم شاہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع مل جائے تو میں ہرگز نہیں پڑھوں گا۔

مولانا پیر محمد چشتی صاحب سے میں نے پوچھا کہ حضرت صاحب پیر کرم شاہ اعلیٰ حضرت کے فتوئی کفر کی زد میں آجاتا ہے یا نہیں فرمایا ہاں کیوں نہیں آتا ضرور آتا ہے۔

پیر کرم شاہ کے بارے میں ایک دو حوالہ جات بھی نوٹ کرلیں۔

ابوزہرہ مصری کو اللہ جنت نصیب کرے۔ (ضیاء القرآن ص 323)

ابوزہرہ مصری وہابی العقیدہ نے ابن تیمیہ کے حالات پر ضخیم کتاب لکھی ہے۔

مولانا مودودی نے نہایت لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے۔ (ضیاء القرآن ص 387)

مولانا ضیاء الاسلام صاحب آف نارروالی نزد گجرات نے فقیر مدنی سے بیان کیا ہے کہ میں سکول پڑھنے کے بعد مدرسہ میں داخلے کے لیے خواجہ قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور مجھے رقعہ لکھ دیں میں بھیرہ میں پیر کرم شاہ صاحب کے مدرسہ میں داخلہ لینا چاہتا ہوں۔ تو حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب نے فرمایا بیٹا وہاں نہ جانا پیر کرم شاہ وہابی ہے۔ میں نے دل میں سوچا کہ رقعہ نہیں لکھ کر دینا تو نہ دیں مگر پیر صاحب اتنی بڑی شخصیت ہیں ان کو وہابی تو نہ کہیں۔ ابھی میں دل میں سوچ رہا تھا کہ حضرت نے رقعہ لکھ کر مجھے دیا کہا کہ یہ نہ کہنا کہ میں نے رقعہ نہیں دیا مگر وہاں نہ جانا وہ کرم شاہ وہابی ہے۔ او کما قال

اس طرح کا ایک اور واقعہ خواجہ حمید الدین سیالوی کا فقیر کو مولوی بشارت صاحب آف باوا چک شاہ کوٹ نے مجھے اپنے متعلق بتایا۔

باقی باتیں ملاقات میں انشاء اللہ۔ باقی حالات لائق صد شکر ہیں۔

والسلام

محمد کاشف اقبال مدنی

کوارٹر نمبر 6 کالونی سرکاری ہسپتال

جی ٹی روڈ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ

22 شعبان المعظم 1424ء

کرم شاہ کے بارے میں ابوداؤد لکھتا ہے

ماہنامہ ضیائے حرم فتاویٰ رضویہ کی عدالت میں

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ مبارکہ اور ضیائے حرم

اگر (زوجہ مفقود) کی خبر گیری کر سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ثواب عظیم لیں۔ اپنی بیٹی، بہن کو بے شبوت بیوگی، نکاح غیر کی بلا میں نہ پڑنے دیں۔ یہ دینی حکم ہے اور اپنی ناموس کے خواص حرام و حلال کا معاملہ اس میں ذرا غیرت و حمیت کو کام میں لائیں اور سمجھ بوجھ کر انجان نہ بنیں۔ وباللہ التوفیق و ھو الھادی الی سواء الطریق٥

فتویٰ ثانی

مذہب آئمہ کرام حنفیہ و جمہور آئمہ کرام میں زن مفقود پر انتظار فرض ہے اور اس کی تقدیر مفتی بہ موید بہ حدیث صحیح یہ ہے کہ روز ولادت مفقود سے 70 سال گزر جائیں...... ورنہ (نکاح زوجہ مفقود) حرام...... حرام...... حرام اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے۔
والمحصنت من النساء (واللہ تعالیٰ اعلم)

بہار شریعت

میں صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مفقود کی مقدار یہ ہے کہ اس کی عمر سے 70 برس گزر جائیں۔ اب قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور عورت عدت وفات گزار کر نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ (بحوالہ فتح القدیر، بہار شریعت ج 18)

سبحان اللہ

اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی قرآن کریم وحدیث پاک اور فقہ شریف پر کتنی گہری نظر اور کیسی تحقیقی فتویٰ نویسی ہے۔ اور مسئلہ مفقود الخبر کو کتنی تفصیل و جامعیت سے تحریر فرمایا ہے۔ (جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء)

جبکہ پیر محمد کرم شاہ صاحب کی زیر سرپرستی شائع ہونے والا ماہنامہ ''ضیاء حرم'' نے ماہ رمضان کے شمارہ میں فتاویٰ رضویہ کے برعکس اس مسئلہ میں مذہب مالکی کے ضعیف و مرجوع موقف پر مبنی حنفی کے خلاف ایک غیر تحقیقی ''زنانہ فتویٰ'' کے متعلق ''فتاویٰ رضویہ'' کے عدالت و ''بہار شریعت'' کا فیصلہ پڑھیں اور غلط فہمی وتاثر سے بچیں۔

تعجب ہے کہ ضیاء حرم کے ''زنانہ فتویٰ'' میں یہ تسلیم کرنے کے باوجود کہ مذہب حنفی و امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہ) کا وہی فتویٰ ہے۔ جو ''فتاوی رضویہ'' میں مدلل و مفصل طور پر مذکور ہوا۔ پھر بھی اسے نامناسب و نادرست قرار دے کر مالکی مذہب کو حنفی مذہب پر ترجیح دی ہے۔ فیا للعجب و ضیعۃ الادب۔ علاوہ ازیں ضیاء حرم کے فتویٰ میں کہا گیا ہے کہ قرآن کریم میں اس مسئلہ کے متعلق کوئی صریح حکم نہیں ہے اور نہ احادیث میں نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے بیان کی گئی ہے کہ مفقود کی بیوی چار سال تک انتظار کرے۔ حالانکہ ''فتاوی رضویہ'' میں اس سے حضرت عمر کا رجوع بھی ثابت کیا ہے اور اس مسئلہ میں قرآن وحدیث سے بھی حکم بیان کیا گیا ہے۔ بہر حال مذہب امام اعظم ابوحنیفہ ہی ہر طرح مدلل و مؤید محتاط ہے۔ اور اس کے خلاف ضیاء حرم کا ''زنانہ فتویٰ'' خلاف تحقیق و خلاف مذہب حنفی ہے۔ جو احناف اہلسنت کے قابل عمل و لائق توجہ نہیں۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ

روزنامہ جنگ لاہور 28 جنوری کی اشاعت میں ایک وہابی مولوی نے پیر محمد کرم شاہ صاحب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے ایک مستقل رسالہ میں بڑے شدومد کے ساتھ اس مسلک کی تائید کی ہے۔ کہ ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق شمار کیا جائے۔ اگر واقعی پیر صاحب کا غیر مقلدین وہابیہ کی موافقت میں یہی موقف ہے۔ تو ضیاء حرم کے "زنانہ فتویٰ" کی طرح پیر صاحب کا تین طلاقوں کو ایک شمار کرنے کا فتویٰ بھی بالکل خلاف تحقیق اور مذہب حنفی واجماع امت کے برخلاف ہے۔ لہٰذا کسی سنی حنفی عامی و عالم کو پیر صاحب کے نام سے متاثر اور غلط فہمی میں مبتلا ہو کر تین طلاقوں کو ایک شمار کر کے مطلقہ مغلظہ عورت سے رجوع کر کے حرامکاری میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔ جیسا کہ علامہ محمود احمد رضوی شارح بخاری نے بھی لکھا ہے کہ اگر انہوں نے اہل سنت کے موقف کے خلاف کوئی رائے دی ہے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ جمہور مسلمین آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مقلد ہیں۔ پیر کرم شاہ کے مقلد نہیں۔ (ماہنامہ رضوان جنوری فروری 96ء)

علاوہ ازیں پیر صاحب کے شیخ، شیخ طریقت خواجہ محمد قمر الدین علیہ الرحمۃ نے بھی مسئلہ طلاق ثلاثہ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔

التحقیق فی التطلیق

جس میں محققانہ طور پر تین طلاقوں کو ایک شمار کرنے کے غیر مقلدانہ نظریہ کا رد کیا ہے۔ اور شبہات کا جواب دیا ہے۔ افسوس! کہ پیر کرم شاہ صاحب نے نہ از خود روزنامہ جنگ میں اپنے متعلق وہابی مولوی کے بیان کا جواب دیا ہے۔ نہ ہی ماہنامہ ضیاء حرم میں اس کے متعلق کوئی وضاحت کی ہے اور نہ ہی اس سلسلہ میں ہمارے جوابی رجسٹری مکتوب کا جواب دیا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

(رضائے مصطفےٰ شوال المکرم 1416ء)

پیر کرم شاہ کے پیر خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مبارکہ

ابن تیمیہ کی پیروی اور وہابیت کا فروغ آپ کے شایان شان نہیں

حضرت پیر کرم شاہ صاحب کے شیخ، شیخ طریقت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اللہ نے اپنی کتاب ''التحقیق فی الطلیق'' میں فرمایا کہ ابن تیمیہ اور اس کے پیروکاروں کے بغیر کسی اور نے بھی یہ نہیں کہا کہ تین طلاقیں دینے سے ایک طلاق پڑتی ہے۔ تفسیر صاوی جلد 1 ص 96 پر ہے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس پر علماء کا اتفاق ہے اور یہ قول کرنا کہ تین طلاقیں یکبارگی دینے سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔ یہ قول ابن تیمیہ حنبلی کے بغیر کسی نے نہیں کیا اور اس قول کو اس کے مذہب (حنبلی) کے اماموں نے بھی رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے کہا ہے کہ ''ابن تیمیہ خود گمراہ ہے اور اوروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے'' جبکہ امام ابوحنیفہ کا بھی قول ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا اگرچہ ممنوع ہیں۔ لیکن واقع ضرور ہو جاتی ہیں۔ (کتاب ''التحقیق فی الطلیق'')

پیر صاحب کے شیخ محترم کے بیان سے معلوم ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں۔ جن کے بعد عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور تمام علماء امت بالخصوص امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ (رضی اللہ عنہم) کا اسی پر اتفاق ہے۔

صرف امام الوہابیہ ابن تیمیہ تین طلاق کو ایک قرار دے کر مرد کے نکاح سے جانے والی بے نکاحی عورت کو تین طلاق کے باوجود نکاح میں رکھنے کی بدعت کا موجد ہے۔ جسے علماء امت نے خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا قرار دیا ہے۔ مگر نامعلوم پیر صاحب اپنے شیخ محترم تمام علماء امت بالخصوص امام اعظم (رضی اللہ عنہم) کے بالمقابل امام الوہابیہ ابن تیمیہ کی پیروی کر کے غیر مقلدین وہابیہ کے فروغ کا ذریعہ کیوں بن رہے ہیں۔ جیسا

کہ روزنامہ جنگ لاہور (28 جنوری 1996ء میں ایک وہابی مولوی نے پیر صاحب کے حوالہ سے مسئلہ میں اپنے وہابی موقف کی توثیق کی ہے۔ اور وہابیوں کے الاعتصام لاہور نے بھی اشاعت میں پیر صاحب کے حوالے سے وہابی مذہب کو فروغ دیا ہے۔ علاوہ ازیں ماہنامہ "رضائے مصطفٰے" نے بھی اپنے گذشتہ شمارہ میں پیر صاحب کو ان کے موقف کی وضاحت کے لیے توجہ دلائی ہے۔ مگر پیر صاحب نے حلال وحرام کے اتنے بڑے مسئلے میں احساس واظہار نہیں فرمایا۔ یہ ٹھیک ہے کہ پیر صاحب نامور شخصیت کے مالک ہیں لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں وہابی اپنے باطل مذہب کے فروغ کے لیے اجماع امت اہل سنت کے خلاف پیر صاحب کا نام بطور ہتھیار استعمال کریں۔ روزنامہ جنگ لاہور کثیر الاشاعت اخبار میں پیر صاحب کے نام سے غلط تاثر دیں۔ عوام اہلسنت کو ورغلائیں۔ اور پیر صاحب بار بار توجہ دلانے کے باوجود خاموش رہیں۔ یہ تو نہیں ہونا چاہیے۔ اتنی بڑی شخصیت کو اپنا ما فی الضمیر بیان کرنا چاہیے۔ اور ان کے نام سے غیر مقلدین اہل سنت میں جو انتشار و بے چینی پھیلا رہے ہیں اس کا فوری ازالہ وہابی مذہب کے فروغ و تین طلاق کے بعد حرامکاری کی تردید کا سد باب کرانا چاہیے۔ پیر صاحب پر شرعی اخلاقی اصولی و مصنف پر یہ لازم ہے کہ وہ مذکورہ صورت کو معمولی سمجھ کر خاموش نہ رہیں۔

(رضائے مصطفٰے ذیقعدہ 1416ء)

نوٹ:

مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے شرح مسلم (جس کا اشتہار پیر صاحب کے رسالہ ضیاء حرم میں مسلسل شائع ہوتا ہے) مسئلہ طلاق کی بحث میں بیک وقت تین طلاق کے وقوع کو بہت مدلل و مفصل بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں غیر مقلدین وان کے پیشوا ابن تیمیہ کے ساتھ ساتھ پیر کرم شاہ کے موقف کا بھی سخت ردو احتساب کیا ہے۔ مگر تعجب ہے

پیر صاحب اس قدر اتمام حجت کے بعد بھی رجوع نہیں فرما رہے۔ اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشکوک و متنازعہ بنا رہے ہیں۔ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ جس طرح تحذیر الناس کے سلسلہ میں آپ نے رجوع فرمالیا تھا اسی طرح مسئلہ طلاق ثلاثہ میں وہابیہ کی ہموائی کی بجائے اپنے بزرگان دین سے ہموائی کا اعلان فرمائیں

طاہر القادری اگر گمراہ ضال و مضل اور کرم شاہ......؟

ابوداؤدی شریعت میں

ضیاء القرآن میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معمہ......؟

"رضائے مصطفٰے کے گذشتہ شمارہ میں منکرین شان رسالت ومخالفین شان صحابیت پر مشتمل پروفیسری اتحاد کے چیئرمین وترجمان پیر محمد کرم شاہ صاحب کی خدمت میں بعنوان "پیر صاحب سے استفسار" ہم نے دوسری احادیث صریحہ کی روشنی میں چھ سات شقوں پر مشتمل مضمون میں یہ عرض کیا تھا کہ چونکہ آپ کے پروفیسر صاحب کلمہ حق کہنے اور کسی دلیل وسوال کا جواب دینے کی اہلیت سے محروم ہیں...... اس لیے آپ کی طرف ان کا ہموا ہونے اور مخلوط علماء کونسل کا چیئرمین ہونے کے باعث رجوع کیا گیا ہے۔

مگر افسوس کہ پیر صاحب نے بھی اپنے ممدوح ومنظور نظر پروفیسر صاحب کی طرح نہ کوئی جواب دیا ہے نہ رجوع الی الحق کا اعلان کیا ہے۔ تعجب ہے کہ اپنی ہی لکھی ہوئی باتوں پر نہ عمل کیا جاتا ہے۔ پیر صاحب اپنی بزرگی وعلمی مقام اور مفسر قرآن ہونے کے ناطے سے اگر پروفیسر طاہر القادری صاحب سے حق جواب نہیں دلوا سکتے تو کم از کم خود تو صورت حال کی وضاحت کرنا اور اپنے اتحاد کی احادیث مبارکہ سے مطابقت کرنا ان پر ضروری ہے۔ اور اگر وہ جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں فرما سکتے تو پھر اپنے قول وفعل کے تضادات کے

معموں سے ہی اہل سنت کو معاف رکھیں۔ اور عوام کو تذبذب میں مبتلا نہ کریں بلکہ غیرت عشق اور مسلک اہل سنت پر ثابت قدمی کا سبق نہ دیں۔

بہر حال گذشتہ استفسار کے جواب کی یاددہانی کرانے کے بعد ہم پیر صاحب کی تفسیر ''ضیاء القرآن کی روشنی میں ان سے مزید استفسار کرنا چاہتے ہیں کہ جب آپ نے ان آیات خداوندی کی تفسیر میں جابجا بد مذہبوں اور گمراہ فرقوں سے اتحاد کا رد کیا ہے اور ان سے اجتناب و بعد کا فتوی دیا ہے تو اب پروفیسر صاحب کے زیر اثر شیعہ دیابنہ وہابیہ سے آپ کے اتحاد کا کیا جواز ہے۔ کیا شیعہ دیابنہ وہابیہ اپنے عقائد باطلہ کی بنا پر بد مذہب گمراہ نہیں یا پیر صاحب کی تفسیر وفتویٰ منسوخ ہو گیا ہے؟ ملاحظہ ہو مخالفین شان صحابہ کے رد میں ماہنامہ ''ضیاء حرم'' کے چار چار سو صفحات کے ضخیم ''صدیق اکبر'' اور ''فاروق اعظم نمبر'' کے علاوہ تفسیر ضیاء القرآن میں جابجا اس اتحاد کا کیسا رد کیا گیا ہے۔ پہلی آیت: حتی یمیز الخبیث من الطیب ''جب تک الگ الگ نہ کردے پلید کو پاک سے'' کے تحت لکھا ہے۔ حکمت الٰہی اس بات کی روادار نہیں کہ مخلص ومنافق آپس میں ملے جلے رہیں بلکہ ان کو الگ الگ کرنا ضروری ہے۔ ضیاء القرآن

دوسری آیت: فلا تقعدوا معھم (تو مت بیٹھو ان کے ساتھ) کے تحت لکھا ہے......
تمام گمراہ فرقوں کی مجلسوں اور جلسوں میں بیٹھنے کا یہی حکم ہے (کہ جو شخص ایسی مجلسوں میں شرکت کرتا ہے وہ بھی گناہ میں برابر کا شریک ہوتا ہے) کیونکہ صحبت کا ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

تیسری آیت: فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین (مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس) کے تحت لکھا ہے...... کہ آج کل کی عام گمراہی کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس حکم پر عمل نہیں کرتے اور بد عقیدہ لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے میں کوئی ضرر نہیں سمجھتے نتیجہ وہی نکلتا ہے۔ کہ متعدی مرض کے مریض کے پاس بیٹھنے والا بھی اس مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ (ضیاء القرآن ج 1 ص 567)

چوتھی آیت: لا تعلمھم نحن تعلمھم سنعذبھم مرتین کے تحت لکھا ہے
''حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جمعہ کے روز خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے فلاں اٹھو یہاں سے نکل جاؤ تم منافق ہو۔ ان کے نام لے لے کر انہیں نکال دیا اور ان کو رسوا کیا۔ یہ پہلا عذاب تھا۔ دوسرا عذاب قبر میں ہوگا۔ (تفسیر روح المعانی وغیرہ) اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ...... حضور علیہ السلام نے جمعہ کے دن بھرے مجمع میں ان کے نام لے لے کر نکل جانے کا حکم فرمایا۔ (ضیاء القرآن جلد 2 ص 249) اور لا تعلمھم میں جو علم کی نفی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور اللہ کے بتائے بغیر خود بخود نہیں جانتے اور ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضور کے پاس جو علم ہے وہ اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا ہے۔ (ضیاء القرآن جلد 2 ص 249)

پانچویں آیت: ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (اور تم جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ چھوئے گی تمہیں بھی آگ) کے تحت لکھا ہے یہاں مقصد یہ ہے کہ ظالموں کی مداہنت (خوشامد) مت کرو۔ علامہ بیضاوی نے فرمایا۔ لا تمیلوا الیھم ادنی میل یعنی ان کی طرف تھوڑا سا قلبی میلان بھی مت کرو...... ابو العالیہ نے کہا لا ترضوا اعمالھم (قرطبی) ان کے اعمال کو پسند نہ کرو...... اس آیت سے صراحتاً معلوم ہوا کہ ان بد مذہبوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی مجلس وجلوسوں میں شرکت کرنا عذاب الٰہی کا باعث ہے۔ ہم اپنی نادانی سے ان کی صحبت کو بے ضرر خیال کرتے ہیں اور اپنی سادہ لوحی سے بے دھڑک ان کے پاس آمد ورفت رکھتے ہیں۔ لیکن ہم نہیں سمجھتے کہ وہ ہر وقت اس موقع کی تاڑ میں رہتے ہیں جبکہ وہ پھونک مار کر تمہارے ایمان کی شمع کو گل کر دیں۔ اس لیے اہل اسلام کا یہ فرض ہے کہ وہ ان بد عقیدہ لوگوں کی صحبت سے احتراز کریں اور اپنے ایمان کی حفاظت کریں۔ نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی اعانت کرنا اور ان کی

تقویت کا باعث بننا جو لوگوں کے حقوق تلف کرتے ہیں۔ یہ بھی شرعاً ناجائز ہے۔ تمہاری تائید اور اعانت صرف ان لوگوں کے لیے ہونی چاہیے جو صحیح عقیدہ کے علمبردار ہیں اور اپنی عملی زندگی میں عدل و انصاف کی قدروں کو سر بلند دیکھنے کے لیے کوشاں ہیں۔ مذاہب باطلہ کی فرقہ بازیاں سیاسی جتھہ بندیاں اور قبائلی تعصب ملت کے لیے تباہ کن ہیں۔ اور اس کے شیرازہ بکھیرنے کا موجب ہیں۔ (ضیاء القرآن ج 2 ص 394)

پیر صاحب: یاد فرمالیں کہ انہوں نے کلام خداوندی کی روشنی میں بدعقیدہ و بدمذہب ظالموں کے ساتھ اتحاد و میل وملاپ اور ان کی صحبت و مجلس کا کتنا شدید رد فرمایا ہے اور اس کے بعد اگر وہ طاہر القادری کو راہ راست پر نہیں لاسکتے تو کم از کم خود ہی مخلوط کونسل سے مستعفی ہو جائیں۔ (رضائے مصطفےٰ دسمبر 1998ء)

ابوداؤد لکھتا ہے

ضیاء القرآن میں مخالفین کا رد اور عملاً اتحاد، چہ معنیٰ وارد

رضائے مصطفےٰ کے گذشتہ شمارہ میں بعنوان "تفسیر ضیاء القرآن میں اتحاد کا رد اور عملاً اتحاد کا معمہ" اور اس سے قبل کے شمارہ میں "پیر صاحب سے استفسار" شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ اس لیے کہ پیر صاحب نے اپنے رفیق خاص پروفیسر طاہر القادری کی صلحکلیت کے زیر اثر لاہور میں ولادت باسعادت کی بارہویں پاک رات میں ناپاک اور گستاخانہ عقائد رکھنے والے فرقوں کے علماء سے نہ صرف عملاً اتحاد کیا بلکہ اس اتحاد کی "مخلوط علماء کونسل" کے چیئرمین بھی منتخب ہوئے اس لیے پیر صاحب پر لازم وفرض تھا کہ وہ ہمارے استفسار اور "ضیاء القرآن" کے پیش کردہ حوالہ جات کی روشنی میں اپنے اتحاد کا شرعی جواز پیش کر کے اپنا اور

اپنے رفیق خاص کا حق بجانب ہونا ثابت کرتے ہیں اور یا رجوع الی الحق فرما کر اس نام نہاد اتحاد سے اظہار برات فرماتے اور مخلوط کونسل سے مستعفی ہونے کا اعلان کرتے۔ مگر افسوس کہ بایں بزرگی و مفسر قرآن ہونے کے پروفیسر کی طرح پیر صاحب بھی خاموش ہیں۔ حالانکہ حق بیانی سے خاموشی ان کے شایان شان نہیں۔ ہوسکتا ہے کہ پیر صاحب اور ان کے پروفیسر صاحب ہمیں حقیر و صغیر تصور کر کے اپنے سٹینڈرڈ کا نہ سمجھ کر نظر انداز فرما رہے ہوں۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگرچہ ہم چھوٹے ہیں لیکن بفضلہ تعالیٰ ہمارا موقف اور ہمارے دلائل بہت بڑے ہیں۔ خصوصاً جبکہ خود یہ دلائل ان کی تفسیر و مسلمات سے پیش کیے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کا جواب شرعاً اخلاقاً ضروری ہے۔ اور استفسار کی تیسری قسط حاضر خدمت ہے۔

آیہ مبارکہ: محمد رسول الله والذین معہ کے تحت مخالفین صحابہ شیعہ شنیعہ کے متعلق لکھا ہے ”آج بھی صحابہ کرام سے محبت و عقیدت ایمان کی علامت ہے اور ان سے کینہ و عداوت ان کی بدگوائی اور غیبت ان کے حیرت انگیز کارناموں کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں کھوٹ ہوتا ہے۔ یہی لوگ ان پاکیزہ ہستیوں پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کرتے ہیں جن کی تعریف سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا۔ کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا۔ جن کے دلوں میں صحابہ کرام کا بغض و عناد ہوگا اس لیے حضور نے پہلے ہی اپنی امت کو اس گروہ کی شر انگیزیوں سے آگاہ کر دیا...... جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام کے بارے میں سوء ظن میں مبتلا ہیں۔ انہیں چاہیے کہ لیغیظ بھم الکفار کے جملہ میں غور کریں اور ارشادات رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے پڑھیں...... بعض لوگوں کے دلوں میں اسلام سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ وہ حق سننے اور دیکھنے سے گریزاں ہیں۔ (ضیاء القرآن)

ثانی اثنین اذھما فی الغار کے تحت لکھا ہے کہ ستیاناس ہو تعصب اور ہٹ

دھری کا کہ یہ دل سے خلوص عقل سے فہم، زبان سے اعتراف حق اور قلم سے اظہار صداقت کی جرات سلب کر لیتی ہے...... اور انسان ایسی بہکی بہکی باتیں کرنے لگتا ہے کہ سننے والے مارے شرم کے پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر بلکہ تحریف کرتے ہوئے بعض شیعہ علماء نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کی ایک دردناک مثال ہے۔ مناسب تو یہ تھا کہ ضیاء القرآن کے صفحات ایسے بے معنی خباثت سے پاک رہتے۔ لیکن محبت اہل بیت کی آڑ میں قصر اسلام کو منہدم کرنے کی جو ناپاک کوششیں ہو رہی ہیں ان کو تقاضا یہ ہے کہ ان باتوں کو بھی زیر بحث لایا جائے تاکہ سادہ لوح عوام کسی غلط فہمی کا شکار ہو ر متاع ایمان کو گم نہ کر بیٹھیں واللہ ولی التوفیق۔

بعض شیعہ مصنفین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو داغدار کرنے کے جنون میں آیت طیبہ پر اس طرح طبع آزمائی کی ہے کہ دل لرز اٹھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی توفیق ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو انسان ایسی ہی بے سروپا باتیں کرنے لگتا ہے...... اگر آج کل بے عمل مسلمان حضرت صدیق اکبر پر زبان طعن دراز کرنے کی جرات کرتا ہے تو وہ اپنا ہی کچھ بگاڑتا ہے۔ صدیق اکبر کی شان میں کمی نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی صاحب ایمان ایسا کہنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ راہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور شمع جمال مصطفوی کے پروانوں کی عزت و احترام اور پیروی کی سعادت سے بہرہ اندوز کرے۔ آمین (تفسیر ضیاء القرآن ص 213 جلد دوم)

بیعت رضوان

کے بیان میں لکھا ہے کہ اگر کوئی بد باطن یا کم فہم ان (صحابہ) سے برہم یا ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے...... ان کی شان رفیع میں گستاخی کرتا تو کرتا رہے...... اس طرح وہ اپنا نامہ اعمال سیاہ کرے گا...... ان نفوس قدسیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا (ضیاء القرآن جلد 4 ص 556)

شیعہ کے بعد وہابیہ

کے متعلق بھی پیر محمد کرم شاہ صاحب نے اپنی تفسیر میں بجا بجا زور زور فرما کر بھولے بھولے سنی مسلمانوں کو ان کی گستاخانہ ذہنیت سے خبردار کیا ہے (ملاحظہ فرمایئے)

''جو لوگ علم غیب کو یہاں تک تنگ کر دیتے ہیں کہ حضور کو اور تو اور اپنے انجام کا بھی علم نہ تھا۔ ان کی تنگ دلی اور تنگ نظری مستحق ہزار تاسف ہے'' (ضیاء القرآن ج1 ص 301)

''یہ کہنا کتنی بڑی جسارت بلکہ گستاخی ہے کہ حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ اپنے انجام کی خبر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نور ایمان سے محروم ہ کر دے ورنہ حضرت انسان یا یں جبہ و دستار بر سر منبر لوگوں کے سامنے اس قسم کی ہرزہ سرائی کرتے ہوئے دکھائی دیتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (ضیاء القرآن ج2 ص 316)

قل لا املک لنفسی ضرا ولا نفعا الا ما شاء اللہ کے تحت لکھا ہے......

''یار لوگوں نے اس آیت کی آڑ لے کر حضور رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا انکار شروع کر دیا اور ایسی اناپ شناپ باتیں کرنے لگے جن سے دین و دانش دونوں ہی شرمندگی محسوس کرتے ہیں کہ حضور کچھ نہیں دیتے۔ حضور کچھ نہیں کر سکتے۔ بارگاہ رسالت میں اپنے دکھوں دردوں کی فریاد کرنا شرک ہے وغیرہ وغیرہ (ضیاء القرآن ج2 ص 305)

لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ''جو لوگ حضور کی شان رفیع میں سوقیانہ باتیں کرتے ہیں۔ حضور کے علم خداداد پر معترض ہوتے ہیں۔ ادب و احترام کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں۔ اس جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے۔ اس کو سن کر بھی علم و زہد کا خمار اگر نہ اترے تو فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر نہ ٹوٹے تو بدقسمتی کی انتہا ہے...... اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی باد صرصر نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے (ضیاء القرآن ج4 ص 580)

''کتاب تحذیر الناس میری نظر میں'' پیر صاحب رقمطراز ہیں کہ دیوبندی مسلک...... مولوی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور صفات کمال کو ہدف تنقید بنایا کرتے...... کبھی علم خداداد پر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے اور...... بڑی ڈھٹائی سے دنیا کو بتایا جاتا کہ دین اسلام کا داعی العیاذ باللہ بے علم یا کم علم تھا۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عشاق جب اپنے روف ورحیم آقا کی خدمت میں درد بھری فریاد کرتے تو انہیں مشرک بلکہ ابو جہل اور ابولہب سے بھی بڑے مشرک اور کافر کہا جاتا۔ کہ جنہیں یارسول اللہ کہہ کر پکارتے انہیں تو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں تھا۔ حضور کو اپنا جیسا بشر یا زیادہ سے زیادہ بڑا بھائی کہنے کہلوانے پر اصرار کیا جاتا اور یہ کہنے اور غرانے والے وہ لوگ تھے جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتے......

تحذیر الناس (از مولانا قاسم نانوتوی بانی دیوبند)

کی (ختم نبوت کے خلاف) متعدد ایسی عبارات ہیں۔ جن پر اعلحضرت امام اہل سنت نے شدید نوعیت کی گرفت کی...... آپ کی اس بے باک تنقید کے باعث مسلمان بیدار ہو گئے۔ ایک طرف نام نہاد خالص بریلوی انداز میں یہ تصریحات اور دوسری طرف انہی بے ادب و بدعقیدہ لوگوں سے اتحاد و مخلوط کونسل کی چیئرمینی کا معمہ کتنی عجیب چیز ہے۔ اور اپنا معمہ حل نہ کرنا اس پر مستزاد۔ (رضائے مصطفےٰ جنوری 1989ء)

مفتی محمد خان قادری مسئلہ دیت میں طاہر القادری کا پیش رو ہے

خطرہ کی گھنٹی میں طاہر القادری کو ضال و مضل قرار دیا ہے اور محمد خان قادری......؟

نصف دیت اور مخالف اجماع ''ضیاء القرآن کی روشنی میں......!

عورت کی نصف دیت اور اجماع امت کا مسئلہ چونکہ بہت اہم اور قطعی مسئلہ ہے۔

اس لیے دیگر کتب احادیث و تفاسیر وفقہ کی طرح مولانا پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی نے اپنی تفسیر "ضیاء القرآن" میں بھی اس پر روشنی ڈالی ہے۔ آیہ فدیة مسلمة الی اهله کے تحت تفسیر قرطبی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ کہ دية الحر المسلم ماة ابل فی کل زمان ...... یعنی ہر زمانہ میں آزاد مسلمان مرد کی دیت سو اونٹ ہے (ضیاء القرآن ص 377)

اور تفسیر ضیاء القرآن کے ماخذ تفسیر قرطبی میں عورت کی دیت کے متعلق پھر بطور خاص لکھا ہے کہ نصف وراثت اور نصف شہادت کی طرح عورت کی دیت (خون بہا) بھی مرد سے نصف ہے اور اس مسئلہ پر علماء امت کا اجماع ہے م (ملخصا قرطبی ج 3 جز خامس 325)

منکر اجماع کا حکم

عورت کی نصف دیت اور اس پر اجماع امت کی تصریح کے بعد تفسیر "ضیاء القرآن" میں اجماع کے مخالف و منکر کا حکم بھی بڑی اہمیت وشدت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ آیہ مبارکہ و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین کے تحت پیر صاحب نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ اس بدنصیب کا کیا حال ہوگا۔ رحمت و توفیق الٰہی نے جس کی دستگیری چھوڑ دی ہو۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ رسول اکرم ﷺ کی مخالفت اور اجماع امت کی مخالفت سے انسان توفیق الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور شیطان کے ہاتھ میں محض ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے۔ اور وہ جیسے چاہتا ہے اسے تگنی کا ناچ نچاتا ہے۔ (ضیاء القرآن ص 396)

صراط مستقیم

اهدنا الصراط المستقیم کی تفسیر میں پیر صاحب نے لکھا ہے کہ صراط

الذین انعمت علیھم ان الفاظ میں راہ حق کی ایسی نشاندہی فرمادی تاکہ تعصب اور ضد سے بلند ہو کر جو اس کا متلاشی ہو۔ وہ اسے پہچان لے۔ فرمایا جن لوگوں پر میں نے انعام و اکرام فرمایا ہے (انبیاء صدیقین شہداء و صالحین) جس راستہ پر وہ چل رہے ہیں وہی سیدھا راستہ ہے۔ اب خود سوچ لو کس راہ پر ان نفوس قدسیہ کے نقوش پاء ہیں (ضیاء القرآن ص 26)

خلاصہ

تفسیر ضیاء القرآن و قرطبی کے مذکورہ حوالہ جات سے واضح ہو گیا کہ مرد کی بہ نسبت عورت کی دیت نصف ہے۔ جیسا کہ اس کی وراثت و شہادت بھی نصف ہے۔

• رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی طرح اجماع امت کی مخالفت کرنے والا شخص بھی بد نصیب اور شیطان کا کھلونا ہے۔ بزرگان دین و اجماع امت کا راستہ ہی صراط مستقیم و راہ حق اور سیدھا راستہ ہے۔ اور جس بد نصیب نے ان کی پیروی کی بجائے از خود کوئی نیا راستہ اختیار کیا اس نے راہ حق و صراط مستقیم سے بھٹک کر گمراہی کا راستہ اختیار کیا۔ والعیاذ اللہ تعالیٰ

(رضائے مصطفےٰ جون 1988ء)

مذکورہ بالا تحریر کے بعد پیر کرم شاہ کے نزدیک طاہر القادری اور مفتی محمد خان قادری دونوں ضال و مضل ہیں کیونکہ دونوں عورت کی پوری دیت کے قائل ہیں۔ جبکہ نصف دیت پر اجماع امت ہے۔

اس پر مزید مفتی محمد خان قادری تو عورت کی امامت پر کتاب لکھ کر منکر اجماع امت ہو کر رضائے مصطفےٰ کے صفحات پر گمراہی کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں۔ وہ بھی ابو داؤد کے قلم سے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

خط برائے امین الحسنات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

صاحبزادہ امین الحسنات بن پیر کرم شاہ صاحب.......... السلام علیکم!

1: بندہ چونکہ باقاعدہ کسی مدرسے کا پڑھا ہوا نہیں ہے۔ اس لیے آپ کے والد گرامی پیر کرم شاہ صاحب کی تفسیر ضیاء القرآن کی پانچ جلدیں سینکڑوں روپے سے خریدیں صرف اس مقصد کے لیے کہ پیر کرم شاہ صاحب اپنے نام کے ساتھ "الازہری" لکھتے ہیں تو یقیناً عقائد کے لحاظ سے یہ تفسیر درست ہوگی....... لیکن اس کے پڑھنے کے بعد پیر صاحب سے جو اعتقادی، لغوی اور تشریحی غلطیاں ملیں ان کو پڑھ کر بہت افسوس ہوا۔ وقت اور پیسے کا ضیاع تو الگ بات ہے۔ دکھ اس بات کا ہے کہ میرے جیسے سادہ ذہن والے لوگ (جنہیں باقاعدہ نہ پڑھے ہوئے کا طعنہ ملتا ہے) ان عقائد کو پڑھ کر یقیناً پریشان ہوتے ہیں۔ جیسا کہ میں ہوا ہوں......

2: سادہ مسلمان تو یہ سمجھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ہر قسم کے گناہوں سے پاک ذہن اور آپ ﷺ کے لیے معافی ملنے کا تصور کر کے دل کانپ جاتا ہے۔ پیر صاحب نے آیات ذنب کے ترجمہ میں موہومہ کوتاہی کی بخشش کا ذکر کیا ہے (معاذ اللہ) لغوی طور پر لفظ ذنب کے معنی وہم یا کوتاہی نہیں ہیں۔ ایسے الفاظ رسول کریم ﷺ سے منسوب کرنا رسول اللہ ﷺ کی توہین ہے۔ پھر ان کے لیے معافی مانگنا تو اور بھی غلط ہے۔ (لغت پر بندہ کو کافی عبور حاصل ہے کیونکہ سکول سے یونیورسٹی کی سطح تک عربی

زبان دس سال پڑھی ہے اور پھر مدینہ منورہ میں دو سال گذارے ہیں۔ اکثر مسجد نبوی میں نجدی علماء سے بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ بلکہ وہ تو اہل زبان ہیں اور انہوں نے بتایا کہ ذنب کا معنی "الجرم" ہے)۔

3: بندہ چند ایک ایسی اغلاط کی طرف آپ کی توجہ دلا رہا ہے۔اس کے جواب سے ضرور مطلع فرمائیں۔

(ا) ایک جگہ پر پیر صاحب نے آیت یسئلونک عن الاھلة کی تشریح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے متعلق الفاظ "ستم ظریفی" استعمال کیے ہیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی ہستی کے متعلق یہ الفاظ درست ہیں؟ ستم کا معنی ظلم ہے۔ایسا عقیدہ رکھنا شریعت میں کیسا ہے؟ کیا یہ اللہ تعالیٰ پر بہتان نہیں......؟

(ب) آیت ولو انھم اذا ظلموا انفسھم جاؤک ......کا ترجمہ پیر صاحب نے یہ کیا ہے کہ "اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لیے رسول بھی۔

غلطی کیسے ہوئی:

جاؤک کا جو حکم الٰہی ہے وہ ابد تک ہے۔لیکن پیر صاحب نے اسے صرف ماضی سے مقید کر لیا۔اور لفظ لو کے معنی نہ سمجھ سکے۔حالانکہ اگر کی تشریح تو یہ ہے کہ اگر تم یہ ظلم کرو گے تو تمہیں در مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہونا ہوگا اور معافی کی درخواست کرنا ہوگی۔

(ب) علامہ صاحب اس آیت کے غلط ترجمہ سے ذہن میں رسول کریم ﷺ کی شان اقدس، اوصاف حمیدہ، کمالات کے متعلق شکوک کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔

سوال: کیا آپ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں گے؟ آپ عالم ہیں اور عالم سے جب کوئی سوال پوچھا جائے تو اس پر لازم ہے وہ جواب دے۔اگر نہ دے تو روز قیامت یہ

علم اس کے گلے میں آگ کا طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔

رسول کریم ﷺ سے وہم اور کوتاہی منسوب کرنا اور پھر معافی سے متعلق کرنا کیسا ہے؟

سوالات

1: رسول کریم ﷺ نے کن کن موقعوں پر وہم کیا؟ کیا آپ تفصیل دیں گے؟

2: رسول کریم ﷺ نے کب اور کتنی کوتاہیاں کیں (معاذ اللہ) تفصیل بتائیں گے؟

3: اگر نبی کو وہم ہو تو پھر وحی کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟ (معاذ اللہ)

4: وہم اور کوتاہی کے مرتکب نبی (معاذ اللہ) کی نبوت کی کیا حیثیت ہوتی ہے؟

5: جب آپ وہم اور کوتاہی کو معافی سے منسلک کریں تو فاتبعونی کا معنی کیا ہوگا؟

6: کیا و ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ اور لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنہ کی روشنی میں وہم اور کوتاہی منسوب کرنے والے کے متعلق شریعت کیا کہتی ہے؟

علامہ صاحب:

1: بندہ نے یہ دو تین مثالیں لکھی ہیں۔ حالانکہ پوری تفسیر کے متعلق ایسے بہت سے مقامات پر اغلاط ہیں جو کہ جمع کر لیں ہیں۔ جو کہ ایک کتابچے کی شکل میں طبع ہو رہی ہیں۔

2: آپ نے چونکہ دین کے رہبر ہونے کا دعویٰ کیا ہے (اور بندہ جیسے لوگوں کو باقاعدہ نہ پڑھے ہونے کا طعنہ اکثر ملتا رہتا ہے) اس لیے آپ پر لازم ہے کہ ان نکات کے

متعلق وضاحت کریں۔ کیا اس تفسیر میں ان اغلاط کی تصحیح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

3: مجھے رسول کریم ﷺ کا فرمان حق یاد آتا رہتا ہے؟ انی اخاف علی امتی آئمة المضلین ○

4: بندہ کو چونکہ محبوب ﷺ نے سلام بھیجا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ بلاوا آیا ہے اس لیے بندہ آج در محبوب ﷺ کی طرف جا رہا ہے۔ بقیہ روزے اور عید الفطر در مصطفیٰ ﷺ پر ہی کروں گا...... یقیناً آپ ﷺ کی بارگاہ میں یہ الفاظ بھی رو رو کر پیش کروں گا...... جیسے پچھلے رمضان المبارک میں علامہ احمد سعید کاظمی کے ترجمہ صورۂ گناہ کو معافی سے متعلق ہونے کے بارے میں بارگاہ رسالت میں رو رو کر پیش کیا تھا (جس کا ذکر بندہ نے اپنی کتاب للذنبک و من ذنبک میں کیا ہے)

5: مجھے امید ہے کہ آپ ان نکات کے متعلق وضاحت ضرور کریں گے...... میں آپ سے ایک عرض کرنا چاہتا ہوں...... کہ یہ بات ذہن میں نہ رکھیں کہ یہ تو کرنل ہے، فوجی ہے اس کا یہ فیلڈ نہیں اسے کیا پتہ...... یہ کونسا باقاعدہ کسی مدرسہ کا پڑھا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ...... کیونکہ یہ ممکن ہے کہ کسی ڈیوٹی والا معاملہ ہو۔ یا پھر کوئی حکم...... کاش ان مدعیان علم میں اتنی بصیرت ہو کہ وہ یہ جان سکیں......؟ دلائل کا جواب دلائل سے نہیں دیتے بس گالی دیتے ہیں جس کا مطلب ہے کہ جواب دینے کے لیے ان کے پاس دلائل نہیں۔

6: اس بات کی سخت تاکید ہے اور یہ بڑا نازک مسئلہ ہے کہ آپ سید نہیں ہیں۔ لوگ شاہ کے لفظ سے عجیب وسوسوں میں مبتلا ہوتے ہیں جو کہ اچھی بات نہیں ہے۔ آپ اس کی وضاحت فرما دیں۔ کہ ہم سید نہیں ہیں۔

فقط مخلص بندہ درسول کریم ﷺ کرنل (ر) محمد انور مدنی

پیر کرم شاہ......

مسئلہ طلاق ثلاثہ اور اجماع امت

ایک دفعہ دی ہوئی تین طلاقوں کا شرعی مسئلہ

الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (البقرۃ 229)

مرتان کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ الگ الگ طلاقیں دینا شرط نہیں۔ جس کے بغیر طلاقیں واقع ہی نہ ہوں خواہ ایک دم دے یا الگ الگ حکم یہ ہی ہوگا۔ چنانچہ تفسیر صادی میں اس آیت کے ماتحت ہے فان طلقها الی طلقة ثالثة سواء وقع الاثنان فی مرة او مرتین و المعنی فان ثبت طلاقها ثلثا فی مرة او مراة فلا تحل یعنی آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی خواہ ایک دم دے یا الگ الگ عورت حلال نہ رہے گی فرماتے ہیں کما اذا قال لها انت طالق ثلثا او البتة و هذا هوا المجمع علیه یعنی اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہو جائیں گی اس پر امت حضرت محمد ﷺ کا اجماع ہے۔

اسی طرح شرح مسلم باب الطلاق الثلث میں ہے۔ واحتج الجمهور بقوله تعالیٰ و من یتعد حدود الله فقد ظلم نفسه قالوا معناه ان المطلق قد یحدث له ندم فلا یمکنه تدارکه...... البیونة فلو کانت الثلث لم تقع طلاقه هذا الا رجعیا فلا یندم ٥ ترجمہ: جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے کہ ایک دم تین طلاقیں دے دے تو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ کبھی انسان طلاق دے کر شرمندہ ہوتا ہے اور رجوع

کرنا چاہتا ہے اگر تین طلاقیں ایک دم دے دیگا تو رجوع نہ کر سکے گا اس آیت میں یہ نہ فرمایا کہ ایک دم تین طلاقیں دینے والے کی واقع نہ ہوں گی بلکہ فرمایا گیا کہ ایسا آدمی ظالم ہے کہ اگر اس سے ایک طلاق واقع ہوتی تو ظالم کیسے ہوتا؟

بیہقی اور طبرانی میں سوید ابن غفلہ سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی عائشہ خشعمیہ کو ایک دم تین طلاقیں دے دیں۔ بعد میں خبر ملی کہ وہ امام حسن کے فراق میں بہت روتی ہیں تو آپ بھی رو پڑے اور فرمانے لگے کہ اگر میں نے اپنے والد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو الگ الگ یا ایک دم تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت بغیر حلالہ اسے جائز نہیں تو میں ضرور رجوع کر لیتا۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں لو لا انی سمعت جدی و حدثنی ابی انہ سمع جدی یقول ایما رجل طلق امراتہ ثلثا عند الاقرار او ثلثا مبھمۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ (سنن کبری للبیھقی جلد نمبر 7 صفحہ 626)

سنن کبریٰ بیہقی میں حبیب ابن ابی ثابت کی روایت سے ہے۔ قال جاء رجل الی علی رضی اللہ عنہ فقال طلقت امراتی الفا قال ثلث تحرمھا علیک واقسم سائرھن بین نساءک (سنن کبری للبیھقی جلد نمبر 7 صفحہ 335) ایک شخص سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بولا کہ میں نے اپنی بیوی ہزار طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا کہ تین طلاقوں نے اسے تجھ پر حرام کر دیا۔ باقی اپنی اور بیویوں کو بانٹ دے یعنی وہ لغو ہیں ظاہر ہے کہ اس سائل نے یہ ہزار طلاقیں ہزار مہینوں میں تو نہ دی ہوں۔ ورنہ 82 سال 2 مہینے اسی میں صرف ہو جاتے معلوم ہوا کہ ایک دم ہی دی تھیں۔ عن جعفر ابن محمد عن ابیہ عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال لا تحل حتی تنکح زوجاً غیرہ (السنن کبری للبیھقی جلد نمبر 7 صفحہ 335)

امام جعفر صادق اپنے جدامجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو یکدم تین طلاقیں دے تو بیوی بغیر حلالہ کے حلال نہیں۔ کسی نے سیدنا عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ میں نے اپنی بیوی کو 100 طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا تین لے لو ستانوے چھوڑ دو۔ عبارت یہ ہے۔ ان رجلا قال لابن عباس طلقت امرأتی مائة قال تاخذه ثلثاً ودع سبعاً و تسعین (سنن کبری جلد نمبر 7 صفحہ 335) سیدنا عبداللہ ابن عباس نے اس شخص سے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کو ایکدم تین طلاقیں دی تھیں کہ تجھ پر تیری بیوی حرام ہوگئی۔ عبارت یہ ہے۔ عن ابن عباس انه قال لرجل طلق امراء ته ثلثا حرمت علیک (سنن کبری جلد نمبر 7 صفحہ 335) ابن ماجه شروع ابواب الطلاق باب من طلق ثلثا فی مجلس واحد میں ہے کہ فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں کہ مجھے میرے شوہر نے یمن جاتے وقت تین طلاقیں ایکدم دیدیں۔ ان تینوں کو حضور علیہ السلام نے جائز رکھا عبارت یہ ہے۔ قالت طلقنی زوجی ثلثا و هو خارج الی الیمن فاجاز ذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم حاکم ابن ماجہ ابوداؤد نے عبداللہ ابن علی ابن زید ابن رکانہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میرے دادا رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی۔ پھر وہ بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا اور عرض کیا کہ میں نے ایک کی نیت کی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ کیا اللہ کی قسم تو نے ایک نیت کی تھی عرض کیا قسم ہے اللہ کی میں نے نیت کی مگر ایک کی۔ پس حضور ﷺ نے ان کی بیوی کو واپس فرمادیا۔ چنانچہ ابن ماجہ اور ابو داؤد میں ہے۔ عن عبد الله ابن ابی ابن زید ابن رکانة عن ابیه عن جده انه طلق امرأته البته فاتی رسول الله ﷺ فسئله فقال ما اردت بها قال واحدة او الله ما اردت بها الا واحدة قال والله ما اردت بها الا واحدة قال فردها

الیہ (ابن ماجہ باب طلاق البتہ وابوداؤد باب البتہ) اگر ایک دم تین طلاقوں سے ایک ہی طلاق واقع ہوتی تو حضور علیہ السلام حضرت رکانہ سے اس نیت کی قسم کیوں لیتے انہوں نے کہا تھا۔ انت طالق طالق طالق اور آخری دو طلاقوں سے پہلے طلاق کی تاکید کی تھی۔ اس لیے اسے ایک قرار دیا گیا۔ یہ روایت نہایت صحیح قابل اعتماد ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ فرماتے ہیں کہ ما اشرف هذ الحديث یہ حدیث کیا ہی شریف الاسناد ہے۔ ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ هذا اصح من حديث ابن جريج یہ روایت بمقابلہ روایت ابن جریج سے زیادہ صحیح ہے۔ امام مالک وشافعی وابوداؤد وبیہقی میں بروایت معاویہ ابن ابی عباس ہے کہ کسی نے حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ ابن عباس سے پوچھا کہ جو کوئی اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دیدے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ایک طلاق اسے جدا کردے گی اور تین حرام کہ بغیر حلالہ نکاح درست نہ ہوگا۔ عبداللہ ابن عباس نے اس کی تاکید فرمائی۔ عبارت یہ ہے عن محمد ابن اياس ان ابن عباس و ابا هريرة و عبد الله ابن عمر وابن العاص سئلوا عن البكر و طلقها زوجها ثلثا قال لا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره و روى ملك عن يحيیٰ ابن سعيد عن بكير ابن اشج عن معاوية ابن ابى عياش انه شهد هذه القصة (ابو داؤد باب نسخ المرجعته بعد التطليق الثلث)

صحابہ کرام کا اجماع

اس پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں صحابہ کرام کا اجماع منعقد ہو چکا ہے اور یہی چاروں آئمہ کرام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک،

حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مذہب ہے۔ اصحاب ظواہر یہ کہتے ہیں کہ ایک مجلس دی ہوئی تین طلاقیں ایک ہی ہیں۔ آج کل غیر مقلدین نے اصحاب ظواہر کے اسی مذہب کو اختیار کرلیا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی اس کا قائل اس زمانے میں کوئی نہیں۔

امام بخاری کا مذہب

باب من اجاز طلاق الثلاث لقول اللہ تعالیٰ الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تصریح باحسان جس نے تین طلاق کا نافذ جانا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے طلاق دوبارہ ہے۔ پھر بھلائی کے ساتھ روکنا یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

جمہور امت کا مذہب یہ ہے کہ مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہیں خواہ ایک لفظ سے دے مثلاً یوں کہے کہ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں۔ خواہ تین جملوں میں کہے یعنی میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک بھی یہی ہے کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ الطلاق مرتن سے ثابت ہے وجہ استدلال یہ ہے کہ الطلاق مرتن کے معنی یہ ہیں کہ ایک طلاق کے بعد دوبارہ دینا ہے۔ جب ایک مجلس میں دی ہوئی دو طلاقیں دو ہیں تو تین بھی تین ہی ہونگی۔

علامہ عینی غیرہ نے فرمایا کہ اس کا اثبات تسریح باحسان سے ہے اپنے عموم کے اعتبار سے جس طرح دو طلاق کے بعد عورت کو چھوڑ دینے کو شامل ہے کہ عدت گزر جائے اسی

طرح اس کو بھی شامل ہے۔ کہ تین طلاق دے کر اس سے پورے طور پر چھٹکارا حاصل کرے۔ یہاں احسان اسی معنی میں ہے۔ جو فرمایا۔ پھر اگر اس کو طلاق دے دی تو اس کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ اس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے اس آیت میں فاء تعقیب کے لیے آئی ہے۔ خواہ تراخی کے ساتھ ہو یا بغیر تراخی تو آیت اپنے اطلاق کے اعتبار سے اس صورت کو بھی شامل ہوئی کہ اسی مجلس میں تیسری طلاق دے اس لیے آیت کے سیاق سے ثابت کہ ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہیں۔

حقیر اقلیت......وہابی

دیوبندی وہابی اگرچہ غیر مقلدین وہابیہ کے تقویۃ الایمانی بھائی ہیں مگر مسئلہ طلاق ثلاثہ میں علماء دیوبند کا فتویٰ بھی اجماع امت وائمہ اربعہ کے تابع اور غیر مقلدین کے خلاف ہے۔ لہٰذا غیر مقلد وہابیہ جب دیوبندی وہابیہ سے بھی کٹ گئے تو غیر مقلدین نہایت اقلیت ہونے کے باعث نامقبول وغیر معتبر قرار پائے جن کی بات کا کوئی اعتبار و وزن نہ رہا۔ اب کون ایسا خوف خدا رکھنے والا صحیح الدماغ شخص ہے۔ جو سواد اعظم امت کی عظیم اکثریت سے کٹ کر اور ایک حقیر اقلیت کے کہنے پر تین طلاق دینے کے بعد بغیر حلالہ بے نکاح مطلقہ عورت گھر میں رکھ کر غیر حلالی کے ذریعے گھر میں غیر حلالی اولاد کا اضافہ کرے۔ فالی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

☆☆☆☆☆

مولوی احمد سعید کاظمی نے رسول کریم ﷺ سے

"صورۃً گناہ" منسوب کیا

ان کی آواز کی کیسٹ بندہ کے پاس موجود ہے

مولوی کاظمی صاحب اپنے مریدین مولویان اللہ بخش نیر اور غلام رسول سعیدی کے فتاویٰ کی زد میں بلکہ اپنے ہی فتویٰ کی زد میں ہے۔

سوال:

کیا لفظ "گناہ" موصوف کی وفات کے بعد مفت کے مفتی اقبال سعیدی کے نفسانی خواب کی بنا پر "صورۃً ذنب" لکھ دینے سے کاظمی کے کھاتے سے نکل جائے گا؟ جب کہ الفاظ "گناہ اور ذنب" صریح ہیں ان کی کوئی تاویل نہیں؟

مولوی صدیق ہزاروی شیطان لکھتا ہے

خلاف اولیٰ کی تشریح

ترجمہ کتاب ''نورالایضاح'' میں شیطان تشریح کرتا ہے (صفحہ 20) وہ عمل کہ اس کا نہ کرنا بہتر تھا۔ کیا تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی جھڑک ہے۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

سوالات: کسی مدعی میں اتنا علم ہے کہ جواب دے سکے

1: رسول کریم ﷺ سے خلاف اولیٰ منسوب کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ ﷺ نے وہ کام کیے جو بہتر نہیں تھے یعنی غیر مستحب (معاذ اللہ) کیا ان کاموں پر جو بہتر نہ تھے مواخذہ نہیں ہوتا؟

2: یہ لکھنا کہ رسول کریم ﷺ نے خلاف اولیٰ کام کیے (معاذ اللہ) کوئی حرج نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی جھڑک تو پھر کیا یہ تشریح ایک دوسرے سے متضاد نہیں؟

3: خلاف اولیٰ اگر نا بہتر یا گناہ ہے تو پھر یہ ذنب کی تاویل تو نہ ہوئی؟

4: خلاف اولیٰ اگر گناہ نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی جھڑک تو پھر معافی کس بات کی۔

ذنب کا لغوی ترجمہ:

''المنجد'' میں ذنب کا ترجمہ ''الجرم'' ہے عربی دانوں میں لفظ جرم ہی مستعمل ہے۔ یہ صریح لفظ ہے۔ اس کی کوئی تاویل نہیں جس طرح اردو میں لفظ گناہ کی کوئی تاویل نہیں اس لیے خلاف اولیٰ نہ ہی ذنب کا معنی ہے اور نہ ہی اس کی تاویل۔

رسول کریم ﷺ کے افعال مبارکہ پر ممتحن کی طرح نمبر لگانا کہ فلاں فعل خلاف اولیٰ تھا یا ترک افضل کیا

قارئین کرام!

1) رسول کریم ﷺ کے افعال مبارکہ سنت ہوتے ہیں۔ یہ سب کو پتہ ہونا چاہیے۔

2) رسول کریم ﷺ نے وہی کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ (اتبع مایوحیٰ الی)

3) جن افعال مبارکہ میں ملّاں نے نمبر لگائے۔ مثلاً وضو کرتے ہوئے، عضو تین بار کی بجائے ایک بار دھوئے، طواف اونٹنی پہ کیا، حجر اسود کو دور سے چھڑی کے اشارہ سے چوما اور اسی طرح کے کئی اور افعال مبارکہ جنھیں کم نظر اور کم عقل چن چن کر یہ کہتے ہیں فلاں فعل میں خلاف اولیٰ کیا اور فلاں میں ترک افضل۔

پہلی بات:

رسول کریم ﷺ کی بعثت پہلے تھی۔ ملّاں تو بہت بعد میں پیدا ہوئے جنھوں یہ پیمانے بنائے۔

دوسری بات:

یہ پیمانے امت کے لیے ہیں نا کہ رسول کریم ﷺ کے لیے۔

تیسری بات

رسول کریم ﷺ نے امت کی آسانی اور تعلیم کے لیے وہ افعال مبارکہ کیے۔ جو کہ ہم پر ایک احسان عظیم ہے۔

چوتھی بات:

ممتحن کی طرح افعال مبارکہ پر نمبر لگانا بے ادبی ہے اور بعض دفعہ سنگین غلطی ہو جاتی ہے۔

اصل مسئلہ:

آپ ﷺ کی سنت مبارکہ اولی ہے تو ملاں کے پیمانوں سے کچھ اولی ہوئے اور کچھ خلاف اولی جو کہ غلط بات ہے۔ ذنب کا معاملہ رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے ہے۔ جس کا ترجمہ کاظمی نے صورۃً گناہ کیا ہے۔ اردو میں گناہ کا لفظ ایک ہی معنی دیتا ہے۔ اور پھر معافی سے متعلق کر دینا تو گناہ کی تصدیق کر دیتا ہے جو بہت خطرناک بات ہے۔

آیات ذنب میں الفاظ لک (ل اور ک) اور ما تقدم و ما تاخر پہ کوئی مفسر غور نہیں کر رہا جو کہ اس آیۃ کی اصل روح ہے (للذنبک و من ذنبک میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے)

نبی التوبہ سے معافی منسوب کرنا

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ در رسول کریم ﷺ پہ توبہ کی جاتی ہے۔ رسول کریم ﷺ تو خود ہی نبی التوبہ ہیں۔ اور آپ ﷺ گناہوں کو بخشنے والے (غافر) ہیں۔

معافی کے لیے اعتراف گناہ لازمی ہے اور پھر توبہ کرنا

سوال: کیا رسول کریم ﷺ کے افعال مبارکہ میں (معاذ اللہ) کوئی ایسی بات تھی کس جرم کی معافی (59 سال کی عمر مبارک کے وقت)

سوال: رسول کریم ﷺ نے معاذ اللہ کوئی یا کبھی اعتراف گناہ کیا۔

خطا بخش لازم و ملزوم ہیں...... بخش کے لیے توبہ کی شرط ہے

سوال: کیا کبھی رسول کریم ﷺ کو توبہ کا حکم دیا گیا (معاذ اللہ)

ترجمہ البیان

علامہ احمد سعید کاظمی کی حیات میں پہلے ایڈیشن میں لفظ صورۃً گناہ اور معافی لکھا ہے

بندہ کے پاس موصوف کی تقریر کی کیسٹ موجود ہے۔جس میں بار بار صورۃً گناہ بولتا ہے کون ذمہ دار ہے (جواب)

1: پہلے ایڈیشن میں جو کہ علامہ احمد سعید کاظمی کی زندگی میں طبع ہوا اور ان کے نام سے ہی منسوب ہے۔ ذنب کا ترجمہ صورۃً گناہ لکھا گیا ہے۔ ظاہر ہے اس کی ذمہ داری علامہ صاحب پر ہی ہے اور روز قیامت ان سے جواب طلب کیا جائے گا۔

2: گناہ کا لفظ چاہے جتنے بھی القابات کے ساتھ لکھیں مثلاً صورۃ گناہ وغیرہ۔ گناہ ہی شمار ہوگا۔ اور چونکہ یہ اردو زبان کا لفظ ہے اور موصوف کی مادری زبان بھی اردو ہی تھی اس لیے اس لفظ کی کوئی تاویل نہیں۔ (شارح بخاری مفتی محمد شریف امجدی کا فتوئی جو کہ مبارک پور بھارت سے منگوایا ہے مفتی صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس کا عکس ملاحظہ فرمائیں)

3: علامہ احمد سعید کاظمی صاحب نے جو فتوئی دیا تھا وہ بھی ظاہر الفاظ کی بنا پر تھا چاہے کچھ کہنے والا لاکھ بار کہے کہ میری یہ نیت نہ تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس لیے علامہ صاحب اپنے ہی فتوئی کی رو سے اپنے ترجمہ کی بنا کر کیا ہیں؟ یہ پاکستان کا کوئی مفتی مدعی علم وغیرہ میں اگر علمی جرأت، اخلاقیات کی روشنی، ضمیر کی زندگی، حساب دینے کا خوف اور رسول کریم ﷺ کے دین کی بلندی کا اگر ذرہ بھر بھی احساس ہے تو اس کا جواب ضرور دے۔ ورنہ روز قیامت اس کا علم آگ کا طوق بن کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور فرمان رسول کریم ﷺ کے مطابق یہ مفتی یا عالم آئمۃ المضلین کی صف میں کھڑا ہوگا۔

4: بندہ نے لـذنبک و مـن ذنبک میں ایک صفحہ خصوصاً موصوف کے متعلق ایک سوال کی صورت میں لکھا تھا کہ موصوف کی وفات کے بعد "البیان" کے دوسرے ایڈیشن میں جو مرضی تبدیلی کر دیں۔ پہلے ایڈیشن میں صورۃً گناہ کے الفاظ کیا موصوف کے اعمال نامہ سے نکل جائیں گے۔ موصوف کے پسران و مریدین جو کہ دین کے ٹھیکیدار بنتے ہیں اس سوال کا جواب نہ دے سکے۔ ظاہر ہے جواب تو یہی ہے ناں کہ علامہ صاحب کے اعمال نامہ میں اب تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ لفظ صورۃً گناہ اور معافی جو کہ رسول کریم ﷺ سے متعلق کی گئی تھی اس کی ذمہ داری اور بوجھ علامہ صاحب پر ہی ہے۔

کیا یہ دونوں ترجمے ایک ہیں...... کاظمی کی کہانی...... ولید نذیری خبیث کی زبانی

ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور (5 نومبر 1999ء)

نام...... مغفرت ذنب، مصنف...... صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر صاحب

قیمت...... درج نہیں، اشاعت اول 1998ء

ملنے کا پتہ: رکن الاسلام پبلی کیشنز آزاد میدان حیدر آباد

صفحات: 60

صاحبزادہ محمد زبیر صاحب حضرت خواجہ شاہ مفتی محمد محمود الوریؒ کے صاحبزادے بریلوی مسلک کی کتاب "رکن دین" کے مصنف حضرت خواجہ شاہ محمد رکن الدین الوری کے پوتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتب "مغفرت ذنب" ان کی اس تحقیق پر مبنی ہے جو انہوں نے سورۃ فتح کی آیت نمبر 2 لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کے ترجمے کے بارے میں کی ہے۔ ان کی اس تحقیق کا لب لباب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان

بریلوی نے اس آیت کا ترجمہ صحیح نہیں کیا بلکہ اپنے خود ساختہ عشق رسول ﷺ کے زیر اثر ترجمہ کیا ہے۔ جو کئی احادیث نبوی ﷺ کے صریح خلاف ہے۔

مولانا احمد رضا خان صاحب نے اسکا ترجمہ کیا ہے۔

تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سبب گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور پچھلوں کے۔

صاحبزادہ محمد زبیر کا موقف ہے کہ اس کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ بخش دے آپ کے اگلے اور پچھلے وہ امور جن کو آپ گناہ سمجھے ہوئے ہیں"

یہ ایک نہایت سنجیدہ الزام ہے

اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ڈاکٹر زبیر نے علامہ رازی، امام عسقلانی، امام قسطلانی، علامہ سیوطی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، مفتی محمد مظہر اللہ شاہ، پیر کرم شاہ الازہری کی تحریروں سے اقتباسات پیش کیے ہیں جو ان کی تحقیق سے مطابقت رکھتے ہیں۔ اور ان کے ترجمے کی تائید کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہم نے اپنے مسلک کے علمائے کرام کے تراجم پر بھی نظر ڈالی جو اس وقت فقیر کے گھر میں دستیاب تھے۔ ہمیں ان میں زبیر صاحب کے ترجمے سے سو فیصد مطابقت نظر آئی۔

1: مثلاً حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، تاج کمپنی سے شائع شدہ قرآن پاک میں اس آیات کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ "تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کردے"

2: شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی نور اللہ قدس سرہ "تاکہ معاف کرے تجھ کو

اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے"

3: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری اپنے مشہور زمانہ ترجمہ قرآن میں رقمطراز ہیں
"تا کہ آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردے۔"

4: ابن کثیر لکھتے ہیں" تا کہ جو گناہ تیرے آگے ہوئے اور جو پیچھے رہے سب کو اللہ تعالی معاف فرمادے۔"

ترجمہ مولوی محمد صاحب جونا گڑھی اہل حدیث عالم

اس سلسلے میں علمائے دیو بند کا موقف وہی ہے جو شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن کے مترجم قرآن میں اس آیت پر علامہ شبیر احمد عثمانی نے بطور حاشیہ تحریر کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔
"نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تک یعنی تقریباً 2 سال کی مدت میں اتنی کثرت سے لوگ شرف باسلام ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے خالد بن ولید اور عمر بن العاص جیسے نامور صحابہ اسی دوران اسلام کے حلقہ بگوش بنے۔ یہ جسموں کو نہیں دلوں کو فتح کر لینا اسی صلح حدیبیہ کی برکت تھی۔ اس صلح کے سلسلے میں جن علوم ومصارف قدسہ اور باطنی مقامات و مراتب کا فتح باب ہوا ہوگا۔ اس کا اندازہ تو کون کرسکتا ہے ہاں تھوڑا سا اجمالی اشارہ حق تعالی نے ان آیتوں میں فرمایا ہے یعنی جیسے سلاطین دنیا کسی بہت بڑے فاتح جنرل کو خصوصی اعزاز و کرام سے نوازتے ہیں خداوند قدوس نے اپنی فتح مبین کے سلسلے میں آپ ﷺ کو چار چیزوں سے سرفراز فرمایا جن میں پہلی چیز غفران ذنوب ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ تک سب کوتاہیاں جو آپ کے مرتبہ رفیع کے اعتبار کے کوتاہی سمجھی جائیں معاف ہیں۔"

یہ بات اللہ تعالی نے کسی اور بندہ کے لیے نہیں فرمائی مگر حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ اس قدر عبادت اور محنت کرتے تھے کہ راتوں کو کھڑے

کھڑے پاؤں سوج جاتے تھے۔ اور لوگوں کو دیکھ کر رحم آتا تھا صحابہ عرض کرتے یا رسول اللہ آپ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ تو آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما چکا۔ آپ ﷺ فرماتے افلا اکون بعبدک شکورا تو کیا اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ بھی ایسی بشارت اسی بندہ کو سنائیں گے جو سن کر نڈر نہ ہو جائے بلکہ اور زیادہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔ شفاعت کی طویل حدیث ہے کہ جب مخلوق جمع ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس جائے گی تو وہ فرمائیں گے کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤ جو خاتم النبیین ہیں اور جن کی اگلی پچھلی سب خطائیں اللہ معاف کر چکا ہے (یعنی اس مقام شفاعت میں اگر بالفرض کوئی تقصیر بھی ہو جائے تو وہ بھی عفو عام کے تحت میں پہلے ہی آچکی ہیں۔ بجز ان کے اور کسی کا یہ کام نہیں۔

سورۃ نصر میں فرمایا کہ جب خدا کی طرف سے مدد اور فتح آجائے اور لوگ دین الٰہی میں فوج در فوج شامل ہونے لگیں تو اللہ کی تسبیح و تحمید اور اس سے استغفار کیجئے۔ ظاہر ہے کہ اس فتح مبین پر بھی آپ نے استغفار کیا ہوگا تو اس کے جواب میں لیغفر لک اللہ (موجودہ آیت) کا مضمون اور بھی زیادہ صاف ہو جاتا ہے" یہ ہے علمائے دیوبند کا مسلک۔

ڈاکٹر زبیر صاحب اپنے مضمون میں اسی مسلک کا اعادہ کر رہے ہیں صاحبزادہ زبیر صاحب نے کتاب میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، تفسیر مظہری تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی اور تفسیر ابن کثیر سے مثالیں دے کر واضح کیا ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب کا ترجمہ مندرجہ بالا درج شدہ احادیث کی معتبر اور تفاسیر کی معروف کتابوں سے ٹکرا جاتا ہے۔

حیرت ہے ان روشن اور واضح دلائل کی موجودگی کے باوجود بریلوی علماء نے زبیر صاحب کے خلاف زبردست محاذ کھول لیا ہے۔ کراچی سے لے کر پشاور تک ان کی مذمت

کی جا رہی ہے اور انہیں کہا جا رہا ہے کہ وہ اثبات گناہ اور اعلیٰ حضرت کے ترجمے کی تغلیط کے موقف سے رجوع کر لیں اور توبہ کا اعلان فرمائیں۔

آخر کیوں......؟

دراصل مسئلہ یہ نہیں کہ زبیر صاحب کا اور علمائے سابقہ کا ترجمہ درست ہے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر بریلوی طبقہ زبیر صاحب کے ترجمے سے متفق ہو جاتا ہے۔ تو پھر بریلوی مسلک کے سرخیل مولوی احمد رضا بریلوی کے ترجمہ قرآن اور قرآن دانی پر زد پڑتی ہے۔ جو ان علماء کو گوارا نہیں کیونکہ ان کی دکان ہی اعلیٰ حضرت کے افکار سے چل رہی ہے۔

حال ہی میں ماہنامہ السعید میں سید مظہر سعید کاظمی (امیر جماعت اہل سنت) کا ایک مکتوب چھپا ہے جو انہوں نے صاحبزادہ زبیر صاحب کو لکھا تھا اس میں مندرجہ ذیل فقرے قابل توجہ ہیں۔

امت مسلمہ کو اس فتنہ عظیم سے بچائیں اسی میں آپ کی عظمت ہے اور ہم سب کی بھلائی ہے اور اگر خدانخواستہ آپ نے ایسا نہ کیا تو پھر مسلک کو آپ کی ذات سے وہ نقصان عظیم پہنچے گا جس کی تلافی شائد ممکن نہ ہو۔ اس کے علاوہ اغیار (یہ اغیار کون ہیں) جو باتیں اب زیر لب کہہ رہے ہیں پھر بیانگ دہل کہیں گے کہ وہ کام جو ہم سب مل کر نہ کر سکے وہ ہم نے آپ کے طبقے کے ایک عالم دین سے کرا دیا (السعید ستمبر 1999ء صفحہ نمبر 19)

اپنی اکتوبر کی اشاعت میں السعید نے ایک نیا انکشاف کیا ہے "اصل میں حقائق" نامی مضامین میں کہا گیا ہے کہ قرآنی آیات اور حروف و الفاظ کے مختلف نکات کے سبب قرآن مجید کے تراجم اس کے مفاہیم کثیرہ کا اعجاز ظاہر کرتے ہیں اور اس کی مثال سورۃ فتح کی آیت نمبر 2 سے دی ہے۔ دو ترجمے پیش کیے گئے ہیں ایک احمد رضا خان صاحب کا اور

دوسرا بانی السعید مولانا سید احمد سعید کاظمی صاحب کا دونوں ترجمے پڑھیے اور مدیر صاحب کی عقل پر ماتم کیجیے۔

پہلا ترجمہ: تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے تمہارے پچھلوں کے (مولانا احمد رضا خان صاحب)

مدیر صاحب نے فرمایا کہ "یہ ترجمہ بے شک تحقیق وجستجو کا شاہکار ہے اور عشق رسول ﷺ سے معمور ہے یہ حق ہے یہ درست ہے۔ یہ صحیح ہے۔

حیرت ہے! یہ کس قسم کا عشق ہے جو قرآن کریم کے لفظوں کو توڑنے پر مجبور کرتا ہے۔ اسی آیت کا ترجمہ علامہ سید احمد سعید کاظمی نے یہ کیا ہے۔

دوسرا ترجمہ: تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے معاف فرمادے آپ کے اگلے اور پچھلے (بظاہر) خلاف اولی سب کام (جو آپ کے کمال قرب کی وجہ سے محض صورتِ ذنب یا حقیقت میں حسنات الابرار سے افضل ہیں)

کیا یہ ایک ہی آیت کے اس قسم کے دو مختلف مفہوم ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں؟ ان دو مختلف ترجموں سے اعجاز قرآن ظاہر ہوتا ہے یا ایک مترجم کی نااہلی جس نے جان بوجھ کر ترجمے میں تحریف کی۔

سعید کاظمی صاحب کا مفہوم وہی ہے جو علمائے سابقہ کا اور علمائے دیو بند کا ہے البتہ رضا صاحب کا ترجمہ وہی ہے جس پر ڈاکٹر زبیر صاحب نے اعتراض کیا ہے۔

اہل حقائق والے مضمون سے ایسا لگتا ہے کہ خود بریلوی علمائے کرام میں بھی ایک ذو تحت دار طبقہ ایسا ہے جو سمجھتا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ درست نہیں جبکہ غزالی دوراں کا کیا ہوا ترجمہ درست ہے۔

بدقسمتی سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کے اس ترجمے سے ایک نیا فرقہ پیدا ہو رہا

ہے۔ جو کہتا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ اور تشریح کرتے وقت خواہ ذنب یا اس کا ترجمہ گناہ یا خطا وغیرہ سے کر کے اس کی نسبت حضور اکرم ﷺ کی طرف قائم رکھنا یہ غلط ہے بلکہ سنگین بے ادبی، گستاخی جہالت اور گمراہی ہے اور ایسا کرنے والا نبی کا گستاخ اور کافر ہے، جہنم اس کا مقدر ہے آخرت اس کی برباد ہوئی اور عبداللہ بن ابی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ غور فرمائیں۔

اگر آپ اس فتویٰ سے متفق ہیں تو پھر علامہ سید محمود آلوسی، علامہ ملا علی قاری، حضرت قاضی عیاض، علامہ تاج الدین سبکی، امام رازی، علامہ سیوطی، امام عسقلانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ فضل حق خیر آبادی، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، شیخ الہند حضرت محمود الحسن دیوبندی اور خود غزالی دوراں مولانا سید سعید احمد کاظمی کے متعلق کیا کہیں گے؟ کیا ان کی بھی آخرت برباد ہوگی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاکم بدہن! کیا یہ سب کے سب...... ہو گئے۔

ہمارا موقف ہے کہ سورۃ فتح کی آیت نمبر 2 دراصل تعظیم و تکریم کا ایک جملہ ہے جو حضور اکرم ﷺ کی عزت افزائی اور ان کی فضیلت و شان اور مرتبہ و مقام کو بیان کرنے کے لیے لایا گیا ہے اس تحریر سے عصمت انبیاء پر کوئی زد نہیں پڑتی، کوئی آنچ نہیں آتی۔

یہ مختصر سا کتابچہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ابھی ویسے وارث الانبیاء علمائے کرام کا وجود باقی ہے جو حقیقت کے اوپر سے کسی بھی شے پر چھلانگ نہیں لگاتے بلکہ ہر بات کا علمائے قدیم اور علمائے جدید کی تحریروں کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہیں اور صحیح کو پالینے کے بعد بے باکی و دلیل اس کا اظہار کرتے ہیں اسے مصلحتوں میں نہیں چھپاتے۔

ہم صاحبزادہ ڈاکٹر زبیر صاحب کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اس دور فتن میں جبکہ اندھی عقیدت عقل کی بجائے جذبات کا سہارا لیتی ہے انہوں نے پتھروں سے چھٹنے کی بجائے عقل و دانش کے پھول برسائے ہیں۔

یہ کلمہ حق ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ صاحبزادہ اسی طرح سچ کا پرچار کرتے رہیں۔ اوران کے پائے استقامت میں لرزش نہ آنے پائے۔

یہ خوبصورت کتاب جو خالص تحقیق پر مبنی ہے۔ اس لائق ہے کہ اسے ہر لائبریری کی زینت بنایا جائے۔

مدعیان علم توجہ فرمائیں

قارئین کرام!

اس خبیث دیوبندی کا جواب سب علمائے اہل سنت رضویوں پر لازم تھا (جو ہم نے دیا ہے) اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے نام پر ٹکڑے کھانے والے چپ ہیں۔ ان کو چاہیے کہ شرم سے ڈوب کر مر جائیں۔

ابوداؤد بتائے کیا وہ اس دیوبندی کی بکواس سے متفق ہے۔ اگر نہیں تو کیا اس کے رد میں ایک لفظ بھی لکھا۔ کیوں نہیں لکھا۔ کیا کاظمی اعلیٰ حضرت سے بڑا ہے کہ اس کے بدلے اعلیٰ حضرت کے بارے میں بکواس برداشت کی جائے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

لفظ گناہ کے متعلق فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار الافتاء دار العلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ انڈیا از الحاج مولانا محمد

شریف الحق صاحب امجدی شارح بخاری

الجواب

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے سورۃ فتح کی آیت کریمہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کا جو ترجمہ فرمایا ہے وہ فی الواقع ایک آپ کا نہیں بلکہ بہت سے آئمہ اسلام و مفسرین اسلام کا ترجمہ ہے بلکہ وہ قرآن حکیم کے اسلوب بلیغ کا مظہر ہے۔

ہم سب سے پہلے اسی امر کی وضاحت کرتے ہیں پھر انشاء اللہ اسے غلط قرار دینے والوں کے دلائل کا جائزہ لیں گے۔ اس بے مایہ نے اپنی تالیف عصمت انبیاء میں آیت مذکورہ کی ایک تفسیر کے طور پر اس کی وضاحت یوں کی ہے۔

خطاب حضور علیہ السلام سے ہے لیکن "ذنب" کی نسبت آپ کی طرف حقیقی نہیں، حقیقت میں یہاں ذنب کا تعلق آپ کی امت اور اہل بیت سے ہے اور ایجاز حرف یا مجاز عقلی کے طور پر آپ کی طرف اس کی اسناد فرمائی گئی ہے۔

1: اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے آیۃ کریمہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کا جو ترجمہ کیا ہے وہ احادیث صحیحہ کے عین مطابق ہے۔ قرآن حکیم کے اسلوب خطاب کے مطابق ہے۔ بہت سے آئمہ اعلام و علمائے کرام کے مطابق ہے جیسا کہ ماسبق میں واضح کیا گیا۔ اس لیے اس ترجمہ کو احادیث صحیحہ کے خلاف بتانا

غلطی ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ معترض نے احادیث صحیحہ کے مفاہیم عالیہ کو نہیں سمجھا۔

2: اس ترجمہ پر یہ اعتراض کہ حضور کی خصوصیت ختم ہو جائے گی۔ اس میں حضور کی کیا خصوصیت ہے؟ اس میں حضور کی کیا شان ہے؟

کم فہمی سے ناشی ہے اور اس بات کو متضمن ہے کہ روز قیامت حضور ﷺ کا منصب شفاعت آپ کی خصوصیت نہیں ہے اور اس میں آپ کی کوئی شان نہیں، معاذ اللہ یہ کہنا کہ بچے کے سامنے بھی اگر یہ بات رکھیں گے وہ بھی کہے گا کہ صحابہ یہ سمجھ رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے گناہ معاف ہوئے۔ جمہور علمائے اسلام کی شان میں گستاخی ہے۔ یعنی معترض کے خیال میں اکابر علماء اسلام کی فہم و عقل بچوں سے بھی کمتر ہے۔

4: ترجمہ رضویہ پر یہ اعتراض کہ "پھر تو جہنم میں کوئی جائے گا ہی نہیں" معترض کی کم فہمی اور عناد پر دال ہے جیسا کہ واضح ہوا۔

5: ترجمہ رضویہ کا یہ مطلب بیان کرنا کہ "آپ کی وجہ سے حضرت آدم کے گناہ معاف ہوئے" تمام انبیاء کرام کے لیے فی الواقع ترجمہ کی تحریف اور اسے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کرنا جھوٹ ہے۔

معترض پر واجب ہے کہ ان امور سے تائب ہو کر حق کے ساتھ ہو جائے اور اعتدال کی روش اختیار کرے بلا وجہ علمائے حق سے عناد سوء خاتمہ کا سبب ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: محمد نظام الدین الرضوی

خادم الافتاء دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم

مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا)

17 محرم الحرام 1419ھ 14 مئی 1998ء

تصدیق حضرت شارح بخاری، مولانا مفتی الحاج محمد شریف الحق صاحب، قبلہ محمدی دامت برکاتھم القدسیہ

قد اصاف من جاب وا ما ذا جاء

اہلسنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیھم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں اگر ایسا نہ ہوا تو تبلیغ میں خلل پڑے گا۔ گستاخ کہہ دیں گے کہ آپ بھی تو گناہ کرتے ہیں اس وجہ سے ان تمام آیات و احادیث کی سلف سے لے کر خلف تک تمام علماء نے اپنی اپنی صوابدید کے مطابق توجیہات کی ہیں جس میں "ذنب" کی اضافت کسی نبی کی طرف مذکور ہے۔ ان ساری توجیہات میں سب سے عمدہ واضح وہ توجیہہ ہے جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے کنزالایمان میں اختیار فرمائی ہے ادھر کچھ دنوں سے پاکستان کے بعض معروف اہل قلم نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے اس پر بے تکے اعتراضات لکھ دیے ہیں میں قریب قریب معذور ہو چکا ہوں اور فرصت بھی نہیں ورنہ میں دنیا کو دکھا دیتا کہ ان اعتراضات کی حقیقت آسمان پر تھوکنے سے زیادہ نہیں۔ مثلاً کنز الایمان کے ترجمے کو غلط ثابت کرنے کے لیے یہ حدیث پیش کی کہ صحابہ کرام نے یہ عرض کیا کہ ان اللہ قد غفرلک ما تقدم من ذنبک و ما تاخر اور خوب سے منطبق کرنے کے لیے جو کچھ بھی لکھا وہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب یہ مان لیا جائے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا عقیدہ یہ تھا کہ حضور اقدس ﷺ سے گناہ ہوا اور وہ ایک

مدت تک فاسق رہے۔ کیا اس کی کوئی صحیح العقیدہ مسلمان تسلیم کرے گا؟ پھر دلیل عقلی میں یہ نقص بندی کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ ہے جو کسی نبی و رسول کو نہیں ملی کہ آپ کے سب گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام سے گناہ صادر ہوئے جو معاف نہیں کیے گئے۔ اور سارے انبیاء کرام دنیا سے فاسق اٹھے۔

پروفیسر زبیر احمد صاحب نے انہیں مزخرافات کو اپنی تقریر میں بیان کیا انہوں نے ''ذنب'' کے پچیس نہیں پچاس معنی بیان کیے لیکن یہاں گناہ بولے ہی اور گناہ اردو میں صرف ایک ہی معنی میں شائع وذائع ہے جب گناہ بولا جاتا ہے تو سب لوگ اس کے صرف ایک ہی معنی سمجھتے ہیں اس لیے یہ حیلہ کام نہ دے گا ہم نے ذنب کے پچیس معنی بیان کیے ہیں۔ ذنب عربی زبان کا لفظ ہے۔ ذنب کے عربی زبان میں اگر پچیس نہیں پچاس معنی ہوں تو اس سے کہاں یہ لازم کہ اردو کے وہ سب معنی ہیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیت کریمہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کا ترجمہ ''تاکہ تمہارے سب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں اور تمہارے پچھلوں کے بالکل صحیح اور حق ہے اس پر اعتراض کرنا جہالت اور سفاہت ہے بلکہ یہ ترجمہ سب سے عمدہ واصح اور ارجح ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دستخط محمد شریف الحق صاحب امجدی



دور حاضر کا امام آئمۃ المضلین

فرقہ داؤدیہ کے بانی مولوی ابوداؤد کی شخصیت کا خاکہ

(آوازِ خلق ......نقارہ خدا)

خودساختہ مجتہد، فسادی، سازشی، شر پھیلانے والا، باتونی، دوسروں کی کردار کشی کرنے والا، نقلی سنی، کاذب، منافق، یہودیوں کا ایجنٹ، احمق، جاہل مطلق، تقویٰ اور پارسائی کا جھوٹا لبادہ اوڑھنے والا، نام نہاد محقق، دوغلی پالیسی اختیار کرنے والا، انتہا پسند، ابو الفتنات، اپنی مسجد میں غیر مقلد وہابیوں کی تقاریر کرانے والا، اپنے شریر چیلوں اور بدقماش لشکر کے ذریعے اپنے آپ کو غلطی نہ کرنے والا کہلانے والا، آداب تنقید سے ناواقف، ذہنی افلاس میں مبتلا، سنی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والا، انتشار پھیلانے والا، فرقہ واریت کا بابا، اسکی ہر تحریر سے منافقت ومنافرت کی بو آتی ہے۔ گویا کہ انسانی شکل میں شیطان کا چیلہ (ماخوذ از ماہنامہ العلماء لاہور، جولائی 1992)

”صورۃ گناہ“ رسول کریم ﷺ سے منسوب (معاذ اللہ)

مولوی کاظمی نے ”ذنب“ کا ترجمہ البیان اور اپنی تقریر میں ”صورۃ گناہ“ رسول کریم ﷺ سے منسوب کر کے معافی سے متعلق کیا (استغفر اللہ)

انا للہ و انا الیہ راجعون

پیر کرم شاہ نے ”ذنب“ کا ترجمہ ”وہم اور کوتاہی“ رسول کریم ﷺ سے منسوب کر کے معافی سے متعلق کیا (استغفر اللہ)

انا للہ و انا الیہ راجعون

لفظ ''گناہ'' سے رجوع اور توبہ

مولوی اللہ بخش نیر کا فتویٰ

لکھتا ہے کہ (حوالہ کلمات خیر در جواب ہفوات زبیر)

زبیر میاں کو مخلصانہ مشورہ، ترجمہ اعلیٰ حضرت ''کنزالایمان'' کو غلط کہنے اور ''گناہ'' کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنے سے فوراً رجوع کریں اور جماعت اہلسنت کو افتراق و انتشار سے بچائیں۔ ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دیں۔ کوئی سنی عالم ترجمہ کنز الایمان کو غلط مان کر آپ کی تائید کو تیار نہیں۔

فقیر ابو رضا اللہ بخش نیر چشتی نقشبندی
جمن شاہ ضلع لیہ 7 ربیع الثانی 1419ء
(وقت سوا پانچ بجے عصر)

مولوی اللہ بخش نیر صاحب سے سوال

تمہارے گرو مولوی کاظمی نے بھی لفظ ''صورۃ گناہ'' اپنی ''البیان'' میں اور اپنی تقریر میں بار بار بولا ہے اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔ وہ کیسے رجوع کرے گا۔ اس کا جواب ضرور دینا کیونکہ تمہیں اپنے عالم ہونے کا بڑا زعم ہے۔

مولوی غلام رسول سعیدی نے اپنے گرو مولوی کاظمی کی علمیت کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے

لکھتا ہے

ذنب کا ترجمہ گناہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جن بزرگوں نے ذنب کا ترجمہ گناہ کیا ہے وہ ان کے علمی تسامح پر محمول ہے۔ ہمارے عرف میں گناہ کا لفظ ترک اولیٰ یا اجتہادی خطا کے لیے مستعمل نہیں ہے۔ (شرح مسلم ج 7 صفحہ 346)

کاظمی صاحب کا اپنا فتویٰ

لکھتا ہے

توہین رسالت پر حکم کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرآن حال کو نہ دیکھا جائے گا ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت و ارادہ توہین کا نہ تھا اسی طرح ہر وہ کلام جو عرف و محاورے سے توہین کے معانی و مفہوم ہوتے ہیں توہین ہی قرار پائے گا خواہ وہ اس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ (سعید احمد کاظمی 25 نومبر 1487ھ)

کیسا ہے......؟ کاظمی صاحب خود الفاظ 'گناہ' بار بار بول رہے ہیں

قارئین کرام...... یہ ہیں لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ

اعلیٰ حضرت کی طرف معنوی تحریف وافتراء

قارئین کرام:

مولوی کاظمی کے شاگرد ومرید عبدالمجید رحیم یار خانی نے بار بار لفظ ترک اولیٰ کو ذنب کی تاویل بتاتے ہوئے فتاویٰ رضویہ کا نام لیا ہے۔ لیکن یہ دھوکہ دینے کی ناکام کوشش ہے۔ پہلا فریب یہ ہے کہ کوئی عبارت پیش نہیں کی اور صرف اپنی باطل رائے کا اظہار کرتا ہے اور دبے الفاظ میں نبوت کے خلاف نسبت کو درست ثابت کرتا ہے لیکن دروغ گو حافظہ نہ دارد کے تحت سیات المقربین لکھ کر اس نے خود اپنی تردید کر دی ہے۔ کہ حضور اکرم ﷺ سب سے مقرب انبیاء سے بالاتر ہیں اگر وہ آپ کے جواز کا قائل ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ حضور ﷺ کو مقرب نہیں مانتا (معاذ اللہ) جو انکار عظمت وکفر ہے مگر اس کو کوئی خیال نہیں کہ کاظمی کی حمایت میں رسول اللہ ﷺ کے قرب کا انکار کر رہا ہے۔ اور آپ کو درجہ نبوت سے بلند نہیں مانتا جو مقام قرب خاص سے انکار کے مترادف ہے (معاذ اللہ)

دوسری اہم بات یہ ہے کہ:

مسئلہ ذنب کا تعلق رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے ہے۔ یہ عقیدہ کا معاملہ ہے نہ کہ عمل کا۔ عمل کے متعلق تو فقہاء کوئی اسے مستحب قرار دے دیتا ہے کوئی واجب قرار دے دیتا ہے اور کوئی ترک اولیٰ وغیرہ وغیرہ۔ فقہیہ کی عمل کے متعلق رائے عقیدہ کے مسئلہ پر کیسے حاوی ہو سکتی ہے؟

مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری فتویٰ

1: ہاتھ کی تحریر بنام کرنل محمد انور مدنی

2: النظامیہ میں چھپا ہوا فتویٰ جعلی ہے کیونکہ ان کے ہاتھ کی تحریر نہیں ہے۔
النظامیہ والے یہ اصل تحریر فراہم نہیں کر سکے چنانچہ یہ فتویٰ جعلی ہے۔

3: مفتی عبد القیوم ہزاروی پر ظلم بعد از وفات اور اس جعلی فتوے پر تاثرات۔

4: علامہ احمد سعید کاظمی نے اپنی تقریر میں بھی لفظ صورۃً گناہ بار بار استعمال کیا ہے۔

5: اعلیٰ حضرت کا ترجمہ اور مولوی احمد سعید کاظمی کے ترجمہ دونوں ایک نہیں ہیں۔ دیوبندی رسالہ خدام الدین 5 نومبر 1999ء

6: مولوی احمد سعید کاظمی کا ترجمہ سابقہ علمائے دیوبند کا ترجمہ ہے۔

7: لفظ گناہ کے متعلق مولانا محمد شریف الحق صاحب امجدی دارالافتاء دارلعلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ انڈیا کا فتوئی (لفظ گناہ بہت خطرناک لفظ ہے)

☆☆☆☆☆

حقیقت یہ ہے......!

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ کا اصل آخری فتویٰ

ان کے اپنے ہاتھ کی اصل تحریر مع مہر دار الافتاء

محترمی و مکرمی جناب کرنل انور صاحب مدنی ...... زید مجدہ ...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! خیریت مطلوب۔ آپ کی مرسلہ کتب ملی ہیں، اللہ تعالیٰ مزید توفیق خدمت دین و مسلک حق اہلسنت عطا فرمائے۔ (آمین) آپ نے خط میں فرمایا کہ سوالات کا جواب لکھیں اور فتویٰ صادر فرمادیں۔

گذارش ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ مصروفیت کی وجہ سے ایسی بحثوں میں حصہ لینا دوسری ضروری اہم مصروفیات میں کمزوری پیدا کرتا ہے۔ پھر یہ لوگ خود مولوی حضرات ہیں ان کو کون بتائے کہ یہ جھوٹ و افتراء ہے۔ پھر حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف منسوب کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس عمل کی شرع میں کیا حیثیت ہے۔ یہ نسیان زدہ عبارات جھوٹ و افتراء ہے۔ جو حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور یہ سب حدیث شریف من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار، او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کا مصداق ہے۔ ان لوگوں پر توبہ لازم ہے اور آئندہ احتیاط فرض ہے۔

اس بے لگامی کے متعلق بارہا متوجہ کیا گیا اور سوالات کے جواب میں ان عبارات کی تغلیط کی گئی ہے۔ لیکن وہ لوگ اپنے راگ پر قائم ہیں۔ لہٰذا ہم دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو احتیاط کا دامن تھامنے کی توفیق فرمائے اور اس بے احتیاطی کی سزا سے ان کو

بچائے، آج جہالت کا دور ہے۔ جس میں اکابرین، واسلاف پر کیچڑ اچھالنا اور ان پر طعن و تشنیع کرنا معیار تحقیق کہلاتا ہے۔ جس کا نتیجہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ایسے لوگ جہنم کی راہ کو اپناتے چلے جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے لیے اس راہ کو مزین فرما دیتا ہے اور پھر ایسے لوگ مزے لینے کے لیے مزید آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ واقعی جہنم کا راستہ دلفریبیوں سے مزین ہے جو دیکھتا جاتا ہے آگے بڑھتا جاتا ہے۔

جس موضوع پر یہ لوگ اکابرین پر طعن کرتے ہیں وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور تمام انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا معاملہ ہے جس پر تمام امت کا اجماع ہے۔ ان لوگوں کو نئی تحقیق سوجھی ہے کہ دلیری سے انبیاء علیہم السلام کی طرف گناہوں کو منسوب کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور جہالت کی انتہا ہے کہ بے دھڑک کہہ دیا کہ گناہوں سے آپ محفوظ و مامون فرما دیا۔ اور پھر اس سے بھی بڑی جہالت کا اظہار کر دیا کہ اس کو حضور علیہ السلام کی خصوصیت قرار دیا۔ حالانکہ محفوظ و مامون ہونا، انبیاء کی خصوصیت نہیں بلکہ اولیاء کرام کو بھی یہ مقام حاصل ہے اور پھر اگر عصمت ہو تو بھی یہ حضور علیہ السلام کی خصوصیت ہی نہیں بلکہ تمام انبیاء معصوم ہیں۔ اس جہالت کو مذکورہ بے لگامی بلکہ بدلگامی کی شامت ہی کہا جا سکتا ہے ورنہ کسی ادنیٰ علم والے سے بھی اس جہالت کا صدور بعید ہے۔

دراصل اعلیحضرت سے عناد نے ان لوگوں کو کہاں تک پہنچا دیا ورنہ عصمت انبیاء کرام علیہم السلام تو تمام مسلمانوں کا متفقہ اور بنیادی عقیدہ ہے۔ آخر میں گذارش ہے کہ آپ اور ہم سب مل کر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ دکھائے اور اس پر استقامت عطا فرمائے۔ پہلے ہی قیامت کے آثار نمودار ہیں کہ علم و علماء اٹھ رہے ہیں بلکہ اٹھ گئے ہیں اور نری جہالت رہ گئی ہے۔

والسلام عبدالقیوم ہزاروی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نوٹ: تحریر کا عکس منسلک ہے۔

علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی پر ظلم عظیم بعد از وفات

قارئین کرام! بعد از وصال جو فتویٰ ''النظامیہ'' میں چھپا وہ جعلی ہے اور صدیق ہزاروی کے شیطانی ذہن کی اختراع ہے۔ ورنہ وہ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے اپنے ہاتھ کی تحریر فراہم کریں۔ جس طرح ہم نے فراہم کی ہے۔

کاظمی شاہ صاحب کا ''مبارک'' عمل

سعیدی مولوی محمد صدیق ہزاروی ''فرماتے ہیں''

آپ کے درس حدیث میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی آ کر بیٹھتے۔ بعض اوقات درس جاری ہوتا وہ آ کر پیچھے طلباء کے ساتھ بیٹھ جاتے۔ علامہ کاظمیؒ نے خود بتایا کہ چونکہ پیچھے طلبہ کی جوتیاں ہوتی تھیں اس لیے مجھے ندامت ہوتی اور میں نے کہا کہ آپ سید بھی ہیں اور عالم بھی اس لیے آپ یہ زیادتی نہ کریں اور آگے تشریف لائیں۔

ان دونوں حضرات کی سیاسی سوچ بھی مختلف تھی اور مسلکی اختلاف بھی تھا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ احراری تھے اور پاکستان کے مخالفوں میں شمار ہوتے تھے جبکہ علامہ کاظمی مسلم لیگ کے صوبائی کونسلر تھے لیکن اس کے باوجود وسعت ظرفی اور ایک دوسرے کی صلاحیتوں کا اعتراف اور باہمی احترام ہمارے آج کے سیاسی راہنماؤں اور علمائے کرام کے لیے مشعل راہ ہے (روزنامہ نوائے وقت 25 جون 2002ء)

کیا عطاء اللہ دیوبندی سید تھا؟

کیا بدمذہب سید ہو سکتا ہے؟

میرا یہ سوال محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد علیہ الرحمہ کے علمی و فکری وارثوں یعنی رضویوں سے ہے جبکہ میرے نزدیک

بدمذہب کی تعظیم کرنا بہت غلط اور خطرناک ہے

عن ابراھیم بن میسرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من و قرصاحب بدعة فقد عان علی ھدم الاسلام

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن میسرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم وتوقیر کی تو اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی (مشکوۃ)

نوٹ: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ "در توقیر وے استخفاف، استہانت، سنت ست وایں می کشد بویران کردان بنائے اسلام...... یعنی بدمذہب کی تعظیم، توقیر میں سنت کی حقارت اور ذلت ہے اور سنت کی حقارت اسلام کی بنیاد ڈھانے تک پہنچادیتی ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص 147)

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا رائیتم صاحب بدعة فاکفھروا فی وجھه فان اللہ یبغض کل مبتدع (ابن عساکر)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے ترشروئی سے پیش آؤ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے۔ (ابن عساکر)

اعن ابی امامة قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم البدع کلاب اھل النار

ترجمہ: حضرت ابوامامہؓ نے کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بدمذہب دوزخ کے کتے ہیں۔ (دار قطنی)

عن حذیفة قال قال رسول اللہ ولی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لا یقبل لصاحب بدعة صوما ولا صلوۃ ولا صدقۃ ولا حجا ولا عمرۃ ولا جھاد ولا

صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرة من عجین (ابن ماجه)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں کہا کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ خدائے تعالی کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز زکوۃ نہ حج وغیرہ نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض۔ بدمذہب دین اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ گوندھے ہوئے آٹے بال نکل جاتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مرضوا فلا تعود وہم و ان ماتو افلا تشہدو ہم و ان لقیتموہم فلا تسلموا علیہم ولا تجالسو ہم ولا تشاربو ہم ولا توا کلوہم ولا تنا کحوہم ولا تصلو علیہم ولا تصلوا معہم (مسلم شریف)

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بدمذہب اگر بیمار پڑھیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو۔ ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو، ان کے پاس نہ بیٹھو، ان کے ساتھ پانی نہ پیو۔ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ، ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو (مسلم)

جعلی فتوے کے متعلق تاثرات

از قلم کرنل (ر) محمد انور مدنی مصنف للذہک و من قبلک

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ   الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

محترم مولانا محمد انور نظامی صاحب نائب مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

1) النظامیہ کا مفتی اعظم نمبر (ستمبر اکتوبر 2003) از جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری دروازہ لاہور ملا۔ شکریہ۔ اس کے صفحات (410-412) میں مفتی اعظم عبدالقیوم

ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری فتویٰ پڑھ کر حیرت بھی ہوئی اور دکھ بھی۔ حیرت اس لیے کہ مفتی صاحب کے اپنے ہاتھ سے لکھا گیا خط اور فتویٰ تو میرے پاس میرے نام کے خطاب کے ساتھ موجود ہے۔ اور موجودہ فتویٰ کا متن پڑھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی وہ اس لیے کہ ایک تو یہ مفتی صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں۔ نہ ہی اس پر دارالافتاء کی مہر ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ فتویٰ انکے ہاتھ سے لکھے ہوئے فتویٰ سے بالکل مختلف بلکہ متضاد ہے۔ جو کہ مفتی صاحب کا فعل نہیں ہو سکتا۔

2: میرے پاس چونکہ مفتی صاحب کے ہاتھ کی تحریر موجود ہے۔ جس کا عکس منسلک ہے۔ اس لیے مجھے اپنے تجربہ کی بنیاد پر یہ تاثر ملا ہے کہ یہ کارروائی صدیق ہزاروی کی ہے جو شرارتی ہے۔ مذہب کو ایک کھیل سمجھتا ہے۔ اور اس کا تعلق کاظمی سے ہے کیونکہ اس شخص نے کاظمی کے ترجمہ البیان میں آیات ذنب (سورۃ فتح) کے ترجمہ کو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے مطابق قرار دیا ہے۔ جو کہ علمی طور پر غلط ہے۔ دونوں تراجم ایک جیسے نہیں جس کی تفصیل اگلے صفحات میں آئے گی۔ مگر اس شخص نے اپنی خباثت ظاہر کر کے یہ کوشش کی ہے کہ کسی طریقے اپنے گرو احمد سعید کاظمی کی شخصیت کو اعلیٰ حضرت کے برابر لا کھڑا کرے (جو کہ ناممکن ہے)

3: احمد سعید کاظمی کے خود ساختہ القاب غزالی زماں پر بھی بات کروں گا۔ لیکن اس سے ضروری بات یہ ہے کہ موصوف کے ترجمہ البیان کے پہلے ایڈیشن میں لفظ صورۃً گناہ ہے۔ اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب کا میرے پاس جو فتویٰ ہے وہ ہر اس شخص کے خلاف ہے جو لفظ گناہ استعمال کرے۔

4: زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی کے وصال کے بعد اس کا یہ فتویٰ ان کا کتاب میں شائع کر دیا گیا ہے۔ جس میں مستفتی مظہر سعید کاظمی کا نام اور اس کا

سوال وغیرہ نہیں ہیں۔ یہ تین صفحات پڑھنے سے یہ تاثر ملتا ہے کہ کسی شرارتی نے (جو اس جامعہ کا رکن اور احمد سعید کاظمی سے بھی تعلق رکھتا ہے) مفتی اعظم عبدالقیوم ہزاروی پر بہت ظلم کیا ہے۔

5: حالانکہ میری کتاب لذنبک و من ذنبک کے چوتھے ایڈیشن میں بندہ نے لکھا تھا کہ یہ معاملہ دربار محبوب ﷺ پر جا کر (رمضان المبارک 2001ء) رو رو کر پیش کیا تھا اور جس جس نے آپ ﷺ کے ساتھ گناہ اور دیگر موضوع اصطلاحات ''منسوب'' کر کے ''معافی'' سے متعلق کیا ہے۔ ان کے نام بھی پیش کیے تھے۔ جواباً آقا ﷺ کی نوازشات کا شرف حاصل ہوا تھا۔

مفتی عبدالقیوم ہزاروی پر ظلم بعد از وصال

(حوالہ مفتی اعظم پاکستان نمبر ستمبر اکتوبر 2003ء صفحات 410 سے 412)

جعلی فتویٰ میں قابل اعتراض نکات

مفتی صاحب نے اپنی حیات میں مسئلہ ذنب پر ترجمہ اعلیٰ حضرت کی موافقت میں فتاویٰ دیے جو کہ مفتی صاحب کے اپنے ہاتھ کی تحریر ہے اور دارالافتاء کی مہر بھی لگی ہے۔ فتاویٰ منسلک ہیں جو اس کتاب میں اس من گھڑت کہانی سے مختلف ہیں۔

جعلی فتویٰ میں شرارتی لکھتا ہے

لفظ ذنب جو بظاہر گناہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور بلاشبہ قرآن مجید میں اس لفظ کی وضاحت رسول کریم ﷺ کی طرف کی گئی ہے۔

جواب:

1: یہ غلط ہے لفظ ذنب رسول کریم ﷺ کے لیے نہیں آیا۔ (لذنبک و من ذنبک

صفحہ 50 سے 58 تک)

2: رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے صفاح، غفار اور عفو بنایا ہے۔ (59)

3: رسول کریم ﷺ نبی التوبہ ہیں۔ (67-67)

4: فرمان رسول کریم ﷺ ہے۔

ان رسول الله غافر لكم سياتكم و كل ذنوبكم و يعفوعن مسيكم (95-97)

اسے انتشار طبع کی طرف منسوب کرنا صدیق ہزاروی کے شیطانی ذہن کی اپنی اختراع ہے (جیسا کہ مذکورہ آخری فتویٰ کی تحریری الفاظ ہیں)

ان مفسرین نے بھی مختلف اقوال لکھے ہیں مثلاً ''امت کے گناہ'' اپنے خاصوں کے گناہ تو پھر ان مفسرین کے ان اقوال کو کیوں نہ قبول کیا جائے۔ بجائے اس کہ گناہ رسول کریم ﷺ سے ہی منسوب کریں۔ اور خود گناہ حاصل کریں۔ (ہاں دیوبندی، وہابی مفسرین نے صرف ایک ہی قول لکھا ہے جو کہ لفظ گناہ ہے اور بدلے میں جہنم پائی ہے)

لکھتا ہے: ورنہ اسلاف کی مسلمہ حیثیت کو مجروح کرنا اور اپنی ناقص رائے کو مسلط کرنا بدقسمتی کے سوا کچھ نہیں۔

جواب نمبر 3:

پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلاف کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ نبی کریم ﷺ معصوم ہیں۔ اس لیے اس سے حیثیت کو مجروح کرنے والی بات بے معنی ہو جاتی ہے۔

ناقص رائے کے الفاظ کس شخص کے ہیں؟ یہ مفتی عبدالقیوم صاحب کے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان کا بھی اسی مسئلہ پر فتویٰ موجود ہے۔

اختلاف رائے جو کہ بہتر طرف ہے کو ''بدقسمتی'' کہنا یہ بھی اسی شخص کے ذہن کی اختراع ہے جو خود کسی بدقسمتی کی زد میں ہے۔

لکھتا ہے: اعلیٰ حضرت نے بھی ذنب کا معنی ترک افضل مراد لیا ہے۔ (مستفتی نے نہایت عرق ریزی سے حوالہ جات کو یکجا کیا ہے)

جواب نمبر 4:

مستفتی کون ہے؟ کون سا حوالہ چاہتا ہے؟ اعلیٰ حضرت نے کن مواقع پر ایسا کیا ہے؟ کیا ترجمہ قرآن کنزالایمان شریف میں ایک ہی آیت کے دو ترجمے کیے ہیں؟ ان باتوں کا جواب ضرور دینا ہے۔ بادی نظر میں یہ اعلیٰ حضرت پر بہتان ہے اور یہ مستفتی کی ناسمجھی کی پیداوار ہے۔ اور کیا یہ ترجمہ قرآن میں کیا ہے یا کسی دوسرے مقام پر۔

ترک افضل اور خلاف اولیٰ کیا ہیں (لذنبک و من ذنبک صفحات 107 سے 164 سھو، نسیان، خطاء، وہم، کوتاہی، خلاف اولیٰ، ترک افضل وغیرہ)

لکھتا ہے: علامہ احمد سعید کاظمی نے ترک اولیٰ (ترک افضل) مراد لیا ہے۔

جواب نمبر 5:

کاظمی صاحب نے ترجمہ صورۃً گناہ کیا۔ پھر فوت ہوئے۔ اب بیان کے کھاتے میں لکھا گیا ہے اور قیامت کو پتہ چلے گا۔ کاظمی صاحب کا فتویٰ ان کے اسی ترجمہ پر لاگو ہو رہا ہے۔

لکھتا ہے: دونوں تراجم باہم مطابق ہیں۔

جواب نمبر 6:

اس سے بڑی علمی غلطی اور کیا ہو گی اس بات کا پوسٹمارٹم دیوبندی خدام الدین نومبر 1999ء اگلے صفحات میں) پڑھ لیں تفصیل درج ہے۔ ذنب کا ترجمہ چاہے صورۃً گناہ کریں یا صورۃً ذنب۔ یہ قابل تاویل نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہی درست ہے۔

☆☆☆☆☆☆

JAMIA
NIZAMIA RIZVIA®

الجامعة النظامیة الرضویة

YOUR REF ______
OUR REF ______

DATE [illegible]

[illegible]

[illegible]
New Educational Complex, Sargodha Road, Sheikhupura
[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الجواب: ڈاکٹر محمد زبیر کی تقریر پڑھی اس میں انہوں نے آیت
لیغفر لک اللہ۔ ۔ ۔ پر تقریر میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کو غلط قرار
دیتے ہوئے گناہ کی نسبت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی، جو کہ غلط ہے
حالانکہ یہ ترجمہ صرف اعلیٰحضرت نے نہیں فرمایا بلکہ بہت سارے مفسرین نے بھی ترجمہ فرمایا
علامہ صاوی نے تفسیر صاوی میں اور علامہ سلیمان بن عمر العجیلی نے تفسیر جمل میں علامہ قرطبی
نے تفسیر قرطبی میں تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر غرائب القرآن میں
علامہ نظام الدین القمی النیشاپوری نے اور اسی طرح تفسیر روح البیان میں علامہ اسمٰعیل حقی
رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم نے اس آیت کے تحت یہ ترجمہ کیا ہے، جو کہ اکابر مفسرین کرام ہیں
تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے ان تمام اکابر کو غلط قرار دیا، حالانکہ ڈاکٹر صاحب
خود غلطی پر ہیں، اور ان کو رجوع کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔



مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۲۶-۱۲-۹۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خط مفتی محمد خان قادری صاحب...... السلام علیکم!

ماہنامہ ندائے اہلسنت جولائی 2002ء میں صفحہ 16 پر آپ کے ارشادات پڑھے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1: علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب ہمارے دور کے بہت بڑے عالم ہیں۔ ان کے خلاف اگر کوئی فوجی افسر کتاب لکھتا ہے تو وہ قابل توجہ نہیں۔ ہاں مولانا غلام مہر علی اگر اختلاف کرتے ہیں تو یہ غیر شرعی نہیں لیکن اس میں زبان خالص علمی اور شرعی احتیاط کے دائرہ میں ہونی چاہیے۔

بعض لوگ اپنے سابقہ مذہب سے رجوع کر چکے ہیں۔ تو دوسری بات ہے لیکن اگر اب بھی آپ پوری دیت کے قائل ہیں تو ایسے بڑے عالم کے نزدیک آپ گمراہ ہیں۔ اگرچہ آپ کی تقریر کا عنوان ''انفاق فی سبیل اللہ'' تھا لیکن یہ ارشادات یقیناً آپ کے تحت الشعور میں تھے جنہیں آپ زبان سے ادا کرنا چاہتے تھے اور موضوع کے ساتھ ربط نہ ہونے کے باوجود آپ نے بول دیئے۔

2: آپ کے ان ارشادات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ علم ایک خاص طبقہ کی اجارہ داری ہے۔ اور اسلام میں بادشاہت ہے۔ اور آپ کے انداز تقریر میں کچھ تکبر کا پہلو ٹپکتا ہے کہ مولانا غلام مہر علی اختلاف کرے تو غیر شرعی نہیں اور فوجی افسر کرے تو غیر شرعی ہے......!

3: آپ کے مفتی ہونے کے ناطے چند مسائل پر فتویٰ درکار ہے...... چونکہ آپ اپنے نام کے ساتھ مفتی لکھتے ہیں اس لیے آپ پر فتویٰ دینا لازم ہے۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ عالم کو اس بات کا علم ہو جو پوچھی جائے اور وہ نہ بتائے تو اس کا

علم روز قیامت آگ کا طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا...... اور دوسرا فرمان مبارک ﷺ یہ کہ جو شخص مجھ سے وہ بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے..... ان فرامین مبارک کی روشنی میں آپ سے مندرجہ ذیل مسائل پر فتوے درکار ہیں۔

نوٹ: اس خط اور سوالنامہ کی ایک کاپی اپنے ساتھ عنقریب مدینہ منورہ لے جا رہا ہوں اور بارگاہ رسالت میں ﷺ میں پیش کروں گا...... جیسے بندہ نے مسئلہ ذنب کے متعلق رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا جو کہ میری کتاب "لذنبک ومن ذنبک کے صفحہ اول پر درج ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ آپ نے اسے پڑھ کر تضحیک آمیز لہجے میں اس کا مذاق اڑایا ہو)

4: مفتی محمد خان صاحب جب عصمت رسول کریم ﷺ کا معاملہ ہو تو صرف اور صرف رسول کریم ﷺ کی عصمت کے محافظ ہی بڑے عالم ہوتے ہیں۔ اور جنہوں نے عصمت رسول کریم ﷺ پر نکتہ چینی کی ہو۔ اپنی خود ساختہ اصطلاحات کے تحت افعال مبارکہ پر ممتحن کی طرح پرچے پر نمبر لگائے ہوں۔ وہ بڑے عالم نہیں ہوتے۔ مفتی صاحب وہ جاہل ہوتے ہیں۔

(ب) بندہ کا کسی شخص کے خلاف کوئی ذاتی اختلاف نہیں۔ بندہ کے لیے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس، کمالات، معجزات اور عصمت مبارک کی پاسبانی کرنے والا ہی بڑا عالم ہے۔ اور جو مسٹر زبیر اور کاظمی صاحب کی طرح نکتہ چینی کرے اس کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا پورا پورا حق ہے (یعنی قرآن و احادیث کے دلائل کے ساتھ)

(ت) اللہ تعالیٰ نے دین کی سمجھ کے لیے مدرسوں میں باقاعدہ پڑھے ہونے کی شرط نہیں

رکھی۔ اگر آپ کو اس آیت کی سمجھ آجائے۔ فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ الاسلام اس کے لفظ من کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ گنگوہی، نانوتوی، دہلوی تھانوی وغیرہ بھی مدرسوں کے باقاعدہ پڑھے ہوئے تھے۔ لیکن انہیں دین کی سمجھ نہ آئی اور آپ لوگوں نے ان کے غلط عقائد کی بنا پر انہیں کافر قرار دیا۔ اس لیے ان کا باقاعدہ پڑھا ہونا ان کے کام نہ آیا۔

5: رسول کریم ﷺ جب کسی بے پڑھے بندے پر کرم کرتے ہیں تو اس بندہ سے مدرسہ کی سند نہیں دیکھتے۔ اس موضوع پر ہم ماضی میں آپ کے دفتر میں گفتگو کر چکے ہیں اور بقول آپ کے یہ رسول کریم ﷺ جس سے کام لینا چاہیں اسے سب کچھ یعنی علم کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتے ہیں۔ یہ بھی آپ کو یاد ہو گا کہ پھر آپ نے مجھے طلباء کی کلاس سے خطاب کرنے کی دعوت دی تھی اور میں نے خطاب بھی کیا تھا جو کہ سراہا گیا۔ اس وقت تو آپ نے مجھے نہایت قابل توجہ سمجھا تھا اور اب کہہ رہے ہیں کہ قابل توجہ نہیں تو.....

سوال: کیا آپ اس وقت منافقت کر رہے تھے؟ یا اب کر رہے ہیں؟

(ب) آپ کا تو یہ حال ہے کہ میں نے اپنی کتاب بنام "سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا (پہلا ایڈیشن) لکھی تو اس میں جو خط آپ نے عربی ترجمہ کر کے شاہ فہد کو لکھا تھا۔ اس کے متعلق صرف نجدیوں کے بد عقائد کی وجہ سے اظہار نفرت کیا تھا اور خط میں جو القابات شاہ فہد کو لکھے تھے ان پر بندہ نے نکتہ چینی کی تھی۔ لیکن ذرا بعد بندہ نے فون پر آپ سے اس معاملے میں بات کی تو اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ "کاش ہم میں بھی ایسا عشق رسول ﷺ پیدا ہو" مجھے اچھی طرح یاد ہے اور آپ کو بھی یقیناً یاد ہوگا۔

سوال: کیا آپ کے یہ الفاظ حقیقت پر مبنی تھے یا پھر وہی منافقت تھی؟

6: اب چند سوالات پیش خدمت ہیں

ا) کیا اسلام میں چودھراہٹ ہے؟ (یہودی اور عیسائی پادری تو جنت کے ٹکٹ دیا کرتے تھے)

ب) کیا دین کے علم کا حامل ہونے کے لیے باقاعدہ مدرسوں میں پڑھنا ضروری ہے اور کیا مدرسوں کے بغیر دین کا علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

ت) کیا کئی ایسے اشخاص نہیں ہوئے جو قاعدہ مدرسہ کے پڑھے ہوئے نہ تھے لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا کیا جن کے حوالے آج بھی علم کی کتابوں میں ملتے ہیں؟

ث) کیا آپ رسول کریم ﷺ کو حیات مانتے ہیں اور کیا رسول کریم ﷺ آج کے دور میں ایسے شخص کو جو بقول آپ کے مدرسہ کا پڑھا نہیں دین سے متعلقہ احکامات دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج) کیا شہنشاہ ولایت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اسی طرح کے احکامات اسی قسم کے شخص کو دے سکتے ہیں؟

نوٹ:

1) آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ جو کچھ آپ مدرسوں میں آٹھ دس سال میں پڑھاتے ہیں۔ وہ سب کمپیوٹرائز ہو چکا ہے۔ بندہ نے مدینہ منورہ دو سال قیام کے دوران ایسے دینی سینٹر دیکھتے ہیں کہ کسی بھی موضوع پر اپنی مطلوبہ بات کمپیوٹر میں ڈالو تو اس کا جواب سکرین پر مل جاتا ہے اور ساتھ ہی پرنٹ بھی نکال لیں۔ مثلاً معاملہ

ذنب کے متعلق لفظ ذنب Feed کریں تو جواباً اس سے متعلقہ قرآنی آیات......
تمام احادیث پاک...... پھر راوی حضرات کہ متعلق کہ کون تھا وغیرہ وغیرہ۔ سب
تفصیل مل جاتی ہے۔ یہ باتیں اب منٹوں میں حل ہو جاتی ہیں آپ سالوں کی بات
کرتے ہیں۔ لیکن یہ بات آپ کی سمجھ نہیں آئے گی کیونکہ پتہ چلا ہے کہ آپ تو
پرائمری پاس بھی نہیں ہیں اور اگر ہوں تو سند دکھائیں)

2) ہاں اہم بات عربی زبان پڑھنے کی ہے تا کہ قرآن واحادیث کی درست سمجھ آ جائے۔
بندہ تو سکول کالج یونیورسٹی کی سطح تک عربی زبان کا طالبعلم رہا۔ پھر مدینہ منورہ میں دو
سال قیام کے دوران نجدی علماء سے بھی کبھی بحث کیا کرتا تھا؟

سوال: آپ نے کیا سکول، کالج اور یونیورسٹی کی سطح تک عربی زبان کی تعلیم حاصل کی ہے؟
اور کب......؟

7: اب میں ان مسائل کی طرف آتا ہوں جن پر آپ سے بطور مفتی فتویٰ درکار ہے۔

ا) رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک دوبارہ دہراتا ہوں کہ جس نے میری طرف وہ بات
منسوب کی جو میں نے نہیں کی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے...... اس فرمان کی روشنی میں
ایک سوالنامہ منسلک ہے۔ جو کہ میری کتاب لذنبک ومن ذنبک کے ہر ایڈیشن میں تھا۔
لیکن کسی مفتی نے اس کا جواب آج تک نہیں دیا۔ یہ زبیر حیدر آبادی کی تقریر کا متن
ہے۔ اس میں جو الفاظ اس شخص نے ادا کیے ان کے متعلق اگر احادیث مبارکہ ہیں تو
وہ بتا دیں...... یا پھر فتویٰ دیں کہ ایسا شخص جو رسول کریم ﷺ سے ایسی باتیں منسوب
کر رہا ہے جو آپ ﷺ نے نہیں کیں تو شرعی طور پر کیا ہے؟

ب) مولوی احمد سعید کاظمی کی تفسیر البیان میں آیات ذنب کا ترجمہ جسے دیوبندی رسالہ
خدام الدین 5 نومبر 1999ء میں اسے یہ سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے کہ یہ ترجمہ سابقہ

علمائے دیوبند کا ہے۔ اور سابقہ علمائے دیوبند کے تمام تراجم کو گمراہی قرار دیا جاچکا ہے۔۔۔۔۔ اس کے متعلق آپ سے بطور مفتی فتویٰ درکار ہے۔

ت) مقالات کاظمی ج میں باب عصمت الانبیاء میں جو باتیں کاظمی صاحب نے بولیں وہ سب ریکارڈ ہو چکی ہیں۔ نامہ اعمال میں جو کہ وقت نزع لپیٹ دیا گیا تھا۔ کیا اب اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے؟ فتویٰ درکار ہے؟

جو باتیں ان کے منہ سے نکلیں وہ یہ ہیں (ویسے آپ بخوبی جانتے ہیں صرف یاددہانی کے لیے تاکہ فتویٰ دینے میں آسانی ہو)

1) رسول کریم ﷺ نے صغیرہ، سہو اور خلاف اولیٰ کاموں پر اعتراف ظلم کر کے استغفار کیا۔

2) بعض واقع ایسے بھی ہوں گے جہاں موقع محل کی نسبت سے ان افعال کو صدور صغیرہ سہو قرار دیا جائے گا۔

سوال:

رسول کریم ﷺ کے افعال مبارکہ کے متعلق ممتحن کی طرح امتحانی پرچے پر نمبر لگانے والا کاظمی کون ہوتا ہے؟ اس میں ''قرار دیا جائے گا'' بہت خطرناک الفاظ ہیں۔ اس پر غور کریں اور بتائیں کیا یہ گستاخی نہیں؟

ث) بندہ کی کسی کاظمی سے کوئی ذاتی مخالفت نہیں میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں لیکن جب اس کی تقریروں اور تحریروں میں گستاخی رسول کریم ﷺ نظر آئے تو پھر میرا حق بنتا ہے کہ میں اس کے خلاف جہاد کروں۔ مفتی صاحب آپ چاہیں تو رسول کریم ﷺ کو پیچھے کر دیں اور کاظمی کو آگے لے آئیں جو کہ آپ کر رہے ہیں اور یہی بات روز قیامت آپ کے لیے گرفت کا باعث ہوگی۔ انشاءاللہ

ج) کاظمی صاحب کے متعلق اور علمائے کرام نے بھی لکھا ہے۔ مولوی ابوداؤد محمد صادق گوجرانوالہ نے ماضی میں 1960ء میں مسئلہ تکفیر قائل فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جبریل علیہ السلام اپنی کتاب افضل التقریر میں جو کچھ لکھا ہے وہ پڑھیں۔ چالیس علمائے کرام بمع محدث اعظم حضرت علامہ سردار احمد صاحب نے کاظمی کے خلاف فتوے دیئے (یہ کتاب اصل حالت میں میرے پاس موجود ہے)

ح) مولوی اقتدار احمد نعیمی بن احمد یار نعیمی صاحب نے کاظمی صاحب کے سماع مزامیر کے متعلق جو کچھ لکھا ہے فتاویٰ نعیمیہ ج 2 ص 31 تا 36 ریکارڈ پر موجود ہے (اگرچہ پسران کاظمی و مریدان کاظمی و نے اسے مقالات کی نئی اشاعت میں سے اسے نکال دیا ہے۔ لیکن کراما کاتبین کے ریکارڈ پر ہے۔ پھر بھی کاظمی صاحب آپ کے دور کے سب سے بڑے عالم ہیں۔

8: آپ کے متعلق پتہ چلا ہے کہ آپ بطور مفتی کتابوں میں ایسے ایسے الفاظ ڈھونڈتے ہیں جن سے آپ ﷺ کی اہانت ثابت کریں (معاذ اللہ) اور لوگ آپ کو بہت بڑا عالم اور مفتی کہیں...... اس زعم سے نکلنے کی کوشش کریں۔ کسی دوسرے کو اتنا حقیر نہ سمجھیں کہ اس کی بات قابل توجہ نہیں...... علم یہ کسی کی اجارہ داری نہیں یہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی عطا ہے...... آپ نے اکثر اپنی نجی محفلوں میں ذکر کیا ہے کہ کرتل کیوں لکھتا ہے اس کا تو یہ فیلڈ نہیں...... اس کا جواب بڑی تفصیل سے بندہ نے لذنبک و من ذنبک میں دیا ہے۔ اسے پڑھیں۔

ا) کاظمی صاحب کے شاگردوں اور مریدوں کا یہ حال ہے کہ اقبال سعیدی نے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان من گھڑت مکالمے شائع کیے ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے سامنے بمقتضائے عبودیت رسول کریم ﷺ نے اپنے کسی فعل کو کئی اعتبار سے آپ کو

وہ بظاہر اچھا نظر نہ آتا ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش کرنے کے لیے کلام معجز میں ایسا جملہ ارشاد فرمایا ہو۔ کہ آپ کو جو بظاہر آپ کے افعال سے ترک اولیٰ او خلاف احسن نظر آتا ہے۔ ہم آپ کے اطمینان کے لیے اسے بھی معاف کر دیتے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)

سوال:

ا) مفتی صاحب اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان کیا کبھی ایسی بات چیت ہوئی ہے تو اس کا حوالہ دیں اور اگر نہیں ہوئی تو پھر شرعی طور پر ایسا کرنا کیا ہے؟ اس پر فتویٰ درکا ہے؟

ب) ماہنامہ السعید اپریل 2000ء میں سعیدی مولویوں نے عبس وتولی کو رسول کریم ﷺ کا ناپسندیدہ فعل قرار دیا اور اسے رسول کریم ﷺ کی لاعلمی بتایا (انا اللہ و انا الیہ راجعون)

سوال:

کیا رسول کریم ﷺ ناپسندیدہ فعل کر سکتے ہیں (معاذ اللہ) جب اللہ تعالیٰ اعلان کرے اسوۂ حسنہ مفتی صاحب کیا یہ کہنا جائز ہے؟ اگر ہے تو کس رو سے؟ کیا یہ رسول کریم ﷺ کی توہین نہیں۔ (یہ تو آپ کو بھی معلوم ہوگا کہ ہارون الرشید کے دستر خوان پر کسی درباری نے کدو شریف سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا تھا تو امام ابو یوسف نے فتویٰ دیا تھا کہ یہ توبہ کرے ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے۔ آپ اپنے نام کے ساتھ مفتی لکھتے ہیں تو امام یوسف کی پیروی کریں اور مفتی کے منصب کو نبھائیں۔

10: اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ رسول کریم ﷺ سہو سے پاک ہیں۔ میری

کتاب میں اسلاف کے حوالے ہیں کہ سہو کا مرتکب متقی نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ کیوں سہو کے قائل ہو کر کاظمی کی تقلید کر کے اپنی زندگی کی محنت کو برباد کر رہے ہیں (حالانکہ عقائد میں تقلید نہیں) یہ عقیدہ اہلسنت کا ہے معتزلہ کا نہیں جو آپ کہتے ہیں۔

11: ناخلف جانشینوں کی جھوٹی مشیخیت کے خلاف جہاد کرنے کا حکم رسول کریم ﷺ نے دیا ہے (لذہبک دمن ذہبک صفحہ 338-339) اس میں لفظ من تین بار آیا ہے۔ یعنی جو بھی جہاد کرے۔ کیا آپ یہ بتائیں گے کہ اس میں باقاعدہ پڑھے ہوئے کا مطلب کہاں سے آگیا...... اگر ایسا ہوتا تو پھر رسول کریم ﷺ کی شان اقدس کے خلاف اس ہندو راج پال کی کتاب جو کہ گستاخیوں سے بھری پڑی تھی اس وقت مولوی لوگ غازی علم الدین شہید کو روک دیتے کہ تم تو باقاعدہ پڑھے ہوئے نہیں ہو۔ تمہارا کیا کام......؟ یہ تو باقاعدہ پڑھے ہوئے ہم جیسوں کا کام ہے۔ لیکن یہ باقاعدہ پڑھے ہوئے لوگ بس باتیں ہی کرتے رہ گئے۔ اور رسول کریم ﷺ کی نظر رحمت ایک ایسے شخص پر پڑی جو مدرسوں کا پڑھا ہوا نہ تھا۔ مفتی صاحب کچھ سمجھ میں آئی یہ مثال......؟

12: حضرت مولانا ذوالفقار علی رضوی سانگلہ ہل کے تاثرات تو آپ نے پڑھ لیے ہوں گے خصوصاً جو مولوی اشرف سیالوی اور مسٹر زبیر کے درمیان والا معاملہ اور آپ کے بڑے عالم کے متعلق...... بندہ نے مولانا ذوالفقار علی سے پوچھا تھا کہ یہ جو کچھ آپ لکھ رہے ہیں یہ حق ہے۔ ورنہ روز قیامت آپ سے بھی اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ میں سٹپٹا گیا کہ اگر ایسا بھی ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ نے مجھ پر بن مانگے کرم کیا اور مدرسہ میں پڑھنے نہ دیا اور بغیر سند کے عطا کر دیا۔ یہ جان کر کہ یہ لوگ اب اپنے نام کے ساتھ شیخ الحدیث بھی

لکھ رہے ہیں۔ دعا کی یا اللہ پاک تو اپنے محبوب ﷺ کے دین کی حفاظت کر...... اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے گستاخوں کو ننگا کر دیتا ہے جو کہ سب کے سامنے ہو رہا ہے!

13: مفتی صاحب بندہ نے اپنی گزارشات کو علمی دائرے تک محدود رکھا ہے تا کہ آپ کو ان کے جوابات دینے میں آسانی ہو۔ وہ باتیں میں نے ابھی تک نہیں لکھیں جنکو اخلاقیات میں کردار کہا جاتا ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو انشاء اللہ آپ کے کردار کا باب بھی کھولا جائے گا پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ اگلے پچھلے گناہ کیا ہوتے ہیں؟ کتنی بد عقیدگی ہے کہ اپنے اگلے پچھلے گناہ کے حامل لوگ رسول اللہ ﷺ کے افعال مبارکہ پر نکتہ چینی کر کے یا اصطلاح آپ ﷺ سے منسوب کر رہے ہیں (انا للہ و انا الیہ راجعون)

14: مولانا غلام مہر علی صاحب نے بتایا کہ مولوی محمد خان قادری میرے پاس چشتیاں تشریف لائے۔ اور وہ اس معاملے میں ہمارے ساتھ متفق ہیں یہ بات تقریباً بیس سے زائد لوگوں میں آپ نے کی...... میری کتاب ادھا مولوی زیر تکمیل (Under process) ہے اگر آپ مستند ثبت میں غلام مہر علی صاحب اور میرے ساتھ متفق نہیں تو آپ کے بارے میں آپ کی کتابوں میں اور آپ کے ماضی (مفتی صاحب اتنی طلسماتی کہانیاں آپ کے دامن سے وابستہ ہیں جن کا تعلق دور منہاج القرآن اور چار کے ٹولے سے ہے) سب انشاء اللہ بیان کی جائیں گی)

15: آپ کہتے ہیں کہ میں قابل توجہ نہیں جبکہ میرے بارے میں مولانا غلام مہر علی، مولانا ذوالفقار رضوی، مولانا محمد فیض احمد اویسی صاحب جو کہ لکھتے ہیں مکہ کرش صاحب آپ کی خدمات قلمی نہایت ہی قابل قدر رہی ہیں بلکہ آپ کے تشریحی خدمات آب ذر

سے لکھنے کے لائق ہیں انشاء اللہ یوم آخرت ان کا بہتر صلہ ملے گا۔ کوئی لکھتا ہے قربان جائیں کرنل مدنی عاشق مدینہ کرنل انور مدنی کا...... کوئی لکھتا ہے "نرگس اپنی بے نوری پہ ہزاروں سال روتی ہے...... بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا...... مفتی صاحب پچھلے چار سال میں جب سے میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں تقریباً چالیس ہزار خطوط ملک اور بیرون ملک سے علمائے کرام مشائخ عظام، دانشور اور بزرگان اہلسنت سے آئے ہیں جو لکھتے ہیں کہ آپ کا علم، وسعت مطالعہ اور عشق رسول کریم ﷺ اور دینی کام کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ علم مدنی کی عطا ہے۔ مفتی صاحب یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں یا آپ جھوٹ بولتے ہیں۔ خدارا عالم دنیا کو دونوں آنکھوں سے دیکھنے کی عادت ڈالیں۔

16: مفتی صاحب جس چیز کے لیے عرصہ دراز سے آپ کوشاں ہیں (اس کی بنیاد پر مجھے 46 سالہ فرد شناسی کا وسیع تجربہ ہے) یعنی دنیاوی مہرہ کسی تنظیم کا...... جس کے لالچ میں کبھی سعیدیوں کی تعریف...... کبھی زبیر کو بلوا کر اپنے مدرسہ میں اس سے لیکچر کرواتے ہیں تاکہ اسے سیڑھی کے طور پر استعمال کر کے نورانی میاں کے قریب ہوں۔

17: آپ کو میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ دنیاوی جاہ جو کہ فانی ہے کے لالچ میں اپنا عقیدہ خراب کرنے کی بجائے رسول کریم ﷺ کی غلامی اختیار کریں۔ تاکہ دونوں جہانوں میں آپ کو کامرانی ملے۔

18: آخر میں عرض ہے کہ میں نے عشق رسول کریم ﷺ کا باب نہیں کھولا کیونکہ وہ آپ کی سمجھ سے بالاتر ہے اگر آپ میں سمجھ ہوتی تو آپ کو زندگی میں جگہ جگہ دھکے نہ کھانے پڑتے (جامعہ نظامیہ سے واپس رحمانیہ مسجد میں بطور مولوی براستہ منہاج

القرآن...... کبھی ڈاکٹر اسرار احمد کے چرنوں میں اور دیگر بدعقیدہ لوگوں کی مجالس میں...... استغفر الله العظیم من هذه العادة القبیحة) اگر آپ میں بصیرت کی کرن ہوتی تو کبھی بھی نجی محفلوں میں بندہ کی غیبت نہ کرتے۔ کہ کرنل کیوں لکھتا ہے۔ اس کا تو یہ فیلڈ نہیں وغیرہ...... غیبت کرنے سے میرے گناہ جھڑ رہے ہیں اور آپ کے کھاتے میں پڑ رہے ہیں...... کیا خیال ہے...... ؟ حضرت سلطان باھوؒ کے اشعار لکھ رہا ہوں (اپنی جھوٹی انا کے خول سے باہر نکل کر سمجھنے کی کوشش کریں)

غوث قطب ارے اریے عاشق جان اگیرے ھو
جیری منزل عاشق پہنچن اوتھے غوث نہ پاندے پھیرے ھو
عاشق وچ وصال دے رہندے جہاں لا مکانی ڈیرے ھو
میں قربان تنہاں تو باھو جہاں ذا توں ذات بھریرے ھو

سوال:

مفتی صاحب...... ! کیا آپ بتائیں گے کہ سلطان العارفین حضرت باھوؒ اور حضرت عبدالعزیز دباغ صاحب اب کب اور کونسے مدرسے میں باقاعدہ پڑھے تھے؟

19: دوبارہ مخلصانہ مشورہ دے رہا ہوں کہ رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس، کمالات، جمالات، معجزات اور عصمت مبارک اور افعال مبارکہ میں نکتہ چینی نہ کریں۔ دنیا اور آخرت برباد ہونے سے بچائیں۔

فقط مخلص

بندہ رسول کریم ﷺ

کرنل (ر) محمد انور مدنی

مفتی محمد خاں ''قادری'' کا لیبل استعمال نہ کریں

مجاہد اسلام: پیر محمد افضل قادری کی زیر پرستی ماہنامہ ''آواز اہلسنت'' گجرات اپریل کے اداریہ میں بعنوان:

''مفتی محمد خاں قادری کا گمراہ کن اور اشتعال انگیز فتویٰ''

رقمطراز ہیں کہ'' کچھ دنوں سے شیعہ مذہب کے لوگ مفتی محمد خاں قادری لاہور کا ایک فتویٰ خوب شائع کر رہے ہیں۔ اس فتویٰ میں (مخالفین صحابہ کرام) اثنا عشری شیعہ مذہب کے لوگوں......کو غیر مشروط طور پر مسلمان قرار دیا گیا ہے۔'' ❁ پھر اس نام نہاد فتویٰ کے مضمرات پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے اور آخر میں بدین الفاظ مفتی صاحب سے گزارش کی گئی ہے کہ'' وہ اپنے اس اسلام شکن فتویٰ سے رجوع کریں اور علانیہ توبہ کر کے تمام شرعی تقاضے پورے کریں۔''

مفتی محمد زبیر سیالوی نے بھی ایک پمفلٹ '' خطرے کے گھنٹی'' میں مفتی محمد خاں کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے اور یہ تحریر فرمایا ہے: ❁ بھولے بھالے سنی بھائیو! یہ شخص ایک عرصہ تک سنی بریلوی بن کر ہماری جڑیں کاٹتا رہا۔ وہابیہ دیوبندیہ سے کھلم کھلا ملنا اور ان کے پروگراموں میں جا کر ان کی قصیدہ خوانی کرنے کو کون نہیں جانتا؟ مفتی محمد خاں قادری کا یہ بھی مؤقف ہے کہ بغیر داڑھی یا چھوٹی داڑھی والا امام مقرر کیا جا سکتا ہے۔ (جب کہ فتاویٰ رضویہ میں یہ فتویٰ دیا گیا ہے کہ داڑھی منڈانے کترانے والے کو امام بنانا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔) ❁ اس شخص (مفتی محمد خاں) کا اہل سنت سے کوئی تعلق نہیں یہ وہابیوں دیوبندیوں اور شیعوں کا ساتھی ہے۔'' (ملخصاً)

مفتی محمد خاں: بعض اوقات اپنے ''محقق العصر'' ہونے کے گھمنڈ میں مقلد ہونے کے باوجود غیر مقلدانہ گفتگو کرنے لگتے ہیں اور بظاہر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مداح و عقیدت مند ہونے کے باوجود ''فتاویٰ رضویہ'' کے برعکس راہ اختیار کرتے ہیں۔ ﴿﴾ اب انھوں نے مخالفین صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ راہ و رسم بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ چنانچہ 4 اپریل کے روزنامہ پاکستان میں شائع شدہ ایک تصویر میں وہ مخالفین صحابہ کی ایک ''رسم قل'' میں نمایاں نظر آ رہے ہیں۔ ﴿﴾ نامعلوم ان کے ساتھ مفتی صاحب کو کون سا تعلق خاطر ہے۔ جس کی بناء پر وہ مخالفین صحابہ کی تقریب میں رونق افروز ہیں اور ان کے ختم و دعا میں شامل ہیں۔ ﴿﴾ نہ انھیں فوٹو بازی کے گناہ میں ملوث ہونے کا ڈر ہے، نہ دوسروں کے لیے فوٹو بازی کے گناہ کی دلیل جواز بننے کا اندیشہ ہے اور نہ ہی مخالفین صحابہ کرام کے ساتھ مراسم و معاملات کی قباحتوں کا کوئی خوف و خطرہ ہے۔ ﴿﴾ معلوم نہیں بڑھاپے کے اس دور میں اس دور میں مفتی صاحب اتنے بے خوف و آزاد خیال کیوں ہو گئے ہیں کہ انھیں نہ اپنی منصبی ذمہ داری کی کوئی پروا ہے نہ آخرت کی باز پرس کا کوئی خیال ہے۔ حالانکہ ایک عالم و مفتی کو تقویٰ و تقویٰ کا اعلیٰ نمونہ ہونا چاہیے۔ ﴿﴾ اب مفتی صاحب کی یہ جسارت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ انھوں نے باقاعدہ فتویٰ جاری کر دیا ہے کہ اثنا عشری شیعہ مسلمان ہیں۔ ان کے ساتھ اختلافات فروعی ہیں نہ کہ بنیادی اور ان سے کے ساتھ نکاح شادی وغیرہ کرنا جائز ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

مجمل جواب: چاہیے تو یہ تھا کہ مفتی صاحب اپنے خود ساختہ غلط فتویٰ پر متنبہ ہونے پر توبہ کرتے اور اس سے رجوع کرتے۔ مگر افسوس کہ انھوں نے اپنی ضد اور انانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے رسالہ میں بات کو ٹالنے اور گول مول مجمل و مہمل جواب دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں: ''اگر ہماری کسی تحریر سے خدانخواستہ ہمارے مذکورہ موقف کے خلاف کوئی مفہوم نکل سکتا ہے تو ہم اس سے اعلان برأت کرتے ہیں۔'' (ماہنامہ سوئے حجاز مئی 2005ء) جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس کا اظہار ...

بہر حال: جب انھوں نے علانیہ صریح طور پر شیعہ اثنا عشریہ کے گستاخانہ عقائد کے باوجود مسلمان قرار دیتے ہوئے ان کے تمام معاملات کو جائز قرار دے کر مذہب حق اہل سنت و اکابر اہل سنت سے انحراف کیا ہے تو انھیں چاہیے تھا کہ وہ ماہنامہ ''آواز اہل سنت'' نے جو مطالبہ کیا ہے اس کے مطابق توبہ ورجوع کرتے۔ ﴿﴾ مگر یہ عجیب بات ہے کہ نہ انھوں نے مذکورہ فتویٰ کا انکار کیا ہے اور نہ ہی توبہ نامہ شائع کیا ہے اور ایک گول مول اور مجمل ومہمل اعلانِ برأت سے خلاصی حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ وہ اس طرح ہرگز بریٔ الذمہ نہیں ہو سکتے انھیں چاہیے کہ وہ اپنے مذکورہ فتویٰ سے صریح طور پر رجوع کریں اور پوری وضاحت کے ساتھ اس پر معذرت واس سے اظہار برأت کریں۔ یا پھر اپنے نام کے ساتھ ''قادری'' کا لیبل استعمال نہ کریں۔ غنیۃ الطالبین پڑھیں۔

رضائے مصطفےٰ

حضرت غوث اعظم کے گستاخان کا کارنامہ

گستاخانہ کتاب

حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ

(از مولوی محمد احمد بصیر پور اوکاڑہ) کا پس منظر و پیش منظر

قارئین کرام:

1: حضرت سیدنا غوث الاعظم کے قول مبارک "قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ" کے منکر مولوی محمد احمد بصیر پوری نے میاں جمیل احمد شرقپوری کے حکم کے مطابق (ص 26) حضور غوث اعظم کی شان اقدس میں تنقیص و توہین سے بھری ہوئی کتاب لکھی ہے

2: ایک اور گستاخ مولوی غلام قطب الدین گڑھی شریف نے موصوف کو اس کتاب کے لکھنے پر اکسایا اور یہ کتاب منظر پر آگئی۔ حالانکہ موصوف کے لہجہ میں جارحیت اور گستاخی بہت عیاں ہے۔ جس کا اقرار گستاخ نے بھی اپنی تحریر میں کیا ہے (ص 37)

3: مولوی اشرف سیالوی نے جو تقریظ لکھی ہے وہ بھی علم سے عاری ہے۔ اس کی گستاخی کا پوسٹ مارٹم اگلے صفحات میں ملے گا۔ کیونکہ یہ گستاخ غوث اعظم ہی نہیں، گستاخ رسول کریم ﷺ بھی ہے وہ ایسے کہ مسئلہ ذنب میں جب بندہ نے حیدر آبادی زبیر کی گرفت کی (جو کہ اس شر کا شاگرد تھا بچپن میں) تو سیالوی مولویوں کے نامزد کردہ ہونے کے ناطے زبیر کی تمام تر گستاخیوں بشمول لفظ گناہ کی تکرار جو رسول کریم ﷺ

سے منسوب کیا گیا اور بشمول من گھڑت احادیث اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ
کے درمیان من گھڑت مکالے......اس گستاخ شر نے اپنے بچپن کے شاگرد زبیر کو
بری کر دیا......اس طرح رسول کریم ﷺ ......کی گستاخی کا ارتکاب کر کے جہنم کو اپنی
منزل بنایا۔

4: اگرچہ اس کتاب کے کئی عدد رد لکھے جا چکے ہیں جو کہ ایک فطری عمل ہے یعنی جب حق
کے خلاف کوئی ناحق آواز اٹھے تو یقیناً اس ناحق کو ختم کرنے کے لیے حق کی طاقتیں
غالب آجاتی ہیں۔ بندہ کی کتاب بھی اس ردعمل کا فطری نتیجہ ہے۔

5: اشرف سیالوی کا اقرار: مولوی اشرف سیالوی اپنی تقریظ میں دو باتوں کا اقرار کر رہا
ہے۔ اور پھر اس کے باوجود اپنی خباثت کی وجہ سے آگ کے گڑھے میں گر گیا ہے۔

(الف): ص 39 پر لکھتا ہے ”حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث صمدانیؒ کو ان کے عظیم
مجاہدات و ریاضات کی بدولت اور کامل تر استعداد اور اہلیت کے طفیل عظیم ترین مقام
پر فائز فرمایا۔

(ب): گستاخی کا اقرار: لکھتا ہے بعض جگہ الفاظ میں شدت آگئی ہے اگرچہ جواب آں غزل
کے طور پر ہی سہی......

قارئین کرام:

یہ شخص اسے غزل کے جواب میں غزل ہی سمجھ رہا ہے۔ اس بے بصیرت کو یہ پتہ نہیں
کہ یہ معاملہ اس ہستی کا ہے جسے رسول کریم ﷺ نے سات مرتبہ لعاب دہن عطا کیا اور
شہنشاہ ولایت مولا علیؑ نے چھ دفعہ لعاب دہن عطا فرمایا۔ اس گستاخانہ جواب کو جواں آں
غزل کہنا اس کی بدبختی کا اظہار ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ”بعض لوگ زندگی

پھر جنتیوں والے کام کرتے ہیں پھر ان کا نوشتہ قدر سامنے آجاتا ہے اور وہ دوزخیوں والے کام کرتا ہے جو بالآخر اسے دوزخ میں لے جاتا ہے" اور یہ قول رسول کریم ﷺ حق ہے اور اس بدبخت پر لاگو ہو رہا ہے۔

غوث اعظمؓ کے قول کی حقیقت

غوث:

ولایت کے مدارج میں بلند ترین پوسٹ (Post) ہے اور جب غوث اعظمؒ پکارا جائے تو پھر کچھ شک نہیں رہتا کہ اولیائے کرام کا سردار ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

لفظ "ولی" کی اصطلاح بہت وسیع تر ہے۔ تمام انبیاء کرام وصحابہ کرام و آئمہ کرام بھی ولی ہیں بلکہ قرآن حکیم میں تو اللہ تعالیٰ نے خود کو ولی کہا ہے۔ اس لیے یہ ہستیاں ولی کی اصطلاح میں قول غوث اعظم کی رو سے نہیں آتیں کیونکہ ان کے تعارفی نام علیحدہ ہیں۔ اس لیے یہ ہستیاں اس قول سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کے علاوہ عرف عام میں باقی سب اولیائے کرام ہیں۔ جو کسی بھی زمانے میں ہوں۔

سوال: اگر صرف وہ ولی جو غوث اعظم کی حیات تا وفات تک تھے تو پھر اس قول کی کیا ضرورت تھی

جواب:

اگر اس سے مراد صرف وہ ولی حضرات جو حضرت غوث اعظم کے ہم عصر تھے تو پھر اس قول کی ضرورت ہی نہ تھی۔ کیونکہ آپ غوث اعظم ہونے کے ناطے سب ہم عصروں سے تو افضل تھے ہی۔

قول مبارک کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ

رسول کریم ﷺ نے جو راہ ولایت متعین کی ہے (جس کا ذکر اگلے صفحات میں ہے) اس کے مطابق صحابیت و آئمہ کرام کے بعد ولایت ہی ولایت ہے یعنی قادریت ہی قادریت ہے۔

لکھتا ہے: آپ تا حیات سکر و حال ہی رہے آخری انفاس میں عبدیت کی کی طرف رجوع ہوا

جواب:

(1) اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ اپنی زندگی میں عبدیت کی طرف سے غافل رہے (معاذ اللہ) یہ بہت بڑی گستاخی ہے اور بہت بڑا بہتان ہے۔ جو مولوی بصیر پوری نے باندھا ہے۔

(2) سکر و حال کی کیفیت ہی میں جس میں حق کے اسرار و رموز سے پردہ اٹھتا ہے اور ولی اللہ کی زبان پر وہ الفاظ آجاتے ہیں جو ہو سکتا ہے عام حالت میں نہ ادا ہوں۔ بات ہے ذرا سمجھ کی......!

لکھتا ہے: آپ کا یہ قول بوجہ سکر و حال ہوا نہ کہ باامر الٰہی (وحی)

سوال:

کیا اولیائے کرام (معاذ اللہ) کذاب ہوتے ہیں کہ جب سکر و حال میں ہوں تو جو کچھ کہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی یا وہ اقوال بے معنی ہوتے ہیں۔

جواب:

1: ایسا لکھنا غوث اعظمؓ کی ذات اقدس اور اوصاف حمیدہ کی توہین ہے۔

2: غوث اعظمؓ نے بواسطہ مولا علیؓ اور رسول کریم ﷺ جو کچھ فرمایا وہ امر الٰہی ہی تھا۔ اور وحی کے چار طریقوں میں سے ایک طریقہ "القا" ہی تھا۔ اور یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وحی بذریعہ جبریل ختم ہو چکی ہے۔ جو انبیائے کرام کے لیے مختص ہے۔

3: مندرجہ بالا جوابات اگر اس گستاخ مولوی کو سمجھ نہ آئیں تو اس کی کم علمی اور بے بصیرتی ہے۔

4: حالانکہ اس گستاخ مولوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ولی سچا ہوتا ہے سدا [illegible] ہوتا۔ گویا کہ اپنی ہی تحریر میں متضاد دلائل دیتا ہے جو اس کے موقف کے دلائل کو کمزور کرتے ہیں۔

ولایت کا راستہ یہ ہے

شہنشاہ رسالت ﷺ اور شہنشاہ ولایتؓ پھر غوث اعظمؒ

(16 شوال 521ھ بمطابق 1127ء)

حضرت شیخ عبدالرزاق، شیخ عبدالوہاب، شیخ کیمانی اور شیخ بزاز سے روایت ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر نے وعظ کے دوران منبر پر بیٹھے ہوئے فرمایا کہ نماز ظہر سے پہلے مجھے رسول کریم ﷺ کا دیدار ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے بیٹے تم کلام کیوں نہیں کرتے"۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک عجمی مرد ہوں، بغداد میں فصحاء عرب کے سامنے کیسے تقریر کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم منہ کھولو...... تب میں نے اپنا منہ کھولا۔ آپ ﷺ نے میرے منہ میں سات مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا لوگوں کے سامنے وعظ کرو اور ان کو اپنے رب کی عمدہ حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور منبر پر بیٹھا میرے پاس بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے تو میں گھبرا گیا۔

آمد حضرت علی رضی اللہ عنہ:

تب میں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ کو دیکھا کہ وہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ "اے فرزند تم کلام کیوں نہیں کرتے" میں نے عرض کیا اے باپ میں بہت گھبراتا ہوں پھر آپؓ نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے اپنا منہ کھول دیا۔ آپؓ نے میرے منہ میں چھ دفعہ لعاب دہن ڈالا اور میں نے عرض کیا سات دفعہ کیوں نہیں ڈالتے۔ فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے ادب کی وجہ سے پھر وہ مجھ سے چھپ گئے۔

قارئین کرام:

1: یہ وہ راہ ہے کہ جس کو طے کرنے کے بعد رسول کریم ﷺ تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔

2: یہ وہ اعزاز ہے جو سیدنا حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی کو ملا جس کی انفرادیت

اس قول مبارک کا راز ہے جو آپ نے فرمایا۔

قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللہ

اصل میں اس گستاخ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا نام لینے کی جرأت نہیں کیونکہ اسے علم ہے کہ ایسا کرنے سے پیری مریدی کا کاروبار ہی نہیں بلکہ سب کچھ ٹھپ ہو جائے گا۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمد درمیان انبیاء
صحابیت ہوئی پھر تابعیت
آگے سب قادری منزل ہے یا غوث

نائب غوث اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

آنکہ پائیش بر قاب اولیاء عالم است
وانکہ ایں فرمود و حق فرمود باللہ آن تو ئی
اندریں قول آنچہ تخصیصات بے جا کردہ اند
از زلل یا از ضلالت پاک ازاں بہتان تو ئی

اس کو یہ کتا خرافات وعصابہ جارحیت قرار دیتا ہے اور اسے تحقیق کا نام دیتا ہے

(العاذ باللہ من ھذہ الخرافات القبیحة)

گستاخان حضرت غوث اعظم

میاں جمیل احمد شرقپوری

گستاخ اعظم نمبر 1

محمد احمد بصیر پوری کو میاں جمیل احمد شرقپوری گستاخی کی دعوت دیتے ہیں

استفتاء

از مخدوم المشائخ حضرت میاں جمیل احمد صاحب زیب سجادہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے قول ''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ '' کے مفہوم میں بعض لوگ غلو سے کام لیتے ہوئے جمیع اولیاء متقدمین ومتاخرین مراد لیتے ہیں۔ آپ مضبوط دلائل کی روشنی میں اس قول کا صحیح مفہوم بیان کریں۔ نیز مشائخ کرام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل کے اولیاء کرام کے ارشادات بھی جمع فرما دیں تا کہ تمام اکابر اولیاء کرام کا متفقہ موقف سامنے آجائے۔

بعض قادری حضرت شیخ کے اس قول کی وجہ سے اس قدر تجاوز کر گئے ہیں کہ کہتے ہیں اولین و آخرین سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ صحابہ کرام، نہ آئمہ عظام، نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بلکہ بعض اس قدر غلو کرتے ہیں کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی گردن پر بھی قدم کے قائل ہیں۔ العیاذ باللہ و لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(تحقیقی جائزہ ص) کاش میاں صاحب ان حضرات کے نام بھی لکھتے جو ان کے اس بیان کردہ موقف کے قائل ہیں۔

غوث اعظم کی گستاخیاں

گستاخوں کی اپنی زبانی

اس گستاخانہ کتاب کا خلاصہ انہی کی زبانی ملاحظہ ہو

1: غوث اعظم تا مدت حیات صاحب سکر و حال رہے آخری انفاس میں عبدیت کی جانب رجوع ہوا۔ (معاذ اللہ)

2: مشائخ چشت اہل بہشت کامل ترین اصحاب صحو تھے۔

3: اصحاب سکر سے اصحاب صحو کا مرتبہ بالاتر ہے۔ (حضرت محبوب الٰہی و دیگر اکابر اولیاء کا فیصلہ)

4: غوث اعظم کا یہ قول بوجہ سکر و حال سرزد ہوا نہ کہ بامر الٰہی (وحی)

5: حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی پر امر وحی کا نزول نہیں ہو سکتا۔

6: اولیاء محققین متقدمین نے اپنی کتاب میں کسی کے سر جھکانے کا ذکر نہیں کیا نہ ہی اسے کوئی اہمیت دی کہ زیر تصرف نے تو تسلیم کرنا ہی ہوتا ہے۔ مگر شیخ پر اپنی طرف سے عتاب کا اظہار فرمایا اور ان کی توبہ و استغفار و ندامت سے سر جھکانے کا ذکر کیا۔

7: یہاں در حقیقت دو الگ الگ بحثیں ہیں جنہیں آپس میں خلط ملط کر دیا جاتا ہے۔ نمبر 1 بحث افضلیت نمبر 2 بحث وضع راس۔ بحث نمبر 1 میں حق یہ ہے کہ ہمعصر اور متقدمین و متاخرین اولیاء میں سے بعض سے آپ افضل تھے اور بعض آپ سے بھی افضل تھے۔ مثلاً حضرت شیخ ابو السعود، حضرت بایزید بسطامی، حضرت سلیمان الدنبلی، حضرت خواجہ بزرگ اجمیری قدس اللہ اسرارہم یوں ہی بعض حضرات آپ کے مساوی بھی ہو سکتے ہیں۔ (تحقیقی جائزہ ص ۹۱)

نمبر 2: میں حقیقت یہ ہے کہ واضعین روس صرف وہ اولیاء کرام تھے۔ جو بوقت صدور قول ہذا الحمد ہم اس وار دنیا میں زندہ موجود تھے نہ متقدمین نہ متاخرین اور نہ ہی مبتدی۔

اک ذرا سی بات تھی جس کو فسانہ کر دیا

گستاخ نمبر 2

غلام قطب الدین گڑھی اختیار خاں بھی گستاخی کی دعوت دیتے ہیں

حضرت مخدوم المشائخ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے بھی اس موضوع پر لکھنے کا حکم فرمایا۔ ان کے بعد صاحبزادہ والا جاہ حضرت خواجہ غلام قطب الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ گڑھی اختیار خاں نے بھی اس ضرورت کا احساس دلایا۔ اب میرے لیے گریز کا کوئی چارہ کار نہ تھا قلم اٹھایا تو میرے سامنے تفریح الخاطر ایسے کئی جھوٹ کے پلندے تھے اور یہ منظر بھی میری نظروں کے سامنے تھا کہ اگر کبھی کسی صاحب دل نے یہ کہہ دیا کہ بھائی انبیاء و اولیاء کی توہین نہ کرو تو الٹا اس پر غوث پاک کا گستاخ بے ادب اور منکر ہونے کے فتوے لگا دیئے گئے۔ وہ سارے اولیائے کرام و مشائخ عظام کو کتے بھی کم تر قرار دیتے رہیں تو بے ادبی نہ گستاخی۔ وہ سب اولیائے اولین و آخرین پر قدم کی مہر لگاتے رہیں تو نہ ظلم نہ زیادتی۔ مگر ہم فقط اتنا کہہ دیں کہ یہ صرف اس وقت کی بات تھی۔ جس وقت آپ کی زبان سے یہ کلمات سرزد ہوئے تو بے ادبی اور گستاخی۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(ایضاً ص 97)

گستاخ نمبر 3

گستاخ مولوی محمد احمد بصیر پوری لکھتا ہے

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

ہاں یہ بات یاد رہے کہ جس طرح فقیر نے مسئلہ زیر بحث کی ہر بنیادی شق کو اکابر قادری مشائخ کی کتب معتبرہ، یا فریق مخالف کی مسلم و معتبر کتب سے پیش کیا ہے۔ اسی طرح جو صاحب تکلیف فرمائیں وہ اکابر چشتی مشائخ کی کتب معتبرہ یا ہماری مسلم و معتبر کتب کے حوالہ جات پیش فرمائیں اس لیے کہ اس موضوع پر قادری حضرات کی لکھی ہوئی کتابیں کذب بیانی اور مبالغہ آرائی سے بھری پڑی ہیں۔ لہٰذا ایسی کتب غیر معتبرہ و غیر معتدہ ہیں۔

آخر میں میں ان حضرات کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جن کی معاونت دوران تالیف کتاب ہذا میرے ساتھ شامل رہی۔

خصوصاً حضرت خواجہ سید مسلم نظامی کہ آپ نے سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور حضرت محبوب الٰہی قدس سرہ کے بارے گراں قدر معلومات پر مبنی بعض نادر و نایاب کتب فراہم فرمائیں۔ حضرت صاحبزادہ غلام قطب الدین سجادہ نشین گڑھی اختیار خاں نے پیش لفظ اور جامع منقول و معقول علامہ محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دار العلوم سیال شریف نے اپنے گراں قیمت مصروف اوقات سے وقت نکال کر اپنے تاثرات تحریر فرمائے۔ میرے دو لخت جگر مفتی محمد حامد الفریدی۔ علامہ محمد راشد الفریدی تحریری کام میں میرا ہاتھ بٹاتے رہے۔

اور میں اپنے برادر طریقت اور پیکر خلوص و محبت جناب حاجی محمد نواز خان ڈوچشتی نظامی فریدی آف دساوی والہ کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کی اپنے شیخ طریقت اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے ساتھ پرخلوص اور والہانہ عقیدت و محبت ہی سے زیر نظر کتاب اشاعت پذیر ہو سکی۔ (تحقیقی جائزہ ص 9 تا 10)

گستاخ نمبر 4

گستاخ مولوی اشرف سیالوی

اشرف العلماء حضرت علامہ محمد اشرف السیالوی

شیخ الحدیث دار العلوم سیال شریف

محقق العصر حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب مدظلہ العالی کی زیر تالیف کتاب ''کلام الاولیاء الکابر رضی اللہ عنہم علی قول الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ کے فرمان ''قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ'' کے متعلق سلاسل اربعہ کے مسلمہ اولیاء کرام اور اکابرین ملت کے ارشادات پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کے بعد اس امر کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں کہ جو معنی ومفہوم اس فرمان کا سمجھا جاتا تھا وہ علی الاطلاق درست نہیں تھا۔ اور تحقیق وتدقیق کے خلاف تھا بالخصوص عامیانہ سطح کے واعظین نے اس فرمان کی آڑ میں دانستہ طور پر بڑے بڑے اکابر اولیاء وآئمہ کی شان میں اسائت کا ارتکاب کیا بلکہ خود غوث اعظمؓ کی شان اقدس میں اساءت اور بے ادبی کے مرتکب ہوئے کیونکہ کسی کی شان میں افراط اور غلو اس کے ساتھ سراسر ظلم اور زیادتی ہے جیسے کہ یہود ونصاریٰ کی طرف سے حضرت عزیز اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو اور تجاوز کرتے ہوئے ان کے ابن اللہ اور الہ ہونے کا ادعا سراسر ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو جزائے خیر اور اجر جزیل عطا فرمائے کہ انہوں نے صحیح مفہوم اور حقیقی محمل بیان فرما کر عوام کو غلط فہمی کی دلدل سے نکالا ہے۔ اور خواص کے لیے تحقیق و تدقیق کا عظیم خزانہ بہم پہنچایا ہے اور ہر صاحب منزلت اور مالک مرتبت کے خداداد مقام و

مرتبہ کے اقرار و اعتراف کا راستہ ہموار کیا ہے اور اس کی صیانت و حفاظت کا سامان بہم پہنچایا ہے اور کامل اہتمام و انتظام فرمایا ہے اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں کر دی ہے کہ مبدء فیاض کی طرف سے ہر ایک کو اس کی استعداد و اہلیت اور مجاہدہ و ریاضت کے مطابق وافر مقدار میں فیضان نصیب ہوا ہے اور بہت سے سعادت مند اور نیک بخت اس مقام پر بلکہ اس سے بھی بلند تر مقام پر فائز ہوئے ہیں اور آئندہ بھی ہو سکتے ہیں جیسے کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث صمدانیؒ کو ان کے عظیم مجاہدات و ریاضات کی بدولت اور کامل تر استعداد اور اہلیت کے طفیل عظیم ترین مقام پر فائز فرمایا ہے قال اللہ تعالیٰ "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" جو لوگ بھی ہماری خاطر مجاہدہ و ریاضت اختیار کریں گے ہم ضرور بالضرور اپنی ذات تک وصولی والی راہیں ان پر کھول دیں گے اور انہیں ان پر گامزن کریں گے قال تعالیٰ "لا تضیع عمل عامل منکم" ہم تم میں سے کسی صاحب عمل کے عمل کو ضائع اور بے ثمر نہیں ٹھہرائیں گے۔ لہٰذا ولایت کے دروازے بند نہیں اور نہ اس کے مدارج و مراتب کسی خاص خاندان اور فرد کے ساتھ مختص ہیں۔ اگر کوئی دعاوی سے ساکت اور خاموش ہے اور سراپا تواضع اور مجسمہ انکسار بنا ہوا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اسے کوئی مرتبہ و مقام ہی عطا نہیں ہوا اور اگر کوئی دوسروں کی تعظیم و تکریم میں سر نیاز جھکا دیتا ہے تو اسے سراسر فضول سمجھ لینا ارباب تحقیق کا کام نہیں بلکہ بمقتضائے قول رسول مقبول ﷺ من تواضع للہ رفعہ اللہ عین ممکن کہ یہی انداز نیاز اور آئین انقیاد و انکسار موجب رفعت بن جائے جس پر قلم قدرت کے ساتھ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الحق والدینؒ کی پیشانی مقدسہ پر لکھا جاتا۔ حبیب اللہ مات فی حب اللہ شاہد عدل اور دلیل صدق ہے کیونکہ حبیب اللہ نبی اکرم ﷺ کا امتیازی مرتبہ ہے اور اس کا عالم غیب سے آپ کے لیے عطا کیا جانا مظہریت کاملہ اور فنا فی الرسول اور بقا بالرسول کی واضح دلیل و برہان

ہے علاوہ ازیں حبیب میں حب الٰہی کا دوام واستمرار ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ قواعد عربیت سے واقف لوگوں پر مخفی نہیں نیز اپنے دعویٰ یا لوگوں کے ادعاء میں اور اللہ کی طرف سے اس اظہار واعلام اور ادعاء واعلان میں جو فرق ہے وہ بھی اس حقیقت کا غماز ہے کہ کسر نفسی نے کسی بلندی پر فائز کر دیا۔

الغرض حضرت علامہ مدظلہ نے دلائل وافرہ اور براہین متکاثرہ سے فرمان غوثیت کی حقیقت واضح فرما دی ہے جسے نظر انصاف کے ساتھ پڑھنے والا داد تحقیق دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا اور حقیقت واقعیہ کی طرف راہنمائی کی بدولت آپ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھے گا اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور ہمیں حق وحقیقت کے اقرار و اعتراف اور تسلیم واذعان کی توفیق نصیب فرمائے (آمین)

مولوی اشرف سیالوی کو خود بھی گستاخی کا اعتراف ہے۔

نوٹ:

بعض جگہ الفاظ میں شدت آگئی ہے اگرچہ جواب آں غزل کے طور رہی سہی لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ ان میں خاطر خواہ تبدیلی لا کر نفس مضمون کی تحقیق پر ہی نظر مرکوز رکھی جائے گی اور نرم وگداز لہجہ کے زیور سے مدلل ومبرہن انداز تحریر کے حسن وخوبی میں اضافہ کی سعی مشکور کی جائے گی۔

(احقر الانام ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی غفرلہ)

(تحقیقی جائزہ ص ۱۴۵)

تاجدار گولڑہ کا نام لیے بغیر بکواس

غوث اعظم نبوت کے بعد ولایت کے اس مقام اقصیٰ پر فائز ہیں جہاں اور کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی۔ (مہر منیر ص 28) اس پر گستاخ کا تبصرہ ملاحظہ ہو

اندکے با تو بگفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

ایسی باتیں نہ صرف یہ کہ زبانی طور پر اپنے خطبات میں جارحانہ متعصبانہ انداز میں بیان کی گئیں بلکہ کتابوں میں بھی مسلسل چھاپی گئیں اور سر بازار فروخت کی گئیں...... ان حقائق کے پیش نظر ایسی تصنیف کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں ان لوگوں کی ایسی خرافات کی مفصل و مدلل تردید موجود ہو۔ اندریں حالات بہت سے احباب اصرار فرماتے رہے مگر میں اپنی کم فرصتی اور دینی و تعلیمی مصروفیات کے بسبب اس اہم کام کو مسلسل ٹالتا رہا۔ دوست یہ کہتے رہے کہ یہ لوگ عجز و انکساری، فروتنی اور نگوں ساری کو نہیں سمجھتے۔ بلکہ اسے کمزوری پر محمول کرتے ہیں اور اب اس شعر پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

عجز و نیاز سے تو وہ آیا نہ راہ پر
دامن کو اس کے آج حریفانہ کھینچیے

(تحقیقی جائزہ ص 29)

یاد رہے (یہ بھی ضرور پڑھیں)

رسول کریم ﷺ نے اپنے امتیوں کو یہ اعزاز بخشا ہے

حدیث پاک:

اخرج الطیالسی فی مسند عن عمر بن الخطابؓ قال کنت جا لسا عند النبی ﷺ فقال أتدرون ای الخق افضل ایمانا قلنا الملائکة قال و حق لهم بل غیرها قلنا الانبیاء قال و حق لهم بل غیر هم ثم قال ﷺ افضل الخلق ایمانا قوم فی اصلاب الرجال یومنون بی ولم برونی فهم افضل الخلق ایمانا و روی احمد و دارمی و الطبرانی عن ابی عبیده قیل یا رسول الله هل احد خیر منا اسلمنا معک و جاهدنا معک قال قوم یکوتون من بعد کم یومنون بی ولم یرونی و اسناده جسن و فی آخر هل احد خیر منا قال قوم یجیؤن بعد کم فیجدون کتابا بین لوحین یومنون بما فیه و یومنون بی و لم برونی و یصدقون بما جئت به و یعملون به فهم خیر منکم قال ابو عمر رواته کلهم ثقات و اخرج احمد بسند حسن بن حدیث ابی ذر اشد امتی لی حبا قوم یکونو یهدی بوداُهم انه فقدَ أهله و ماله و انه رأی و اخرج مسلم والحاکم عن ابی هریره من اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی بود احدهم لورانی بأهله و ماله (مطالع المسرفت ص 79)

سبع طوبیٰ: سات خوشخبریاں امتی کے لیے...... یہ بھی عنایت رسول کریم ﷺ ہے۔

قارئین کرام

اعمال کے ثواب میں رسول کریم ﷺ اپنے امتیوں کو بہت نواز رہے ہیں اس لیے اگر حضرت غوث اعظمؒ کو یہ رتبہ ملا ہے تو اس میں تمہیں (اے گستاخ و منکر قول غوث اعظم) کیا تکلیف ہے؟

مولوی اویسی صاحب (بہاولپور) کی دورنگی ملاحظہ ہو

مسئلہ ذنب پر جب میں نے زبیر حیدر آبادی کی گرفت کی تو اویسی صاحب نے مجھے خطوط میں مبارک باد دی۔ میری کتابوں کو آب زر لکھنے کے قابل لکھا مبارک دے رہے ہیں کہ میدان مار لیا...... کہیں غلام رسول سعیدی کی گرفت کرنے کا مشورہ دیا...... کہیں کہا کہ کاش میری قسمت بھی ایسی ہوتی۔ (تین خطوط کا عکس منسلک ہے) جب رحیم یار خان کے عبد المجید سعیدی مولوی نے خلاف اولی کے حق میں، احتفاز دلائل کی کتاب مواخذہ معرکۃ الذنب لکھی تو اویسی صاحب نے اس کے لیے تقریظ لکھی (تحریر کا عکس منسلک ہے)

یہ کیسی دورنگی ہے؟

قارئین کرام!

1: اویسی صاحب! تو ماشاء اللہ بہت بڑے عالم ہیں۔ عمر کے اس حصے میں ہیں کہ انہیں ایسی دورنگی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

2: بندہ کے موصوف کے متعلق جو کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ آیات ذنب کی تصدیق ہے (لذنبک و من ذنبک کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں) کے متعلق جو اویسی صاحب نے تین عدد خطوط لکھے وہ درست تھے۔

3: لیکن پتہ نہیں اویسی صاحب پر کونسی دنیاوی مصلحت اس عمر کے حصے میں حاوی ہو گئی ہے کہ رحیم یار خانی کی کتاب "مواخذہ معرکۃ ذنب" جس میں اس شخص نے خلاف اولیٰ کو رسول کریم ﷺ کے کھاتے میں ڈالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کی تقریظ لکھ ڈالی جو چھپ گئی۔ گویا کہ کاظمی کے مؤقف کی حمایت کر دی۔

4: روز قیامت ان سب باتوں کی ضرور پوچھ گچھ ہو گی۔

مدینہ ۷۸۶ / ۹۲

بود در جہاں ہر کسے را خیالے ۔ مرا از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

Abu Saleh Muhammad Faiz Ahmed Owaisi Qadri Rizvi

تاریخ ——

حضرت الحاج عاشق حبیب کبریا علامہ کرنل صاحب مد ظلہ

سلام مسنون۔ گرامی نامہ تشریف لایا۔ مساعی سے آگاہی ہوئی

آپکے خدمات قلمی نہایت ہی قابل قدر ہیں مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک [illegible]

قبول فرمائے (آمین) آپکے فنی [illegible] لکھنے کے لائق ہیں۔ ان شاء اللہ [illegible]

[illegible] وہ شعر جو حضرت علامہ [illegible] القادری [illegible] نے لکھا ہے

وہ امام اہلسنت [illegible] رضا محدث بریلوی [illegible] کا ہے

جا لعبے ودر [illegible]

[illegible] کی تشریح [illegible] فقیر [illegible]

آپ نے رد لکھدیا۔ خوب کیا آہ [illegible] فقیر کی تصدیق و تائید بھی لکھدیں۔ [illegible]

صاحبزادہ [illegible] امید ہیں [illegible] آمین [illegible]

[illegible] عادت ہے۔ [illegible]

[illegible] ملک [illegible] زبان میں ہے [illegible]

[illegible] حضرت مولانا محمد یار فریدی [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کا ہے

[illegible]

آپ کا رسالہ فقیر کو [illegible] کی تائید میں ایک رسالہ [illegible] آپکے رسالہ کے بعد [illegible]

سیرانی مسجد، سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان۔ فون: [illegible]

ADDRESS : SIRANI MASJID, SIRANI ROAD, BAHAWALPUR, PAKISTAN TEL. 881371

[illegible] الحمد [illegible] غفرلہ [illegible] تشریح [illegible]

مدینہ ۷۸۶ / ۹۲

بود در جہاں ہر کسے را خیالے ۔ مرا از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

Abu Salih Muhammad Faiz Ahmad Owaisi Qadri Rizvi

تاریخ [illegible] ۱۴۱۶

حضرت علامہ کرنل صاحب مدظلہ

سیف سنوں - آپکی محنت پھل لائی - قبول ہو گی

خدا کرے ہمارا بھی کوئی کام قبول ہو جائے آمین

آپ نے زبیب کا بھٹہ بٹھا دیا - خدا کرے سعیدی کا

بھٹہ بیٹھ جائے - اب تو اس نے تفسیر لکھ ماری ہے

اس میں بھی وہ بکواسات ہیں جو اس نے شرح مسلم

کئے -

فقیر اس وقت بخاری شریف کی شرح لکھ رہا ہے

برائے کرم دعا کریں کہ اسکا کوئی ناشر مل جائے -

عربی تفسیر فقیر نے لکھی - خدا کرے اسکی میری زندگی میں

اشاعت ہو جائے - اشتہار حاضر ہے - کسی صاحب کو دیدیں

شاید کسی کو چھپانے کا [illegible]

تاکہ یہ تفسیر عربی شائع ہو

سیرانی مسجد، سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان فون: [illegible]

ADDRESS: SIRANI MASJID, SIRANI ROAD BAHAWALPUR PAKISTAN TEL. [illegible]

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

[illegible]

Abu Salih Muhammad Faiz Ahmad [illegible] Radvi [illegible]

تاریخ [illegible] ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ

حضرت علامہ عاشق [illegible] زید لطفہ

سلام مسنون۔ گرامی نامہ ملا۔ مبارک ہو آپ نے میدان جیت لیا

یہ کام آپ نے کر ڈالا۔ دراصل صاحبزادہ زبیر کا مقتدا ہے

اسکے رد کی ضرورت ہے۔ وہ ہے مولوی [illegible] سعیدی

اسکی شرح مسلم کے چند مسائل ایسے ہیں جنکا اگر آپ رد کر دیں

تو اسکا منہ بھی بند ہو اور قلم بھی ایسے بند ہو جائیگا جیسے زبیر کا

فقیر اپنی تصانیف کی ترتیب میں مصروف ہے

علم کے موتی فقیر کی تصنیف [illegible] تعریف [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مدینے کا ۹۲

بود درجہاں ہر کسے را خیالے ٭ مرا از ہمہ خوش خیال محمد صلی اللہ علیہ وسلم

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

Abu Salah Muhammad Faiz Ahmad Owaisi Qadri Rizvi

تاریخ [illegible]

حضرت علامہ مفتی محمد [illegible] کی تعریف کے چند قطعات

نظروں سے گزرے [illegible] اور ارادہ تو یہ تھا کہ گرفتار

[illegible]

[illegible] اور ارادہ تو یہ [illegible]

[illegible]

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

فون: [illegible]

سیرانی مسجد۔ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

ADDRESS : SERANI MASJID RD. BAHAWALPUR, PAKISTAN TEL : 88137[illegible]

آئینہ

(علامہ ابوداؤد آف گوجرانوالہ)

☆ ایک نفسیاتی بیماری (Paranoia) پیرانویا کے مریض کے کردار کا خاکہ (علمائے حق نے کیا کہا۔

☆ علمائے حق کی کردار کشی اور دل شکنی کا مرتکب۔ گستاخوں کا مداح

☆ دین مصطفےٰ ﷺ کو اپنے سازشی کردار کی وجہ سے سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا بدعمل مولوی (یعنی کلنک کا ٹیکہ)

☆ حقوق العباد کو ستیاناس کرنے والا شاہکار۔

☆ خوش فہمی میں مبتلا نام نہاد جھوٹا ولی اور پیر۔

قارئین کرام......لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

رسول کریم ﷺ کی عصمت مبارک کی اہمیت پر اپنی بدذات کو ترجیح دینے والا علامہ ابوداؤد

قارئین کرام!

علامہ ابوداؤد نے ماہنامہ رضائے مصطفےٰ ﷺ میں بندہ کے خلاف اپنی کذب بیانی کے دفاع کے لیے چار عدد صفحات کالے کر ڈالے ہیں۔ ان صفحات کو پڑھنے سے ہر قاری محسوس کرتا ہے کہ اس شخص کو اپنی ذات کے متعلق بہت خوش فہمی ہے کہ اس کے کذب کے متعلق بندہ کی کتاب ''بے مثل بشر سایہ نہ تھا'' میں لکھے ہوئے واقعات نے اسے اس قدر مشتعل کر دیا ہے۔ یعنی کہ بندہ نے جب اس کی ''دُم'' پر پاؤں رکھا تو اس نے اپنی ذہنی معذوری کا بھرپور استعمال کیا اور غصہ میں کئی ایسی باتیں بھول گیا جس نے بندہ کو یہ کتاب لکھنے پر مجبور کر دیا ہے۔

لیکن!

اس شخص نے رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق لفظ صورۃ گناہ اور پھر اسے معافی سے متعلق کرنے والوں کے متعلق ایک سطر بھی نہیں لکھی۔ گویا کہ مخالفین عصمت رسول کریم ﷺ جو کچھ مرضی لکھتے رہیں۔ اس کی رگ غیرت حرکت میں نہیں آتی۔ یہ ایک مثال ہے اس شخص کی جھوٹی انا کی..... جو اسے آخرت میں بربادی کی طرف لے جا رہی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کو اپنی بدذات کے علاوہ اور کوئی ہستی چاہے کتنی بھی عظیم ہو اس کے آگے کوئی وزن نہیں رکھتی۔

اصل بات کیا ہے

مولوی ابوداؤد مسئلہ ذنب میں اپنا عقیدہ نہیں بتاتا۔ جوکہ اصل مسئلہ ہے

قارئین کرام

بندہ کا عصمت رسول کریم ﷺ کے متعلق متعدد کتابیں لکھنا اور اوصاف حمیدہ پر جتنی گرد پڑی ہے اس سے صاف کرنا ہی اپنی زندگی کا مشن ہے۔ یہ میرا اپنا اختیاری شغل نہیں ہے۔ بندہ بارہا اس بات کی وضاحت کر چکا ہے کہ وہ کیوں لکھتا ہے مگر مولوی ابوداؤد جیسے بصیرت کے اندھے شخص میں اتنی بھی بصیرت نہیں کہ اس بات کو سمجھ سکے۔ بلکہ سعیدیوں کے شانہ بشانہ کھڑا ہوا ہے بلکہ ان کی خوشامد و چاپلوسی میں اپنے رسالہ میں لکھتا رہتا ہے۔ سعیدیوں کا عقیدہ یہ ہے جوکہ مولوی احمد سعید کاظمی ترجمہ البیان میں لکھتا ہے۔ آیات ذنب کے ترجمہ کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ سے صورۃ گناہ (صورۃ ذنب) اور پھر اسے معافی سے متعلق کرتے ہیں۔ گویا کہ رسول کریم ﷺ کو معصوم نہیں مانتے۔ اس کے برعکس اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمہ میں اسے آپ ﷺ کی طفیل آپ کی امت کے اگلے اور پچھلے گناہوں کی معافی سے متعلق ہے۔ یہ مولوی ابوداؤد یہاں آکر ٹھوکر کھا گیا ہے۔ یہ نہ تو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو درست کہتا ہے اور نہ ہی مولوی احمد سعید کاظمی کے ترجمہ کو غلط کہتا ہے۔ بلکہ کچھ لوگ ان دونوں تراجم کو ایک جیسا کہتے ہیں ان کے متعلق بھی مولوی ابوداؤد میں علمی اور اخلاقی جرأت نہیں کہہ سکے کہ یہ دونوں تراجم ایک جیسے نہیں۔

وجہ کیا ہے

پہلی وجہ یہ ہے کہ دنیاوی طمع لالچ میں گھرا ہوا ہے یعنی رسالوں کی فروخت سے آمدنی کا مسئلہ ہے۔ رسالے کے نام سے پوری دنیا سے چندہ ملتا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ پسران سعیدی ناراض نہ ہو جائیں (چاہے رسول کریم ﷺ ہی ناراض ہوں)

علامہ ابوداؤد صاحب

اصل معاملے کی طرف آجائیں۔ اپنی بدذات کے دفاع کے لیے جتنے اوراق سیاہ کیے ہیں۔ کاش تم یہ عصمت رسول کریم ﷺ کے دفاع کے لیے نورانی کر کے اپنی آخرت سنوارتے۔ بندہ نے ایک حدیث مبارک کی طرف آپ کی توجہ دلائی تھی کہ ایک شخص ساری عمر جنتیوں والے کام کرتا ہے پھر اس کا نوشتہ تقدیر اس کے سامنے آجاتا ہے اور اس سے ایسے کام کرواتا ہے کہ پھر جہنم اس کی منزل بن جاتی ہے" اس حدیث مبارک جو کہ میری کتاب "بے مثال بشر...... سایہ نہ تھا" کے صفحہ نمبر ...... پر درج ہے۔ اس کے متعلق غور کرو۔

رسول کریم ﷺ سے جفا

اس شخص کے طرز عمل سے یہ بات عیاں ہے کہ یہ اپنی بدذات کے متعلق (جب اسے آئینہ دکھایا جائے) کتنا مشتعل ہوتا ہے کہ لوگوں کو اسکا نمبر 2 مولوی نیازی لکھتا ہے کہ ابو داؤد کی ذات (بدذات) پر رکیک حملے کیے گئے ہیں۔ لیکن رسول کریم ﷺ کی عصمت مبارک پر جتنے حملے گستاخوں نے کیے ہیں ان کے متعلق اس کی رگ غیرت نہیں پھڑکتی۔ اس سے بڑی رسول کریم ﷺ سے جفا اور کیا ہو گی...... علامہ ابوداؤد کبھی اپنی بدذات کے خول سے نکل کر یہ بھی سوچا کرو......!

ابوداؤد کی شخصیت کی ایک جھلک ملاحظہ ہو......لوگ کیا کہتے ہیں

بندہ کو مختلف لوگوں نے اس شخص کے طرزِ عمل کی وجہ سے جو اس کی شخصیت کا خاکہ بنا کر اپنے رسائل میں شائع کیا، بھیجے ہیں اس کی جھلک یہ ہے۔ پوری تفصیل مع حوالہ جات کتاب کے اگلے صفحات میں ملے گی۔

1: ماہنامہ العلماء لاہور (جولائی 1992) لکھتا ہے

خود ساختہ مجتہد، فسادی، سازشی، شر پھیلانے والا، باتونی، دوسروں کی کردار کشی کرنے والا، نقلی سنی، کاذب، منافق، یہودیوں کا ایجنٹ، احمق، جاہل مطلق، تقویٰ اور پارسی کا جھوٹا لبادہ اوڑھنے والا، نام نہاد محقق، دوغلی پالیسی اختیار کرنے والا، انتہا پسند، ابو الفتنات، اپنی مسجد میں غیر مقلد وہابیوں کی تقاریر کرانے والا، اپنے شریر چیلوں اور بدقماش لشکر کے ذریعے اپنے آپ کو غلطی نہ کرنے والا کہلانے والا، آداب تنقید سے ناواقف، ذہنی افلاس میں جتلا، سنی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے والا، انتشار پھیلانے والا، فرقہ واریت کا بابا، اسکی ہر تحریر سے منافقت و منافرت کی بو آتی ہے۔ گویا کہ انسانی شکل میں شیطان کا چیلہ (ماہنامہ العلماء لاہور)

2: ماہنامہ ندائے اہلسنت جون 2002ء لکھتا ہے

سنیوں کو کافر بنانے والے علامہ ابوداؤد صاحب نے ایک دور میں علامہ احمد سعید کاظمی کو کھلے لفظوں میں کافر فرمایا تھا۔

''کانفرنس میں سنیوں کو کافر بنانے والے علامہ ابوداؤد صاحب نے اپنی لعزیدہ یا شاعری کا ہدف قائد اہلسنت کو بنایا۔ برادرم مولوی ابوداؤد تو اہلسنت کے خلاف ہمیشہ شغل تکفیر فرماتے ہی رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک دور میں علامہ احمد سعید کاظمی کو کھلے لفظوں میں کافر فرمایا تھا۔ ان کے جنازہ میں شرکت کو جائز نہ سمجھتے ہوئے ملتان جنازہ میں تشریف نہیں لائے اور کئی سال بعد حامد سعید نے گوجرانوالہ جا کر تعزیت وصول فرمائی۔''

رسول کریم ﷺ کو گناہگار (معاذ اللہ) قرار دینے والا یعنی رسول کریم ﷺ کے بعض افعال کو صورۃً گناہ اور پھر اسے معافی سے متعلق کرنے والا کیا سید ہو سکتا ہے؟

سوال: کوئی مدعی علم اس کا جواب دے؟

1: مولوی احمد سعید کاظمی نے آیات ذنب کے ترجمہ البیان میں رسول کریم ﷺ سے لفظ صورۃً گناہ منسوب کر کے اسے معافی سے متعلق کیا ہے۔

2: لفظ گناہ کی کوئی تاویل نہیں ہے۔ اس ترک اولیٰ سے تاویل کرنا علمی طور پر غلط ہے۔ اور جھوٹی انا کی خاطر جہنم خریدنا ہے۔

3: ترک افضل یا خلاف اولیٰ، گمراہی کا پہلا درجہ ہے۔ بعض مفسرین نے خلاف اولیٰ کو انبیاء کرام کے گناہ سے تعبیر کیا ہے۔

نوٹ:

1: بندہ کے پاس مولوی احمد سعید کاظمی کی تقریر موجود ہے اور آیات ذنب کی تشریح کرتے ہوئے بار بار صورۃً گناہ کا لفظ بولتا رہا ہے۔

2: کذاب ابوداؤد کو اب سید کی تعظیم کا خیال آتا ہے۔ حالانکہ اس نے خود علامہ احمد سعید کاظمی کو کھلے طور پر کافر قرار دیا ہے۔ (ماہنامہ ندائے اہلسنت جون 2002ء میں پڑھیں)

3: کذاب ابوداؤد کی کتاب افضل التحریر علی احسن التحریر اور سنیوں کے لیٹریچر (بقول شبیر احمد ہاشمی) مولوی حسن علی آف میلسی کی کتاب اظہار حقیقت مع فتاویٰ علمائے کرام در مسئلہ افضلیت میں مولوی احمد سعید کاظمی کو کافر قرار دے چکے ہیں۔

4: آج کل یہ دونوں سعیدیوں کی چاپلوسی کرنے میں مصروف ہیں۔اس سے بڑا سنگین مذاق رسول کریم ﷺ کے شریعت کے ساتھ اور کیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ:ان اکرمکم عند اللہ اتقکم

رسول کریم ﷺ کا فرمان مبارک

و من یعمل مثقال ذرۃ خیر یراہ ○ و من یعمل مثقال ذرۃ شر یراہ ○

آج کل تو ہر کوئی نام کے ساتھ سید اور شاہ لگاتا ہے

1: فلمی اداکارائیں،گلوکارائیں وغیرہ سب اپنے نام کے ساتھ سید اور شاہ لکھتے ہیں جیسے مدیحہ شاہ،طاہرہ سید وغیرہ کیا اب ان کی تعظیم و توقیر کی جائے؟

2: عدالتوں میں کئی ایسے ملزم آتے ہیں جن کے ناموں کے ساتھ سید اور شاہ لکھا ہوتا ہے۔ کیا اب جج صاحب ہاتھ باندھ کے کھڑے ہو جائیں کہ سید صاحب آئے ہیں۔

حضرت نوح کا بیٹا بدعمل تھا......اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے نسب سے نکال دیا۔بدعقیدگی تو اس سے بہت بری بات ہے۔

ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح (ھود)

بدعقیدہ سید کیسے ہوسکتا ہے جو رسول کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گناہگار قرار دیتا ہے۔

سچے سید بدعقیدہ نہیں ہوتے،وہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ الفاظ "صورۃ گناہ" اور اسے معافی سے متعلق نہیں کرتے۔

نوٹ: کذاب ابوداؤد صاحب اب تم کاظمی کی تعظیم کے متعلق لکھتے ہو۔کاظمیوں کو یہ مشورہ کیوں نہیں دیتے کہ وہ البیان کے ترجمہ "صورۃ گناہ" سے رجوع کریں اور اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں توبہ کر کے معافی مانگیں......بدعقیدوں کا ساتھ دینے کی پاداش میں روز قیامت تک تمہاری سخت گرفت ہوگی (اس دنیا کی ریاکاری تمہیں لے ڈوبے گی کہ ابوداؤد بہت بڑا عالم تھا)

لعنتوں والی بات کا تجزیہ

قارئین کرام!

1: کذاب ابوداؤد کسی بات کا دلائل سے تو جواب نہیں دے سکتا یہ اور اس کے چیلے پھر گالیاں بکتے ہیں۔

2: جب اندر حرام رزق جائے گا تو اندر سے گناہ ہی نکلے گا۔ کیونکہ سب دین فروش، چندہ خور، حرام خور ہیں۔

پیر مہر علی شاہ کا قول یاد آ گیا

(الف) جب غلام مرزا قادیانی اپنی خباثت کی وجہ سے پیر مہر علی شاہ پر لعنتیں بھیجتا تھا تو کسی نے پیر صاحب کو بتایا کہ وہ لعین آپ پر بہت لعنتیں بھیجتا ہے تو پیر مہر علی شاہ نے یہ فرمایا تھا۔

(ب) چونکہ مرزا قادیانی پر ہر وقت لعنتوں کا نزول رہتا ہے اس لیے وہ آگے بھی لعنتیں بانٹتا ہے۔ بالکل اسی طرح ابوداؤد پر بھی لعنتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اس لیے دوسروں کو یہ لعنتیں ہی دے سکتے ہیں)۔

نوٹ:

بندہ پر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے رحمتوں کا نزول اور عطا ہوتی رہتی ہے اس لیے بندہ کے پاس تو رحمتیں ہیں۔ دیے کو لعنتیں نہیں۔



علامہ ابوداؤد اپنا عقیدہ ظاہر کریں

قارئین کرام!

یہ کذاب مولوی مسئلہ ذنب کے متعلق اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا حالانکہ اس سے کئی بار پوچھا گیا کہ خلاف اولیٰ کے متعلق تمہارا کیا موقف ہے۔

سوالات کے جواب چاہیے......اخلاقی جرأت پیدا کرو اور جواب دو

1: کیا تم علامہ احمد سعید کاظمی کے ترجمہ البیان میں رسول کریم ﷺ سے صورۃً گناہ اور معافی سے متعلق کرنے کے غلط ترجمہ سے متفق ہو؟ (چونکہ تم نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ کاظمی کی توہین نہ کرو اس سے ظاہر ہے کہ تم "صورۃً گناہ" رسول کریم ﷺ سے منسوب کرنے کا عقیدہ رکھتے ہو)

2: کیا للذنبک و من ذنبک (اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کنزالایمان جس میں، متعوں کے گناہ جو کہ رسول کریم ﷺ کی طفیل بخشے جائیں گے) سے متفق ہو؟

3: کیا دونوں تراجم ایک جیسے ہیں جیسا کہ سعیدی مولوی ایڑھی چوٹی کا زور لگا کر کوشش کر رہے ہیں تا کہ ان کا گناہ چُھپ جائے۔

4: کیا علامہ احمد سعید کاظمی کے خیالات افکار سے آپ متفق ہیں۔ جس میں وہ رسول کریم سے صغیرسہو کا تعلق قرار دیتا ہے (استغفر اللہ)

5: پیر کرم شاہ کی تفسیر کے متعلق تم نے ان گنت صفحات کالے کر دیئے اور اب اپنے رسالہ میں اس کے حق میں لکھ رہے ہو۔ کیا تم منافقت نہیں کر رہے۔

6: جن دو کتابوں کی تریسنگ موجود کتاب کے آخر میں ہے۔ کیا تم اب بھی مکر جاؤ گے کہ تم نے احمد سعید کاظمی کے خلاف کفر کے فتوے اپنی کتابوں میں شائع نہیں کیے۔

7: جب ندائے اہلسنت نے جون 2002ء میں لکھا تھا کہ مولوی ابوداؤد کا شغل ہے کہ وہ کفر کے فتویٰ دیتا رہتا ہے یعنی اہلسنت کو کافر قرار دیتا رہتا ہے۔ اور اس نے ایک دور میں مولوی احمد سعید کاظمی کو کھلے عام کافر قرار دیا تھا۔ تو کیا تم نے اپنے رسالہ میں اس کی تردید کی؟

8: بندہ کے اپنی کتاب "بے مثل بشر سایہ نہ تھا" میں دو احادیث پاک لکھی تھی۔ پہلی یہ کہ کوئی انسان زندگی بھر جنتیوں والے کام کرتا رہتا ہے پھر اس کا نوشتہ تقدیر سامنے آجاتا ہے اور وہ جہنمیوں والے کام کرتا ہے جو آخر اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ بندہ نے تمہیں کہا تھا کہ اس پر غور کرو۔ کیا تم نے غور کیا۔

9: دوسری حدیث مجاہد کی ایک رات کی قیمت تم عابد لوگوں کی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ کیا تم نے اس حدیث پر غور کیا۔ کیا تم اپنے آپ کو عابد کہہ سکتے ہو؟

10: تمہارا اپنا عقیدہ مسئلہ ذنب کے متعلق ظاہر نہ کرنا بلکہ سعیدیوں کی خوشامد اور چاپلوسی کرنا اس بات کی غمازی نہیں کرتا کہ تم اس مسئلہ میں سعیدی ترجمہ سے متفق ہو یعنی بدعقیدہ ہو۔ اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے متفق نہیں ہو۔

11: رسول کریم ﷺ کی عصمت مبارک خصوصاً مسئلہ ذنب پر خاموش رہنا، لیکن تمہارے اپنے خلاف تمہارے کذب کے متعلق کتاب بے مثل بشر سایہ نہ تھا۔ میں لکھے جانے پر چیں بہ جبیں ہونا۔ کیا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ تم اپنی ذات بد کو دوسروں کی ذات پر ترجیح دیتے ہو۔ چاہے رسول کی ذات اقدس ہی نہ ہو (استغفر اللہ) (ویسے اس بات کی تصدیق دوسرے رسائل ہی تمہارے خلاف لکھے ہوئے خیالات سے ہو جاتی ہے)

12: تم مجھے مشورہ دیتے ہو کہ کاظمی کی توہین و تنقیص سے توبہ کرو تو معلوم ہوا کہ تم مجھے مشورہ دینے والے کون ہوتے ہو، نہ تو میں تمہارا شاگرد ہوں، اور نہ ہی مرید۔

میرے پیرو مرشد مولانا محمد مشتاق احمد فاروقی صاحب (مکھن پورہ لاہور جو، اب اس دنیا میں نہیں ہیں) کے تمہارے متعلق تاثرات محفوظ رکھتا ہوں۔

ا): کاظمی کو رسول کریم ﷺ سے بڑا (معاذ اللہ) سمجھتے ہو جس کاظمی نے رسول کریم ﷺ کے افعال مبارک "صورۃ گناہ" قرار دے کر اسے معافی سے متعلق کیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ب): رسول کریم ﷺ کی توہین و تنقیص و گستاخی تمہیں نظر نہیں آ رہی کیا تمہاری دینی حمیت مر گئی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے مقابلے میں اپنی دنیاوی مصلحتوں اور لالچ کی وجہ سے کاظمی کے لیے صفحات سیاہ کر رہے ہو۔

ت): کاش تم نے رسول کریم ﷺ کے ایسے گستاخوں کے خلاف لکھ کر اوراق نورانی کیے ہوتے۔ میرا مشورہ تمہیں یہ ہے کہ پسران کاظمی کو کہو کہ وہ رسول کریم ﷺ کو توہین و تنقیص سے باز آ جائیں اور اپنے ترجمہ البیان میں سے الفاظ "صورۃ گناہ، صورۃ ذنب، خلاف اولیٰ، معافی وغیرہ سے رجوع کریں۔ اور ترجمہ کنز الایمان ہی درست ترجمہ ہے۔ اس کی تصدیق کریں۔

ابوداؤد صاحب

مندرجہ بالا سوالات کا جواب آپ پر لازم ہے کیونکہ ان تمام باتوں کا علم آپ کو ہے...... اگر آپ نے جواب نہ دیا تو آپ جو تھوڑا بہت علم کا دعویٰ کرتے ہیں وہ روز قیامت آگ کا طوق بنا کر آپ کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔ (وما علینا الا البلاغ)

قارئین کی تفریح طبع کے لیے حاضر ہے

آوازِ خلق......نقارہ خدا

(ماہنامہ العلماء لاہور جولائی 1997ء لکھتا ہے)

فرقہ داؤدیہ کے بانی کے نام کھلا خط

منجانب: مسٹر طاہر القادری

محترم مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب

السلام علیکم!

الحمدللہ تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ سے شائع ہونے والے مجلہ جات اور رسائل کا اعلیٰ معیار و کردار ظاہر و باہر ہے جن میں سے ماہنامہ ''العلماء'' بھی خالصتاً علمی، فکری اور تحقیقی ہونے کے علاوہ جید علمائے و مشائخ اور مذہبی سکالرز کا نمائندہ رسالہ اور ترجمان ہے۔ اس میں آج تک کسی کی بھی پگڑی نہیں اچھالی گئی اور نہ ہی کسی کو طنز و تضحیک کا نشانہ بنایا گیا ہے اسی سے اس کے بانی کا اعلیٰ اخلاق اور عالی ظرفی نمایاں ہوتی ہے۔ بلاشبہ اس میں مفکر اسلام، مفسر قرآن، قائد انقلاب حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کی تربیت کا بہت زیادہ عمل دخل ہے۔ جس کے باعث پوری دنیا میں ان اخبار و رسائل کو پذیرائی مل رہی ہے۔ حضرت مولا علی شیر خدا کا فرمان بھی ہمارے پیش نظر ہے کہ لا تنظر من قال ولکن انظر ما قال ''یہ نہ دیکھ کہ کون کہہ رہا ہے بلکہ اس بات پر نظر رکھو وہ کیا کہہ رہا ہے'' اسی طرح قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے ادع الی

سبیل وبلک الحکمة و الموعظة الحسنة و جادلھم بالتی ھی حسن (النحل) ''اپنے رب کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہے'' اسی طرح دوسرے مقام پر قرآن حکیم میں ارشاد گرامی ہے۔

یا ایھا الذین امنو اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم و لا تجسسو ولا یغتب بعضکم بعضا (الحجرات) ''اے ایمان والو! بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو''

بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث پاک ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں'' اسی طرح ایک اور متفق علیہ حدیث ہے ایاکم و الظن فان الظن اکذب ''تم اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ اس لیے کہ بدگمانی زیادہ جھوٹی بات ہے''

ان آیات واحادیث کے تحریر کرنے کا مقصد آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا ہے کہ اس کے برعکس آپ کے ظل عاطفت شائع ہونے والا رسالہ ماہنامہ رضائے مصطفے ﷺ جو کہ اب رضائے ابو داؤد بن چکا ہے میں متعدد بار کئی جید علماء و مشائخ اہلسنت کو تضحیک، تذلیل اور فتووں کا نشانہ بنایا گیا ہے اور اس میں جس طرح کی بازاری زبان استعمال کی جاتی ہے اس سے آپ اپنے اور اپنے رسالے کے معیار و کردار کا خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہم اپنے مذکورہ بالا معیار کو برقرار رکھتے ہوئے ذیل میں صرف آپ اور آپ کے رسالے کے بارے میں مختلف علمائے کرام کے شائع شدہ خطوط، پمفلٹ، اشتہارات اور تبصرہ جات کا ذکر کریں گے جس کے جواب کی ہمیں قطعا ضرورت نہیں۔ اگر آپ وضاحت فرمانا چاہیں تو براہ راست ان سے مخاطب ہو کر انہیں مطمئن کریں جبکہ ہم اس بات کی ضمانت

دیتے ہیں کہ اگر آپ اپنے اور اپنے رسالے کے بارے میں ان موقر علماء کے اعتراضات والزامات کے تسلی بخش جواب دے کر انہیں مطمئن کر لیتے ہیں اور ان کی طرف سے ہمیں الزامات واعتراضات سے آپ کو بری الذمہ قرار دینے کا خط وصول ہو جاتا ہے تو ہم اسے اپنے ماہنامہ میں ضرور شائع کریں گے۔ بصورت دیگر آپ درج ذیل الزامات درست ثابت ہو جائیں گے۔ مثلاً نئے فرقے داؤدیہ کا بانی، خود ساختہ مجتہد، فسادی، سازشی، شر پھیلانے والا، منہ پھٹ، نقلی سنی، کاذب المعروف مولوی روڑا، یہودیوں کا ایجنٹ، تقوئی اور پارسائی کا جھوٹا لبادہ اوڑھنے والا، احمق، جاہل، مطلق، نام نہاد محقق، دوغلی پالیسی اختیار کرنے والا، انتہا پسند، فتنہ پرواز (ابوالفتنات) اپنی مسجد میں غیر مقلد وہابیوں کی تقاریر کرانے والا، اپنے شریر چیلوں اور بدقماش لشکر کے ذریعے اپنے آپ کو نبی یا پیغمبر ہونے کا تصور کرانے والا کہ جس سے غلطی کا کوئی امکان نہ ہو وغیرہ۔ اس سلسلے میں آپ اپنے اور اپنے رسالے شائع شدہ تبصرہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

1: پندرہ روزہ اخبار ''صدائے سرفروش

مورخہ یکم اپریل 92ء کو اپنے ادارتی صفحہ پر ''بے جان تنقید کا مقصد'' کے عنوان کے تحت رقمطراز ہے۔ ''رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کی اشاعت باب رمضان شوال ۱۴۱۲ھ میں اخبار صدائے سرفروش میں شائع شدہ مضمون اگست 91 پر بڑے بھونڈے انداز میں تنقید کی ہے۔ انتہائی گھٹیا انداز تنقید وتحریر اپنایا گیا ہے۔ سیاق وسباق اور الفاظ سے غلط مطالب اخذ کر کے جو مفروضے قائم کیے ہیں۔ اس سے رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کے سرپرست اور نقاد، آداب تنقید سے ناواقف اور ذہنی افلاس میں مبتلا معلوم ہوتے ہیں۔ علامہ ہونے کا زعم شعور وآگہی کھو بیٹھا ہے۔ ہم کسی بحث میں الجھنا نہیں چاہتے اور نہ ہی بحث میں الجھنا ہمارا نصب العین ہے۔ اس جریدے کی تنقید خود بے خبری اور کم علمی کی نمائندگی کر رہی ہے۔ ہم

تنقید نگار کے لیے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں سوجھ عطا فرمائے، شر پھیلانے کی بجائے خیر کی توفیق عطا فرمائے، موجودہ اشاعت میں خواجہ حسن نظامی کو سنی العقیدہ مسلمان ہونے کی بجائے تفضیلی شیعہ قسم کا آدمی قرار دے رہا ہے۔ اس اہتمام پر حیرت نہیں ہوتی اس لیے کہ مذکورہ جریدہ پر بے ہودہ خامہ فرسائی کرتا رہا ہے۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی، پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری، علامہ سعید احمد اسعد اور علامہ شاہ احمد نورانی جیسی معزز شخصیات کو ہدف تنقید کا بنایا گیا ہے۔ سنی عقیدہ رکھنے والوں کا ہرگز یہ کام نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کسی اور ہی عقیدے کی غمازی کرتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ تنقید کو باقاعدہ کاروباری ذریعہ بنا لیا گیا ہے۔ اور اس تنقید کے پس پشت بڑے مذموم عزائم کی نشاندہی ہوتی ہے۔ سنی العقیدہ علمائے کرام پر ایک سنی کی تنقید کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔ سنی مسلمان خبردار رہیں اور رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ کی ہرزہ سرائی کا نوٹس لیں۔ اس نے سنی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی جو مہم شروع کر رکھی ہے یہ ایک بہت بڑی سازش اور گھناؤنے عزائم کی طرف واضح اشارہ ہے۔ محدود اشاعت کا حامل یہ ماہنامہ سنی العقیدہ کا لیبل لگا کر سنیوں میں انتشار پھیلانے کے عزائم میں ہرگز کامیاب نہیں ہوگا۔ اس کی ہر تحریر سے منافقت اور منافرت کی بو آتی ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسے جرائد کا سختی سے نوٹس لے جو پاکستانی قوم اور مسلم امہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے درپے ہیں جبکہ ملک و قوم کے لیے اس وقت اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔

2: علاوہ ازیں انجمن ناموس علماء و اولیاء وزیر آباد

کی طرف سے پمفلٹ نما اشتہار شائع ہوا ہے۔ جس کی مین سرخی ہے "پاکستان میں فرقہ داؤدیہ کے بانی ابوداؤد مولانا محمد صادق کی اسلام اور سنیت کے خلاف خوفناک مہم" اور سب سرخی ہے "مسلمانوں کو کافر بنانے کی ناپاک اور گھناؤنی سازش" اس اشتہار میں لکھا گیا ہے کہ اس فرقہ کے بانی نے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کو کافر اور غیر مسلم قرار دینے کے

علاوہ اہل سنت کے مقتدر علماء و مشائخ پر کفریہ فتوے و دیگر توہین آمیز عبارات جو اپنے رسائل وکتب میں شائع کیے ان تمام خرافات کی تفصیل عنقریب منظر عام پر آرہی ہے۔ دراصل اس آدمی نے اہل سنت کے اندر ایک نئے فرقہ کو جنم دیا ہے۔ جس کے نظریات امت مسلمہ کے برعکس ہیں جن علماء کے خلاف اس قسم کے فتوے دیئے گئے ہیں اور توہین آمیز بیانات دیئے گئے ہیں ان میں سے بعض کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

1: علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ (ملتان)

2: شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزارویؒ (وزیر آباد)

3: خطیب الاسلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ (آلو مہار شریف)

4: قائد جمعیت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ

5: مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ

6: مفسر قرآن علامہ پیر کرم شاہ الازہری مدظلہ

7: مفکر اسلام علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

8: مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی بشیر حسین نقشبندی (گوجرانوالہ)

9: صوفی باصفا مولانا صوفی عبداللطیف نقشبندی (گوجرانوالہ)

10: قائد اہلسنت صاحبزادہ حاجی فضل کرم (جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان)

11: صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ (فیصل آباد)

مسلمانو! اس فرقہ داؤدیہ کے خلاف متحدہ ہو جاؤ اور مسلمانوں کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے حوالے سے اس فرقہ کے بانی کی سازشوں کو بے نقاب کر دو۔ سازشوں کو بے نقاب کر دو۔ ہوشیار باش مرد مومن، ہوشیار باش منجانب: انجمن تحفظ ناموس علماء و اولیاء وزیر آباد۔

3: اسی تحریک اتحاد المسلمین پاکستان لاہور کی طرف سے بھی پمفلٹ نما اشتہار شائع ہوا ہے جس کی سرخی ہے "فرقہ داؤدیہ کا سربراہ مولوی صادق حقیقتاً کاذب المعروف مولوی روڈا یہودیوں کا ایجنٹ، مسلمانوں کے خلاف گہرا سازشی اور جو کام یہودی نہ کر سکے۔ اس

نے کر دکھایا اور سب سرخی ہے" تقویٰ اور پارسائی کا جھوٹا لبادہ اوڑھنے والے مولوی روڈے کے نزدیک یہ تمام علمائے ومشائخ (معاذ اللہ) کافر ہیں (پمفلٹ میں کل 32 جید علماء ومشائخ اور سیاسی زعماء کے نام درج ہیں جن پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اختصار کے پیشِ نظر ان میں سے چند ایک کے نام لکھے جاتے ہیں مثلاً غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمیؒ، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ، شیخ القرآن مولانا عبد الغفور ہزارویؒ، شیخ الفقہ حضرت مولانا نور اللہ صاحب بصیر پوریؒ، امیر ملت حافظ پیر جماعت علی شاہؒ، اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ، مفتی پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ، غازی کشمیر حضرت مولانا ابو الحسناتؒ، خطیب اسلام حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلو مہاریؒ، قائد جمعیت حضرت مولانا الشاہ احمد نورانیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی مفکر اسلام علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ، مفسر قرآن علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہ، حضرت علامہ مولانا محمود احمد رضوی مدظلہ، حضرت علامہ صاحبزادہ افتخار الحسن شاہؒ، پیر طریقت حضرت علامہ صاحبزادہ محمد کبیر علی شاہ مدظلہ، حضرت صاحبزادہ حاجی فضل کریمؒ، ابو البیان حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد مجددیؒ، بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ، شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ، وغیرھم

خبردار لوگو! اس شخص کے گھناؤنے جاہلانہ اور جھوٹے پروپیگنڈے سے خبردار رہو۔

منجانب: تحریک اتحاد المسلمین پاکستان لاہور۔

نوٹ، آئندہ اشتہار میں مولوی روڈے کی ملک وملت کے خلاف سازشوں کے گھناؤنے انکشافات ملاحظہ فرمائیں۔

ضروری گذارش:

قارئین کرام! مشن کے مزاج، احترام، تحمل اور متانت کے باعث اصل اشتہارات جو ہمارے پاس محفوظ ہیں شائع نہیں کیے جا رہے۔ لیکن اگر ضرورت پڑی تو ان کا شائع کرنا ہماری مجبوری ہوگی۔ (صاحب مضمون) (خط کی دوسری قسط آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

فرقہ داؤدیہ..کے بانی کے نام کھلا خط

منجانب: مسٹر طاہر القادری

قسط نمبر 2

فیصل آباد سے شائع ہونے والے رسالے "انیس اہلسنت" میں اس کے مدیر اعلیٰ محترم قاری محمد غلام رسول صاحب لاؤڈ سپیکر میں نماز بلا کراہت جائز ہے کہ عنوان کے تحت ادارتی صفحہ پر رقمطراز ہیں۔

قارئین انیس اہلسنت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ کی طفل عاطفت چلنے والا "رضائے مصطفےٰ نہیں رضائے ابوداؤد ہے کیونکہ رضائے مصطفےٰ کا تو یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کی رضا وخوشنودی پیش نظر ہو لیکن گوجرانوالہ کے نام نہاد رضائے مصطفےٰ کو اس سے دور کا بھی تعلق نہیں بلکہ اس پرچہ میں سوائے ابوداؤد صاحب کی ذاتی تشہیر اور خود ساختہ اجتہاد کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ جب سے یہ پرچہ جاری ہوا ہے اس وقت سے علماء پر سوقیانہ حملے اور باہمی فتنہ وفساد کے اس پرچہ نے کچھ نہیں کیا اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوسکتا ہے کہ اس پرچہ نے فضیلت صدیق وجبریل کے موضوع پر ملک کی سب سے بڑی دو علمی شخصیات حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی دوراں حضرت سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان آویزش پیدا کی اور پھر دونوں طرف سے اور بھی جید علماء ملوث ہو گئے مگر اس کا نتیجہ کیا نکلا یہ دونوں بزرگ تو پھر باہم شیر وشکر اور ایک دوسرے کے لیے محترم ہوئے لیکن ابوداؤد صاحب کے ہاتھ کیا آیا۔ والفتنۃ اشد من

الفضل ابوداؤد صاحب کی یہ عادت بن چکی ہے کہ اگر کسی میں کوئی بات دیکھی تو فوراً نام نہاد رضائے مصطفےٰ کے صفحوں پر صفحے کالے کر دیئے یعنی تمہیں اگر پریس کی سہولت حاصل ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سہولت کا ناجائزہ فائدہ اٹھاتے ہوئے جن کے پاس یہ سہولت نہیں ان کی کردار کشی کی جائے اور ان کے تقویٰ وطہارت میں مین میخ نکالی جائے! ہم اب تک اس پرچہ کو نظر انداز کرتے رہے بلکہ دو ایک مرتبہ اس کے لیے کلمات خیر بھی کہے مگر یہ پرچہ اور اس کے ظل عاطفت صاحب کو اپنے قلم پر کنٹرول نہیں رہا بلکہ ڈاکٹر اسرار کی طرح سوائے ابوداؤد صاحب کے کوئی بھی مسلک اعلیٰ حضرت وحمہ اعظم پر نہیں رہا۔ یعنی جیسے ڈاکٹر اسرار کو سارے مشرک نظر آنے لگے ہیں ویسے یہ صاحب بھی ہر ایک پر فتوائے کفر وفساد جڑنے لگے ہیں۔

دامن کو ذرا دیکھ

ذرا بند قبا کو دیکھ

تفصیل اس جمال کی یہ ہے کہ انیس اہلسنت کے بارے میں پہلے بھی ایک مرتبہ اس نام نہاد پرچہ میں وقت کے اس مجدد نے ایسی زبان استعمال کی جو کہ عام لوگ بھی استعمال نہیں کرتے۔ ہم خاموش رہے اس کے بعد دوسرے پرچہ میں پھر وہی سوقیانہ پن اور جلی کٹی باتیں! اس وقت ہم مدینہ طیبہ میں تھے وہاں ہمیں اس کی اطلاع ملی۔ ہم نے مدینہ طیبہ سے ابوداؤد صاحب کو خط لکھا کہ حضرت دومرتبہ آپ اپنا فرض ادا کر چکے ہیں اب جانے دیجئے اور ہمیں مجبور نہ کیجئے کہ جوابی کارروائی کریں لیکن حضرت کچھ اثر نہ ہوا۔ لہٰذا انیس ملسنت میں ان کے چھ جہازی سائز کے صفحات کے مقابلے میں صرف چھ سطریں بطور جواب۔ آن غزل لکھی گئیں۔ جس پر حضرت ابوداؤد صاحب بھڑک اٹھے۔ گر آئے حضرت والد صاحب مدظلہ کی حد میں کہ حضرت قاری صاحب کو روکیے۔ حضور والد صاحب قبلہ نے فرمایا۔ مولانا شیر محمد

صاحب سیالوی اور یہ گنہگار حاضر خدمت ہوئے۔ والد صاحب نے فرمایا کہ چونکہ مولانا
صاحب چل کے آئے ہیں۔ لہٰذا اب کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ ہم نے الٹا
حضرت ابوداؤد صاحب سے معذرت کی اور اظہار شرمندگی کیا کہ ہماری وجہ سے آپ
کو گوجرانوالہ سے فیصل آباد تک سفر کرنا پڑا۔ اس پر ابوداؤد صاحب نے بڑے خلوص اور چار
افراد کی موجودگی میں یہ وعدہ کیا کہ آئندہ وہ اشارۃً یا کنایۃً بھی ہمیں موضوع سخن نہیں دیں
گے مگر ہوا کیا؟

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا
روندی یاراں نوں لے لے نا بھرواں دے

ابوداؤد صاحب حضرت محدث اعظم کے عرس پر تشریف لائے۔ آپ نے خطاب
فرمایا، خطاب کیا تھا اشاروں کنائیوں میں خوب خوب برسے۔ ہم خاموش رہے۔ لیکن ماہ
جولائی مطابق رمضان المبارک کے اس نام نہاد رضائے مصطفےٰ نے ہمیں جوابی کارروائی پر
مجبور کر دیا۔ اس شمارے میں حضرت محدث اعظم کے نام سے منسوب کر کے تین فتویٰ شائع
کیے گئے (حالانکہ ان فتووں میں بھی مکروہ تحریمی کا کہیں ذکر نہیں۔ احتیاط کا ذکر تو ہے) آخر
میں یہ بزرگ (ابوداؤد) صاحب فرماتے ہیں! مگر صد افسوس کہ حضرت صاحب کے
احسانات ونظر کرم سے پروان چڑھنے والے ان کی شاگرد، مرید اور نائب و مفتی کہلانے والے
اور آج بھی کچھ زیر سایہ فیصل آباد میں رہنے والے آپ کے مسلک اور قول و فعل کی خلاف
ورزی کر رہے ہیں بلکہ آپ کے مسلک کو مسخ کرنے سے بھی نہیں ہچکچاتے۔ کوئی نماز میں سپیکر
استعمال کر رہا ہے کوئی مسئلہ رویت ہلال کی خلاف ورزی کر کے ریڈیو، ٹی وی کے اعلان پر
صوم وفطر کی بناء پر کر رہا ہے اور کوئی فوٹو بازی سے دل بہلا رہا ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے کتنے بدل جاتے ہیں لوگ

قارئین! یہ ہیں اس بزعم خویش مجدد وقت کے نظریات اور ارشادات! جس میں براہ راست ہمارے عم محترم حضرت مفتی محمد امین صاحب مدظلہ کو (جو لائل پور میں محدث اعظم کے سب سے پہلے شاگرد، اپنے تقویٰ وطہارت اور مسلک محدث اعظم کے (آپ کے آخر دم تک اور بعد وصال) مفتی ہونے کی حیثیت سے صحیح معنوں میں نائب اور قابل فخر شاگرد ہیں) طعن وتشنیع کا نشانہ اور مسلم محدث اعظم کو مسخ کرنے والا بتایا ہے۔ اس بناء پر آج ہم مجبور ہیں کہ اگر کوئی شخص ہمارے بزرگوں پر کیچڑ اچھالے تو ہم وہی کیچڑ اس کے منہ پر مل دیں یہ ہمارا فرض بھی ہے اور ہماری غیرت کا تقاضا بھی۔ یہ تو وضاحت تھی اس بات کی کہ ہم جواب کیوں دے رہے ہیں تاکہ کوئی بھی شخص یہ نہ سمجھے کہ ابتداء انیس اہلسنت سے ہوئی ہے۔

اتنی نہ بڑھا پاکئی داماں کی حقیقت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا کو دیکھ

فرقہ داؤدیہ کے بانی کے نام کھلا خط

منجانب: مسٹر طاہر القادری

قسط نمبر 3

تحریک منہاج القرآن کی تاریخ اپنے دور اول سے لے کر آج کے دن تک بحمد للہ اس پر گواہ ہے کہ اس کے بانی سے لے کر ایک عام کارکن تک نے اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ سے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کا درس دیا ہے اور کبھی کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا کہ جس سے تفرقہ وانتشار کو ہوا ملے، چنانچہ قائدین تحریک کی اسی حکمت عملی کا نتیجہ ہے کہ تحریک اور بانی تحریک کی شخصیت کے حوالے سے اٹھنے والی ہر آواز خاموش ہوگئی اور یہ کاروان حق اپنی منزل کی طرف گامزن رہا اور اس نے اپنی عظیم منزل مصطفوی انقلاب کی طرف سفر جاری

رکھا۔ یوں بانی تحریک مدظلہ کے بے مثال شخصی کردار کے باعث اب تک بلا مبالغہ لاکھوں فرزندان توحید اور عشاق مصطفیٰ اس قافلہ عشق ومحبت میں شامل ہو کر موجودہ نظام باطل کو پلٹ دینے کے لیے معروف عمل ہیں۔

چنانچہ اس عظیم منزل کے راہی راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو کمال بے نیازی سے پس پشت ڈالتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں اور اس سلسلہ میں ایسی پگڈنڈیوں میں الجھنا نہیں چاہتے ہیں کہ جن پر چل کر منزل دور ہو جائے اور کارواں بے نیل مرام رہے۔ اس لیے راقم قومی وملی درد پر مشتمل اپنے اس عریضہ میں علمائے اہل سنت گوجرانوالہ کی طرف سے جاری کردہ مصالحتی فارمولہ کو من وعن درج کرنے پر اکتفا کرتا ہے۔

اس مذکورہ فارمولہ میں اہل سنت کے اتحاد اور آئندہ کے لیے اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کو جاری رکھنے کے لیے واضح رہنمائی موجود ہے۔ بطور خاص یہ فارمولہ گوجرانوالہ کی مقامی سنی سیاست کے لیے تو یقینا مفید ثابت ہو چکا ہوگا اور اس نے وہاں کے علمائے اہل سنت کے مابین اتحاد واتفاق اور اخوت ومحبت پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہوگا۔ علاوہ ازیں قومی سطح پر بھی یہ علماء وعوام اہلسنت میں باہمی اتحاد پیدا کرنے میں سنگ میل ثابت ہونے کے علاوہ ایک مستقل لائحہ عمل کا کام بھی دے سکتا ہے۔

مصالحتی فارمولہ

1: مولانا ابو طاہر محمد عبد العزیز چشتی، مولانا محمد سعید احمد مجددی، اور علمائے کونسل وغیرھم کے خلاف شائع کردہ پمفلٹ کی تردید پمفلٹ کی صورت میں بطور معذرت شائع کی جائے۔

2: جماعت رضائے مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے حضرت خواجہ محمد حمید الدین سیالوی مد ظلہ العالی کے خلاف حالیہ توہین آمیز اخباری بیان پر اخبارات میں معذرت شائع کی

جائے۔

3: شہری سطح پر مشترکہ مذہبی تقریبات کی سرپرستی وقیادت کے لیے علماء کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے۔

4: (الف) علماء ومشائخ اہلسنت کے درمیان متنازعہ مسائل اور باہمی اختلافات کے بارے میں ماہنامہ رضائے مصطفی میں کسی قسم کی فتویٰ بازی یا تنقیدی بیان شائع نہ کیا جائے۔

(ب) عوامی اجتماعات میں کسی بھی سنی عالم دین کے خلاف کردار کشی کے رجحانات اور منفی تبصروں سے اجتناب کیا جائے جیسا کہ آپ خطبات جمعہ یا جلسوں میں اکثر ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(ج) اہلسنت کی مذہبی وسیاسی جماعتوں یا ان کے قائدین کے خلاف رسائل وتقاریر میں منفی طرزِ عمل اپنانے یا نازیبا الفاظ کے استعمال کرنے سے گریز کیا جائے۔

(د) گوجرانوالہ میں اہلسنت کے تمام اختلافی امور اور دینی معاملات میں اہلسنت علماء کونسل کے مشورے اور اعتماد کے بغیر کوئی ذاتی یا انفرادی اقدام نہ کیا جائے۔

5: مسئلہ تفضیل حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ و حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں علماء ومشائخ اہلسنت کے خلاف کفر وضلالت کے شائع شدہ فتووں سے رجوع کر کے ماہنامہ رضائے مصطفی میں توبہ نامہ شائع کیا جائے۔

6: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خلاف جس مہم کا آغاز کیا گیا ہے اسے فی

الفور بند کیا جائے مثلاً اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خانؒ کے لیے مجدد اعظم لکھنا اور حضرت مجدد الف ثانی کو گیارہویں صدی کا مجدد لکھنا یا کہنا اور رسائل و اشتہارات میں مجددین جیسی اصطلاحات استعمال کرنا۔ اسی طرح اصلی سنی اور نقلی سنی کی تعریفات اور سنی علماء کے خلاف مکمل اطلاقات بھی بند کیے جائیں۔ نیز اخباری بیانات اور ماہنامہ رضائے مصطفیٰ میں اہلسنت کے درمیان متنازعہ مسائل کو ہوا نہ دی جائے۔ اور ان کے خلاف منفی تبصرے اور کردار کشی کے رجحانات سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ اور اہلسنت کے کسی دھڑے، گروپ یا پارٹی کے خلاف منفی رویہ روا نہ رکھا جائے۔ علاوہ ازیں اکابرین اہلسنت کے باہمی اختلافات کے سلسلہ میں رضائے مصطفیٰ میں کوئی تنقیدی بیان شائع نہ کیا جائے۔

7: کرنل معمر قذافی کمیونسٹ نواز کی شان میں لکھی گئی کتاب کی تردید شائع کریں اور فوری طور پر توبہ کا اعلان کریں۔

منجانب: اہلسنت علماء کونسل پاکستان گوجرانوالہ

قرارداد پر دستخط کرنے والے علماء اہل سنت گوجرانوالہ کے چند اسماء گرامی یہ ہیں۔

1: حضرت علامہ مولانا سعید احمد مجددی صاحب

2: حضرت علامہ ابو طاہر عبد العزیز چشتی صاحب

3: حضرت علامہ مولانا قاری غلام سرور حیدری صاحب

4: حضرت علامہ مولانا محمد طفیل رضوی صاحب

خط بنام علامہ ابوداؤد گوجرانوالہ

منجانب: مولانا محمد ذوالفقار علی رضوی، ٹس ننگہ ہل

محترم المقام نائب حضرت ممدوح اہل سنت پیکر صدق وصفا دامت الطافکم ثم برکاتکم القدسیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج معلی بخیر ہوں حضور والا کا نامہ گرامی بصورت رقعہ مجلہ نورانی ناقوس اہل سنت رضائے مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثناء) کے بنڈل میں موصول ہوا شکر خدا کہ حضور والا نے فیض رضویت بصورت بنڈل ارسال فرمایا (یہ نیک شگون ہے) ایک مختصر سے رقعہ شریف نے کتنے باب خضر حیات رضویت کو کھولا۔ قبلہ ام بندہ علمائے بریلی کے جوتے مبارکہ کے لمس کو باعث فخر وناز ورحمت یقین بالجزم رکھتا ہے۔ اس فقیر کے ایماء نہیں بلکہ دلی تڑپ جو حضرت شیر اہل سنت علیہ الرحمۃ اور حضور آقائے نعمت ذخری لیوم حضور محدث اعظم بریلویؒ اور حضور مجدد اعظم برکت المصطفیٰ فی العرب والعجم علیہ الرحمۃ کے در اقدس کے ادنی دریوزہ گر ہونے کی صورت میں ایک اندھیری جو چاروں طرف سے ایک گمسن گیری کی شکل میں امام احمد رضا مجدد اعظم بریلوی علیہ الرحمۃ کے فکر آپ کے جذبہ عشق اور مجددانہ جذبہ جہاد کیا تو کھلی غداری منافقت کر رہی ہے اور ہم لوگ (یعنی جو لوگ وقتی مصلحت وصلح کلیت کے کفر میں مبتلا لوگوں کے لیے ملت حنیف کی موت ہوگی والعیاذ باللہ)

مخلصی فی اللہ

کیا اب یہ وقت بیچ بچ کر رہنے کا ہے کہ اگر کلمہ حق کہا گیا تو فلاں پیر، فلاں شیخ الحدیث فلاں فقیہ ناراض نہ ہو جائے۔ یہ شیوہ خلفاء حضرت شیر اہل سنت علیہ الرحمۃ کا نہیں نہ ہی حضور محدث اعظم بریلوی اور حضور مجدد اعظم رحمۃ اللہ کا ہے۔ خدارا وہی درس جو محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے سامنے بیٹھ کر پڑھا گیا ہے یاد رکھیں اہل صدق مصلحتوں کا شکار نہیں

ہوتے۔ کس کس کا نام لوں خدارا پرانے پیکر صدق وصفا رہیں جن کے متعلق حضرت محدث اعظم داتا دربار علیہ الرحمۃ کے حضور فرماتے تھے۔

ہورہائی صادق وتیرے عنایت کی علیہ الرحمۃ

مخلصی فی اللہ

پورے ملک بلکہ اب تو پوری دنیا میں مسلک رضا علیہ الرحمۃ اور مسلک حضور آقائے نعمت ذخری لیوم وغدی کے تحفظ پر کس کا نام لوں اگر ایک شخص (یعنی بندہ رسول ﷺ) کو مولیٰ تعالیٰ توفیق دیتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ نہ کہ ستم بالائے ستم اسے گردن زدنی کی سزا دینا چاہیے۔

کیا حضور والا آپ کے زیر سایہ جو ترجمان رضویت ہے کیا کیا عرض کریں ترجمہ اعلحضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کا دفاع صحیح ہو رہا ہے جواب درکار ہے (قابل مواخذہ شرذمہ قلیلہ)

کیا: قاضی لادائم کا معجزہ لاظل لعلیﷺ کا انکار اور اس مجلہ ناقوس اہل سنت سے اس کی عزت افزائی چہ معنی دارد؟

کیا: حضور انور دام سعیکم ایک غازی مجاہد والدین کریمین کی عظمت شان کے علم کو بلند کرنے والا ابھی تو مجلہ مجسمہ نور کے صفحات پر عاشق رسول کی صورت میں متعارف کیا جائے اور آپ ایسے ایسے شان کریمی کے خلاف الفاظ زیب نہیں دیتے۔ اگر اس منبع رشد و ہدایت کے دامن میں تربیت کردی جائے تو یہ غازی حضور مشائخ ثلاثہ رحم المولی القدوس کے دین کا بھی غازی ومجاہد ہے۔ لاکھوں روپے فی سبیل اللہ عظمت رسول ﷺ اور عزت پاک کی شان اقدس کے دفاع پر خرچ کرنے والا جھوٹ پر جھوٹ اور کردار کشی نہیں کرسکتا۔

جواب باصواب سے نواز کر بندہ کی آتش جذبہ عشق بارا کہ رضویت علیہ الرحمۃ میں مزید

اضافہ فرمائیں۔

کیا: ایسے شخص کو شیعہ کہنا چاہیے جو آقائے عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور حاضری دیتا ہے اوراب بھی حاضری کے لیے جا کر انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ کی تصویر بن کر بحضور آقائے عالم علیہ التحیۃ والثناء والتسلیم شکایت لگائے گا۔

کیا حضور منبع فیوض وبرکات

آپ کے دامن سے وابستہ فقیر کا روحانی برخودار مولانا محمود احمد ساقی کوثر علیہ التحیۃ والتسلیم کے جام سے سیراب شدہ کو قطع صلہ رحمی کا مرتکب بنانا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ قبلہ عالم یہ چند ایک معروضات حق تو یہ کہ سب کچھ آپ کی زیر ادارت چھپنے والے ترجمان اہل سنت سے شائع ہوں اور ہم ٹھنڈے دل سے کہتے ہیں کہ کارپردازان ملت حنیف بلکہ آج کے دور میں یہ کہنا حق بجانب ہے کہ ملت رضویت کے پاسبان کے شایان شان کلمہ حق ادا ہونا چاہیے تھا۔ خدا ورسول جل جلالہ و صلی المولیٰ القدوس کے طفیل ملاح بن کر اس کشتی کے لیے سلامتی کا باعث بنیں۔ دیکھیں کیسے فتنے اٹھ رہے ہیں جن کے متعلق آپ کے مجلہ نورانی نے متعارف کرایا ان کی ہمیشہ کے لیے سرکوبی بھی کی۔ اب وقت ہے ہماری حوصلہ افزائی کا یہ مسلک رضا کی حقانیت خصوصاً ترجمہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کے تحفظ کا چاروں طرف سے باطل مذاہب تو مخالف ہو گئے۔ امام اسلام امام اہل سنت علیہ الرحمۃ کی محنت پر پانی پھیرنے کے لیے نام نہاد مفکر اور کیا کیا القاب کے حامل سازشیں کر رہے ہیں۔ ابھی وہ لوگ زندہ ہیں جن کے دلوں میں حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ نے عشق آقائے دو عالم علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کی انگاری روشن کی تھی وہ کسی وقت شعلہ جوالہ بن کر نجدیت خارجیت کے ڈھیر کو بھسم کر دے گی اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دشمنوں کو بھی۔ اے پیارے اہل سنت بریلوی کے غازی مجاہد تیرے لیے ہم وقت دست بدعا ہوں کہ آپ کو عمر خضر ؟ ... اضافہ فرمائے۔ ایک خدشہ جو کہ یوسوس فی صدور الناس کی شکل

میں خدا کرے نہ ہو۔

ہمارے اماں جی علیہا الرحمۃ (یعنی والدہ ماجدہ قبلہ معلیٰ بالقابہ) کی عادت کریمہ تھی کہ ہر پیر وار کو میلاد شریف کا حلوہ اور پراٹھا طلباء کرام مہمانان آقائے عالم علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور نذرانہ عطا ہوتا تھا۔ (جس میں یہ فقیر بھی فیض یاب تحفہ رضویت تھا) آیا اس عمل مبارک میں تسلسل ہے خدا نہ کرے قطع ہونے کی وجہ سے کہیں یہ رجعت کا باعث نہ بن گیا ہو! جواب با صواب سے نوازیں۔ یہ حضرات جو آپ کے دعا گو ہیں آپ کے لیے ادارہ کے لیے خادم ملک وملت اور بالخصوص مسلک رضا علیہ الرحمۃ کے لیے باعث رحمت خداوند کریم بجاہ حبیب الکریم تینوں سے خاص طور پر نفاق اور بزرگوں کی بے ادبی سے بچائے۔

آخری گذارش حضور والا آپ ایک عظیم ذمہ دار اور عظیم حلقہ ارادت کے وارث ہیں۔ آپ کے قلم سے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ آقائے عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی شان اقدس میں بے ادبی (یعنی ذنب امت کے ترجمہ) کی بجائے (غیر اولی ظاہراً گناہگار موہومہ گناہ) العیاذ باللہ۔ آقائے عالم علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے حضور کتنی بے ادبی اور قابل گردن زدنی جرم ہے۔ اس کی حوصلہ شکنی حضور والا اور ادارہ کا فرض ہے۔

کاش آج حضرت شیر اہل سنت (ظاہری زندگی) میں ہوتے اور حضور آقائے نعمت ذخری لیوم وغدی محدث اعظم علیہ الرحمۃ ہوتے تو پھر پتہ چلتا کہ حق کدھر ہے آیا یہ کرنل سچا ہے یا گدی کے وارث فقیر بندہ بندہ رسول وغلام رسول وغلامان رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا ادنی ترین خادم محترم بندہ رسول علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی تصنیف سایہ نہ تھا۔ کتاب کو حق سمجھتا ہے اور ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے سعی جمیل میں قاضی لادائم کا رد کیا۔ حضور والا یہ ترجمان اہل سنت کا حق زیادہ تھا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

الفقیر الی مولیٰ علی محمد ذوالفقار علی رضوی خادم العلماء الحق بریلوی 8 رمضان المبارک 1424ء

قارئین کی تفریح طبع کے لیے (لباس خضر میں کیسے کیسے لوگ)

(ماہنامہ ندائے اہلسنت، 2002ء میں لکھتا ہے)

مولوی حسن علی میلسی کیا چیز ہے؟ سنیوں کے بال ٹھا کرے اگر سنی رضوی ایک گھر ہے تو مولوی حسن علی میلسی اس کی لیٹرین ہے

میرا خیال تھا میلسی کے مولوی حسن علی اور بزعم خود قادری رضا بریلوی سے حضور محدث اعظم پاکستان نائب اعلیٰ حضرت سیدی مرشدی مولانا محمد سردار احمد محدث کی نسبت سے خطاب کرنے کی وجہ سے کچھ خوف خدا، سنی اتحاد کا خیال، باہمی جنگ سے گریز کا اس کو کوئی خیال آسکتا ہے۔ مگر میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا کہ یہ شخص کسی نسبت واسطہ یا تعلق کا روادار نہیں۔ یہ صرف دشمن اہلسنت قاطع رضویت اپنی جہالت کو قلم کاری، الفاظ کے اسراف و تبذیر کو اپنی دانش سمجھتا ہے۔ ایسے حرماں دوں نہاد و بد باطن شخص کا علاج اس کی کسی بات کا جواب دینا نہیں بلکہ نہ دینا ہے۔ لکھنا اس لیے پڑتا ہے کہ سنی حضرات سے السعید کے قارئین اس شیطانی پروپیگنڈے کا شکار نہ ہو جائیں جو یہ شخص واہی تباہی بکتا رہتا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ وہ معاذ اللہ حضور محدث اعظم کا خلیفہ بھی ہے۔ حالانکہ آقائے نعمت مرشد برحق سید مرشدی حضرت محدث اعظم پاکستان کا مشن "رحماء بینھم" تھا مگر اس بدبخت کا مشن اہلسنت میں انتشار تشتت، تفرق بغض و عناد ہے۔ یہ شخص میلسی میں بھی کسی عزت و آبرو کا نہیں۔ عوام اہلسنت کی نفرت و دھتکار کا مرکز ہے۔ کبھی زمینداروں کا درباری قوال اور چڑھتے سورج کا پجاری ہے مگر اہلسنت کی جہاں اور بدنصیبیاں ہیں وہاں یہ بدنصیبی بھی ہمارے گلے پڑی ہوئی ہے۔

قابل لعنت

اس حرماں نصیب نے لکھا ہے کہ مرکزی جماعت اہلسنت کے ورکرز کنونشن میں اہلسنت کی بجائے "سیاسی جماعتوں کے کارکنوں اور یکجہتی کونسل اور متحدہ مجلس عمل میں شامل دیو بندیوں، وہابیوں مودودیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی" لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ٥ بولیے سب مل کر لعنۃ اللہ علی الکٰذبین ٥ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جس کا متحمل صرف دور حاضر کا السعید ہی ہو سکتا ہے۔ ہزار اختلاف کے باوجود کاظمی برادران حلف شرعی سے بتائیں کہ اس جعلی داڑھی نے یہ کذب و زور جو بکا ہے اس کا کوئی امکان بھی کنونشن کے ارد گرد تھا۔ حامد سعید کاظمی ہم سے اختلاف ضرور کریں لیکن ایسا جھوٹ چھاپ کر وہ کس کی خدمت کر رہے ہیں؟ کیا اس طرح کی بکواس سے ان کی جماعت اہلسنت مضبوط ہو رہی ہے۔ میلسی کی بدعت سیۂ نے خود ہی انکشاف فرمایا تھا کہ وہ معاذ اللہ اہم تحقیقی معلوماتی اور مدلل مضامین لکھ سکتا ہے اور السعید کے فروری، مارچ کے پرچوں میں لکھے جس کا ہاشمی نے جواب نہیں دیا۔ حالانکہ تحقیق معلومات اور دلائل سے بدعت میلسی کا وہی تعلق ہے جو کسی لیوا کا عصمت و شرافت سے ہوتا ہے۔ مولوی حسن علی کی ساری یاوہ گوئی بغض و عداوت کا گند اور اس میں نفرت کی سڑاند ہوتی ہے۔ اس کا جواب کیسا یہ تو صاحبزادگان کی کم ظرفی ہے کہ اپنے والد ماجد قدس سرہ کے ہر دشمن سے نورانی دشمنی میں دوستی کرتے پھرتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ مستقبل قریب میں امام کاظمی قدس سرہ کے تمام دشمنوں کے چہروں سے تقدس کے نقاب نوچنے والے ہیں۔ ان میں مکروہ ترین چہرہ اسی بدعت میلسی کا ہے۔ صاحبزدگان نے عقل و شعور کی مصیبت سے نجات پالی ہے۔ ایسے دوں نہادوں کو اپنے کالموں میں چھاپ رہے ورنہ حسن علی جیسے لوگ اس قابل بھی نہیں کہ اس کے چہرے پر تھوک ہی دیا جائے۔ کیونکہ صاحبزدگان ہزار اختلاف کے باوجود امام کاظمی کی اولاد

ہیں۔ موجودہ اختلاف کے باوجود ان کا تھوک آج بھی ہزاروں حسن علیوں سے بہتر ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ میں نے انہیں اپنا پیر بھائی کہا ہے کہ مجبوری ہے کہ ایک گھر میں آخر لیٹرین بھی تو ہوتی ہے۔ میرے آقائے نعمت نائب اعلیٰ حضرت جنید عصر رواں قطب دوراں سیدی مرشدی حضرت محدث اعظم پاکستان کے دست مبارک پر بیعت کرنے والا ایک جہان ہے۔

اس جہان میں مٹی کا ایک ڈھیلا یہ شخص بھی ہے۔ رضویت کے وسیع وعریض گھر میں قائم ایک لیٹرین یہ بھی ہے۔ باقی رہی خلافت کی حکایت تو حضور قبلہ عالم محدث اعظم کا مبارک منہاج یہ ہے کہ آپ تمام سنی علماء کی عزت کرتے تھے۔ دوسری طرف اس گرم جوشی کا اظہار ہو یا نہ ہو مگر میرے مرشد برحق کا اسلوب مقدس یہی تھا۔ خلافت بھی آپ اسی لیے عطا فرماتے تھے کہ یہ شخص مسلک رضا اور عقیدہ اہلسنت کو فروغ دے۔ مگر جو بد بخت حضور جنید دوراں سے خلافت کا مدعی بھی ہو اور پھر علماء اہلسنت ہی کی اہانت کرے۔ گالی گلوچ سے علماء حق کا گریبان پکڑے اس کی تو بیعت بھی خود بخود ہی فاسد ہو جاتی ہے خلافت کہاں کی رہی۔ حضور مرشد کریم نے اپنی حیات ظاہری میں ایسے کئی سانپوں کو دودھ پلایا، ان کی ظاہری حیات میں ان کے ڈنگ چھپ گئے۔ وصال اقدس کے بعد وہ سانپ پھر اپنے تنے جنم میں آگئے۔ اس میں نہ میرے مرشد کریم کی نگاہ دور بین میں کمی ہوئی اور نہ ہی ان کا انتخاب غلط ہوا۔ آخر دیوبندی، وہابی، تبلیغی، رافضی، مودودی بھی تو سرکار عالم کی امت ہی سے پیدا ہوئے ہیں۔ حضور محدث اعظم مظہر مصطفےٰ کے اہل بیعت میں سے اگر ایک حسن علی پیدا ہوا تو کیا حرج ہے۔ اس سے میرے پیر و مرشد کے بحر فیض کی کوئی لہر کمزور نہیں ہے۔ مسلک کے دشمن اعظم بدعت میلسی پر واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت المصطفےٰ، مخدوم و مطاع عرب وعجم، مجدد اعظم سرکار امام احمد رضا محدث ومجدد بریلوی کے مسلک حق پر علامہ

امام نورانی اور ان کے خدام کل بھی قائم تھے آج بھی ہیں۔اس کا سرٹیفکیٹ حسن علی سے لینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی حسن علی جیسے جہاں فتاویٰ حسام الحرمین کی عبارت پڑھ سکتے ہیں نہ اس کے فہم کے قابل ہیں۔ ہم نے ہمیشہ کہا ہے کہ امام اہلسنت نے جن بدنصیبوں کی کفریہ عبارات پر حکم شرعی جاری فرمایا، ہم اس کے نکتہ نکتہ، شوشہ شوشہ کے نہ صرف موید ہیں بلکہ عامل بھی ہیں۔ پاکستانی سیاسیات میں مجبوراً اپنے غیروں کے ساتھ بیٹھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ سنیوں میں حسن علی جیسے میر جعفروں اور صاجبزدگان جیسے غیروں کے ہاتھوں میں کھیلنے والوں بے دانشوروں کا ایک غول کا غول موجود ہے۔ ایسے عالم میں سیاسی حکمت عملی کے طور پر مسلک امام احمد رضا پر کاربند رہ کر اقوام غیر سے ملنا بھی ضرورت دینی ہے۔ مزید ارشاد ہے کہ

"سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا چہرہ مسخ کرنے اور حلیہ بگاڑنے اور سنی بریلوی تشخص کو ختم کرنے میں آپ اور آپ کے قائد دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔"

دیکھا آپ نے کلب عناد کس طرح بلبلا رہا ہے۔ حالانکہ امام نورانی نے سیاست کے ظلمت کدہ میں مسلک رضا کا فانوس روشن کیا۔ اس بت خانہ میں اذان مسلک رضا اس وقت بلند کی جب ضیاء الحق کے سامنے اس نے کہا کہ مولانا آپ تو دوسرے مکاتب فکر کے آئمہ کی امامت میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔ قائد اہلسنت نے فوراً کہا نہیں جنرل صاحب میں کسی گستاخ رسول کی امامت میں نماز نہیں پڑھتا۔ پاکستان میں تو چھوٹے چھوٹے گستاخان رسول ہیں میں نے تو آپ جو سعودی عرب سے منگواتے ہیں ان کے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ میلسی کے اس اندھے اور بدنصیب دشمن نورانی کو نظر نہیں آتا کہ سعودی حکومت نے ابھی تک قائد اہلسنت کو سعودی عرب جانے کی اجازت نہیں دی۔ آخر مولانا نورانی کا کیا قصور ہے؟ یہی تو ہے کہ امام نورانی پرچم مسلک رضا بلند رکھتے ہیں۔ کبھی

مصلحت کا شکار نہیں ہوتے۔

کوثر نیازی مرحوم نے "اور لائن کٹ گئی" میں لکھا ہے کہ میں نے قومی اسمبلی میں شرط پیش کردی کہ اگر مولانا نورانی مفتی محمود کی امامت میں نماز پڑھ لیں تو ہم اپوزیشن کے تمام مطالبات مان لیں گے۔ اس پر بھٹو نے کہا آپ نے یہ کیا تجویز پیش کردی ہے۔ یہ مولوی تو کرگزریں گے۔ میں نے کہا کہ میں نے یہ تجویز نہیں دی کہ مفتی محمود مولانا نورانی کی امامت میں نماز پڑھیں۔ میں نے یہ تجویز دی ہے کہ مولانا نورانی مفتی محمود کی امامت میں نماز پڑھیں اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔"

دیکھئے غیرت مولانا نورانی کی مسلک امام احمد رضا نے غیر متزلزل وابستگی کو بھرپور اعتماد سے بیان کرتے اور یہ اپنا دیدہ کورلاف گزاف کا شکار ہے۔ یہ بدبخت مظہر الاسلام اور مظہر العلوم کے لفظی تبدل کو اپنا علم اور عہدہ خطاب کے معنوی چکر کو اپنا فضل سمجھ کر ڈینگیں ہانک رہا ہے۔ یہ بوم بے دال قلم ہانک السعید کے قیمتی صفحات کو قائد اہلسنت کی لفظی بحث میں ضائع کر رہا ہے۔ حالانکہ یہ اعزاز قائد اہلسنت کا مطالبہ ہے۔ نہ ضروریات دین سے اور نہ ضروریات مذہب سے اور نہ ہی کبھی جمعیت نے اس کو شرائط رکنیت سے شمار کیا ہے۔ جس نے چلو تمہارے قول کے مطابق ہی اگر بزرگوں نے شفقت کے طور پر "قائد اہلسنت" کہا اگر کسی کو فٹ آئے تو مان لے نہ آئے تو نہ مانے، یہ کونسی نزاع کی بات ہے۔ تمہارے جیسے ایرے غیرے نتھو خیرے کئی پھرتے ہیں اگر نہ مانو گے تو کون سا فرق ہے۔ تم قائد اہلسنت نہ مانو پھر بھی توبہ کرکے جمعیت میں آسکتے ہو۔ اس لفظ کو نہ کسی نے نص قطعی کہا نہ شرط سنیت۔ اگر تم بزرگوں کی ذاتی رائے یا شفقت کو نہیں مانتے نہ مانو جمعیت میں آکر نظام مصطفےٰ کا کام کرو تاکہ اغیار سے ہمسری کی ضرورت نہ پڑے۔ یاوہ گوئے سارا زور خطاب اسی پر صرف کردیا ہے کہ حضرت علامہ سید ابوالبرکات، شیخ الاسلام سیالوی، قطب مدینہ علامہ

جبل پوری وغیرھم اکابر اسلام کی موجودگی میں دوسرا قائد اہلسنت کیسے ہوسکتا ہے۔ حالانکہ اس دیدہ کور کو نظر نہیں آتا کہ حضور ... صاحبؒ حیات ظاہری میں حزب الاحناف کے سالانہ جلسہ میں کم از کم چار مرتبہ مولانا نورانی شریک ہوئے۔ ہر اشتہار پر مولانا کے نام نامی کے ساتھ قائد اہلسنت لکھا گیا۔ قطب مدینہ کی زبان فیض ترجمان سے مولانا نورانی کے لیے کئی مرتبہ یہ لفظ ادا ہوا اور دعائیں ہمیشہ جاری رہیں۔ فقیہہ اعظم سیدی علامہ مفتی محمد نور اللہ نعیمی ملک المدرسین علامہ حافظ عطا محمد بندیالوی، شیخ القرآن غلام علی اوکاڑوی، استاذ الاساتذہ علامہ غلام رسول رضوی، مفسر قرآن، علامہ پیر محمد کرم شاہ عمر بھر قائد اہلسنت کی اصطلاح فرماتے رہے ہیں۔ ان کے متعلقہ اداروں کا مطبوعہ ریکارڈ موجود ہے۔ اس کے باوجود سنیوں کے قلمی سرطان اور فکری گند غلام کھچیاں کرم میلسی سے ہمارا قطعاً مطالبہ نہیں کہ وہ قائد اہلسنت کو ان الفاظ سے یاد کرے اور اس عقل سوز استدلال پر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ علامہ کاظمی ازراہ انکسار اپنے آپ کو خادم اہلسنت بھی فرماتے تھے۔ کیا مولانا نورانی اور ہاشمی قبلہ کاظمی صاحب کو اپنا خادم مانیں گے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ○ اس کا نام ہے عقل کا جنازہ نکلنا...... اگر یہی معیار انکسار ہے تو حضور سیدی مرشدی محدث اعظم نے اس ملغوبہ فساد کو کہیں شفقت سے "خلیفہ" کہہ دیا ہوگا۔ اب یہ اپنی خلافت کی منڈی لگائے بیٹھا ہے۔ اگر اس سے یہ سوال کیا جائے حضور محدث اعظم بھی ازراہ انکسار اپنے آپ کو خادم اہلسنت فرماتے تھے اسی طرح ازراہ شفقت تمہیں بھی کہیں خلیفہ فرما دیا ہے۔ اس پر ہمارا جواب وہی ہے جو تم نے دیا ہے۔ اس مریض بغض نورانی نے مجھے کہا ہے کہ اس نے اکابر کی زیارت ہی نہیں کی۔ حالانکہ اس جاہل عنید کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے آقائے نعمت، مرشد کریم کے علاوہ علامہ غزالی زماں، ملک المدرسین علامہ عطا محمد بندیالوی، شیخ الاسلام سیالوی، محدث کبیر، نائب امام اعظم حضرت سید صاحب، مولانا مفتی تقدس علی خان، فقیہہ اعظم محدث

بصیر پوری، مولانا عبد الحامد بدایونی، خطیب امت مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری، تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی، محدث اعظم مولانا فتح محمد بہاولنگری اور پاکستان میں موجود تمام اکابر اہلسنت کی مبارک صحبتوں سے فیض اٹھایا ہے۔ ان کی زیارات بھی کیں، ان کے مقدس کلام بھی سنے، انڈیا میں موجود اکابر اسلام کی واقعی زیارت سے محروم ہوں مگر جن کا میں نے ذکر کیا۔ ان سب صلحائے امت اور قائدین ملت نے بیک زباں امام نورانی کو قائد اہلسنت فرمایا ہے۔ لیکن اس نام نہاد کا کیا کیا جائے۔ یہ شر و شرارت کا میزائل اپنوں پر ہی پھٹا جا رہا ہے۔ اس کور باطن نے کہا ہے کہ غزالی زماں نے مودودی کا قلمی مکالمہ فرمایا "خطرہ کی گھنٹی" میں موجود ہے۔ مولانا نورانی نہیں فرماتے اس کو شرم آنی چاہیے کہ 1970ء کے انتخاب میں قائد اہلسنت کی سب سے زیادہ مخالفت مودودیوں نے کی...... اسی شدت سے اب تم کر رہے ہو۔ ملی یکجہتی کونسل قومی اتحاد، اسلامی جمہوری اتحاد، متحدہ مجلس علم میں مشترکہ سیاسی جدوجہد کے باوجود مولانا نورانی کے تازہ ترین ارشادات ملاحظہ ہوں۔

"میں تو سمجھتا ہوں کہ انگریزوں نے اس مدرسے (دارالعلوم دیوبند) کو قائم کیا۔ اس سے اختلاف ہوا" نیز

"مولانا مودودی کی تحریروں اور باتوں سے اختلاف اب بھی موجود ہے۔ مولانا مودودی حق پر تھے ہم نے کبھی نہیں کہا" (روزنامہ جنگ میگزین لاہور، 3 مارچ 2002)

اس کے باوجود یہ جاہل اعظم دوست نما دشمن مسلک رضا پھر بھی اتحاد و اشتراک کے پردے میں امام نورانی سے بغض کا شکار ہے۔

تفو تو اے چرخ گردا تفو

مسلک رضا کے اصل دشمن قاضی حسین احمد نہیں...... حسن علی رضوی جیسے بدبختان ہیں۔ اب ایک دھمکی سنیے ارشاد ہے کہ

"اگر ہم نے مولانا نورانی کی صلح کلی اتحادی کردار پر دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام مرکز اہلسنت کا فتویٰ مبارکہ اور موجودہ سابقہ سجادہ نشین بریلی شریف کے مکاتب گرامی شائع کر دیے تو چیخیں منصورہ تک جائیں گی۔"

کوئی کہے اس دشمن بریلی سے کہ بریلی شریف کو پاکستان کے معاملات میں نہ لاؤ۔ یہاں تم نے ہم سے جنگ چھیڑی ہے۔ اس کو یہیں تک رہنے دو۔ ورنہ اس کے جو بھی المناک نتائج ہونگے اس کے ذمہ دار تم ہو گے۔ کسے معلوم نہیں کہ آستانہ عالیہ بریلی شریف میں بھی دیگر آستانوں کی طرح باہمی جنگ ہے۔ حضرت مولانا ریحان رضا اور حضرت مولانا اختر رضا دونوں حقیقی بھائی ہیں۔ ان کے درمیان جنگ جہاز سائز کے پوسٹروں تک پہنچ چکی ہے۔ وہ تمام ریکارڈ میرے پاس بھی ہے۔ اس میں جو کچھ اس کو دیکھ کر صرف کانوں پر ہاتھ رکھے جا سکتے ہیں۔ اگر اس نادان دوست، در حقیقت دشمن بریلوی نے اگر یہ بے وقوفی کی تو وہ تمام ریکارڈ منظر عام پر آ سکتا ہے۔ مگر اس کی پہل ہم نہیں کریں گے۔ بریلی اور کچھوچھہ شریف میں جنگ بھی اس وقت انڈیا سے نکل کر برطانیہ اور مغربی ملکوں تک پہنچ چکی ہے۔ یہاں چند لوگ اس سے باخبر ہیں۔ مگر یہ غدار بریلی یہاں بھی آتش کدہ دہکانا چاہتا ہے تو اس کی مرضی

ہم نیک و بد حضور کو جتلائے دیتے ہیں۔

تاریخ کا اغوا

میلسی کے میر غیچہ نے جمعیت علماء پاکستان کی تاریخ اغوا کرنے کی کوشش کی ہے۔ تفصیلات میں جائے بغیر صرف جواب یہ ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی 1970ء میں نہیں 1952ء میں جمعیت میں شامل ہوئے۔ 1949ء میں میرٹھ سے پاکستان آئے۔ اس وقت 1950ء میں آرام باغ کراچی میں تاج العلماء مولانا محمد عمر نعیمی، حضرت مفتی صاحبداد خان نے حضرت پیر صاحب پگاڑو کی گدی کی بحالی کی تحریک شروع کر رکھی تھی۔

مولانا نورانی اس تحریک کے روح رواں تھے۔ اس وقت کے وزیر اعظم سے جمعیت کے وفد نے مذاکرات کیے اور جامع مسجد آرام باغ میں تین روزہ سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں مولانا نورانی کی ولولہ انگیز تقریر ریکارڈ پر ہے۔ علامہ سید ابوالحسنات کے دور قیادت میں یہ تاریخ ساز واقعہ ہوا ہے۔ اندھا متعصب جھوٹی قسمیں کھا کر جھوٹ بول رہا ہے اور صاحبزدگان کاظمی اپنے والد محترم کی درخشاں تاریخ کو بھی نورانی دشمنی میں اس بودم بے دال کے حوالے کر رہے ہیں۔ العسید میں میرا تفصیلی مضمون شائع ہو چکا ہے۔ کہ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے آغاز سے قبل غزالی زماں نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خاں کے خلاف تحریک پیش کی تھی۔ وہ بھاری اکثریت سے منظور ہوئی۔ یہ حقائق میں حضور غزالی زماں کے دوسرے عرس شریف میں تقریر میں بھی بیان کر چکا ہوں۔ اس وقت خواجہ ناظم الدین مرحوم پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ دینی آل پارٹیز نے خواجہ سے جو مذاکرات کیے ان میں جمعیت علماء پاکستان کی قیادت حضرت مولانا ابوالحسنات نے فرمائی۔ اس میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا مفتی صاحبداد خان اور مولانا شاہ احمد نورانی شامل تھے۔ اس یزید صفت سفاک قاتل تاریخ اہلسنت میلسی کے میر غنچہ کو یہ حقائق "جسٹس منیر کی رپورٹ" شورش کاشمیری کی کتاب "تحریک ختم نبوت" جانباز مرزا کی "سیرت امیر شریعت" دیوبندیوں کی کتاب "1953ء کی تحریک ختم نبوت" میں دیکھ لینے چاہئیں۔ یہ بد بخت ان حقائق کے باوجود قسمیں اٹھائے جا رہا ہے کہ مولانا صاحب کے میر غنچہ نے اپنے تمام مضامین میں "ندائے اہلسنت" کا نام "ندائے نورانی" کیا ہے۔ حالانکہ بددیانتی یہ ہے۔ جس کا جو نام ہے وہ لینا چاہیے۔ ہم نے اس کا نام حسن علی ہمیشہ لکھا ہے مگر اب اس کے شایان شان الفاظ بھی مجبوراً لکھنے پڑے۔ اس نے ایک ارشاد فرمایا ہے کہ "ہاشمی نے نومبر 1995ء کے اپنے شمارہ میں سید مظہر سعید کاظمی کو مخدوم ابن مخدوم اور چوہڑے علم والا لکھا ہے۔

چیلنج قبول ہے اور ثبوت حاضر ہے

کاظمی کی کہانی......ابوداؤد کی زبانی

گواہی نمبر 1 دو کتابیں

"افضل التقریر علی احسن التحریر از علامہ ابوداؤد گوجرانوالہ

"اظہار حقیقت مع فتاویٰ علمائے کرام از مولوی محمد حسن علی میلسی

(احمد سعید کاظمی کے خلاف تکفیر کے فتاویٰ)

قارئین کرام

یہ دونوں کتابیں بندہ کے پاس اصل مطبوعہ نسخے موجود ہیں۔ اب چونکہ کذاب نے خود اپنی کذب بیانی کا ثبوت مانگا ہے تو اس کتاب کے آخر میں ان کی ٹریسنگ کر کے چھاپ دیا ہے۔ ٹریسنگ اس لیے کیا ہے کہ تاکہ کتاب اصل حالت میں نظر آئے۔ اور اس بے بصیرت شخص اور اس کے ساتھی مولوی حسن علی میلسی والے کو اپنی شکل نظر آجائے مولوی حسن علی میلسی والے کے متعلق ندائے اہلسنت لکھتا ہے اگر جماعت اہلسنت کی مثال ایک بیڈروم کی ہے تو یہ میلسی والا مولوی اس کی لیٹرین ہے۔ (ندائے اہلسنت)

ابوداؤد (بے بصیرت اور کذاب) اور مولوی آف میلسی کیا تم نے ان کتابوں سے رجوع کیا تھا۔ اگر نہیں کیا تو کیا تم ان کتب سے انکار کرتے ہو؟ یہ کتب کن لوگوں نے لکھی تھیں؟ قارئین کرام! رسول کریم ﷺ کی شریعت سے سنگین مذاق کی منفرد اور حیرت انگیز داستان ضرور پڑھیے۔ اس سے بڑی گواہی اور کیا ہوگی؟

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الآیۃ)

اللہ چنتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور آدمیوں میں سے (کنز الایمان)

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ (الآیہ)

"تحقیق یہ قرآن رسول کریم (جبریل علیہ السلام) کا قول ہے"

اہل علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش

دعوتِ غور و فکر مسمّٰی بہ

فضلُ التقریر

علیٰ

"احسنِ التحریر"

از

خادم اہل سنت و جماعت ابو داؤد محمد صادق رضوی کان اللہ لہ

زینت المساجد گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد۔ ہر مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ جو اللہ
کا رسول و نبی ہو۔ وہ غیر رسول و غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔ چاہے وہ غیر رسول و غیر
نبی ولی ہو یا غوث یا صدیق۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس اجمالی ایمان کے بعد جب کسی مسلمان
کو بشرطیکہ وہ اصلی مسلمان ہو۔ تفصیل و تشخیص کے طور پر یہ بتا دیا جائے۔ کہ فلاں اللہ کا رسول
ہے۔ لہٰذا وہ غیر رسول سے افضل ہے۔ تو اس میں کسی بھی مسلمان کو کوئی تردد و اشکال نہیں ہو
سکتا۔ کتب عقائد میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مسئلہ لکھا ہے۔ رسول و نبی کا غیر رسول و
غیر نبی سے افضل ہونا اجماعی و ضروریات دین سے ہے۔ لہٰذا اس کا منکر یعنی کسی بزرگ کو
کسی نبی اللہ و رسول سے افضل قرار دینے والا قطعاً کافر و دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ ایک
ایسی بات ہے کہ جس میں قیل و قال و بحث مباحثہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر برا
ہو ضد و عناد و حسد و بغض و غرور و تکبر اور نفسانیت نا جائز و فانی اقتدار کا جس کے
باعث ایک اچھا بھلا معقول آدمی بھی بہک جاتا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء آیا جس
میں یہ دریافت کیا گیا تھا۔ کہ

حیدرآباد کی ایک مسجد کا امام و خطیب ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ سیدنا جبریل علیہ السلام سے افضل ہیں۔ تو کیا یہ عقیدہ کیا ہے۔ شریعت کے حساب سے
شرعاً کیا حکم ہے؟

جیسے جب سوال آیا استفتاء تو استفتاء تھے میں اسی طرح یہ بھی ایک شرعی استفتاء تھا۔

جس میں ذاتی طور پر کسی کی شخصیت سے کوئی بحث تھی اور نہ ہی فرقہ وارانہ سوال تھا۔ چنانچہ فقیر نے بتوفیق اللہ تعالیٰ نہایت خلوص و نیک نیتی کے ساتھ محض ایک دینی مسئلہ سمجھتے ہوئے شریعت مطہرہ کی روشنی میں یہ عرض کیا کہ آیہ کریمہ اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ کے مطابق جیسے انسانوں میں اللہ کے رسول ہیں اسی طرح فرشتوں میں بھی اللہ کے رسول ہیں۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہمہ جلالت و بزرگی رسول و نبی نہیں ہیں۔ اس لئے وہ حضرت جبریل رسول اللہ علیہ السلام سے افضل نہیں ہو سکتے اور جو ان کو جبریل رسول اللہ علیہ السلام سے افضل قرار دے وہ اجماع و ضروریات دین کا منکر ہے۔ اور ضروریات دین ان مسائل کو کہا جاتا ہے۔ جو دین اسلام میں ایسے واضح و مشہور ہو چکے ہیں کہ ان کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی احتیاج ہی نہیں ہوتی اور ان کا منکر بلکہ ان میں ادنیٰ شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔" (خالص الاعتقاد از اعلیٰحضرت و نبراس) ملخصاً

اس خالص شرعی مسئلہ کی اشاعت کے بعد اس کے خلاف کہیں سے کسی بھی عالم کی طرف سے کسی قسم کا کوئی احتجاج نہ ہوا مگر کچھ دنوں بعد لاہور کے ایک مفتی صاحب نے محض نفسانیت و ذاتیات کی بنا پر اس مسئلہ کے خلاف راتوں رات ایک "فتویٰ" مرتب کیا۔ جس میں یہ کہا گیا کہ مسئلہ زیر بحث میں افضلیت جبریل علیہ السلام کے منکر پر حکم کفر لگانا غلط ہے اور مکفر پر توبہ لازم ہے۔ (ملخصاً)

مفتی مذکور نے کسی نہ کسی طرح چند "علماء" کی تصدیقات حاصل کر کے لاہور کے ایک ہفت روزہ کے ساتھ سازباز کر کے اپنا یہ "فتویٰ" اس میں شائع کرایا اور "مفتی" کی ہمنوائی میں اس ہفت روزہ کے ایڈیٹر نے بھی انتہائی خیانت، دھوکہ دہی و بدزبانی کا مظاہرہ کیا۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

ہم نے ذاتی حملوں سے قطع نظر کرتے ہوئے "مفتی و ایڈیٹر" اور ان کے

ہمنوا وغیرہ کی خیانتوں اور مغالطوں کو طشت از بام کیا۔ اور بفضلہ تعالیٰ نفس مسئلہ
کو مزید تفصیل کے ساتھ واضح کر دیا۔ اور بات کو طے کرنے کے لئے "مفتی"
کی پارٹی سے دس اہم سوالات دریافت کئے۔ لیکن اس کے بعد حق کو قبول
کر کے اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کرنے یا معقول جواب دینے کی بجائے "مفتی"
کے ہمنوا ایڈیٹر نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ

"... ہم تا فیصلہ اکابر ملت اس مسئلہ میں حصہ لینے کو ختم کرتے ہیں ... اور
جو اکابر کا متفقہ فیصلہ ہو گا اُس پر قائم رہیں گے۔"

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھتا کہ جب تم میں خود کوئی جرأت نہ تھی اور
تم اکابر کے فیصلہ کے اتنے ہی پابند تھے تو تمہیں پہلے ہی اس معاملہ میں ٹانگ
اڑانے اور اس فقیر سے بلا وجہ توبہ کا مطالبہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اگر تم
مطمئن نہیں تھے تو شروع ہی میں اس مسئلہ کو اکابر کے سامنے پیش کر کے انہیں
اس کی طرف توجہ دلاتے اور ان کے متفقہ فیصلہ کے بعد کوئی قدم اٹھاتے۔ آخر تم
نے محض شانِ رسالت کی حمایت کے جرم میں ایک بے گناہ اور بے تعلق شخص پر
زبان درازی و بدزبانی کی ہے تمہیں دنیا و آخرت میں اس کا کونسا نفع متوقع ہے

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ؎
کہ در شب دیجور عشق با کہ باختہ

بہر حال یہ معاملہ اس طرح ختم ہونے کے چند روز بعد اب حال ہی میں
ایک رسالہ "احسن التحریر فی الانجاز من التکفیر" موصول ہوا جس میں مصنف کا نام اس
طرح لکھا ہے۔ تاج المحققین، رأس المدققین، پاک و ہند کے مصنف، وقت حاضر کے
غزالی، زمانہ حال کے رازی، مقدام علماء ملت، امام اہلسنت، مرشد طریقت
رہبر شریعت، شیخ الحدیث، علامۃ الدہر، فقیہ العصر حضرت علامہ مولانا

مفتی سید احمد سعید صاحب کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان"۔

یاد رہے کہ یہ "غزالی و رازی" وہی بزرگ ہیں جن کی تصدیق سے سابقہ "لاہوری مفتی" کا فتویٰ پہلے شائع ہوا تھا۔ بہرحال اب "مفتی" صاحب دیگر "نمونۂ علماء" سمیت خود پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ اور ان بزرگوار کو آگے کر دیا ہے۔ ؎

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ان صاحب کے یہ جتنے القاب مذکور ہوئے ہیں راقم فقیر کو ان میں سے کسی ایک میں بھی ان کے ساتھ شرکت کا دعویٰ نہیں اور من آنم کہ من دانم کے مصداق نہ ہی اس میں کسی دعویٰ کی ہمت ہے۔ اور سچی بات تو یہ ہے۔ کہ ہمیں نہ کوئی دعویٰ ہے نہ کسی بات پر گھمنڈ ہے۔ البتہ پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی و علماء ربانی کی نیاز مندی پر ناز ہے ہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ علم پر کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ لہٰذا کسی زعم و گھمنڈ کے ساتھ مسئلہ دینی پر سرسری نظر ڈالنے کی بجائے خلوص و للّٰہیت کے ساتھ اس پر غور کرنا چاہیے رسالہ مذکورہ "مفتی" نے اپنے زیر اہتمام چھپایا ہے۔ اور اس کا پیش لفظ بھی خود تحریر کیا ہے۔ جس میں چھوٹتے ہی اس فقیر کے متعلق یوں گوہر افشانی فرمائی ہے "ایک غیر مستند شخص۔ جو علوم دینیہ سے تداول اور تعلیم و تدریس کی مہارت نہیں رکھتا۔۔۔۔۔۔ دروغ گو۔ بدنصیب۔ طلوع آخرت کے خوف سے بے باک ہے۔ مکفر محمد صادق کو جزا نوازنے بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کے کج بحثی اور خلط مبحث کا وطیرہ اختیار کر کے تو بہ سے گریز کیا۔ مکفر کے فتویٰ کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اور اس کے تمام موہومات کو ہباءً منثوراً بنا کر اڑا دیا ہے"!

یاد رہے کہ یہ "ملفوظات" ان کے علاوہ ہیں۔ جو اس سے قبل "مفتی" صاحب اس فقیر کے متعلق ارشاد فرما چکے ہیں۔ ہم تو اس بد زبانی و غلیظ انداز گفتگو کا

تم کی بربری جواب دینے سے معذور ہیں۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں نے ہمیں یہ سبق پڑھایا ہی نہیں۔ البتہ اہل علم و انصاف پسند حضرات کُلُّ اِنَاءٍ یَتَرَشَّحُ بِمَا فِیْهِ کی روشنی میں مفتی صاحب کے انداز گفتگو سے ان کی دلی و دماغی حالت و اندرونی کیفیت کا بخوبی اندازہ فرما سکتے ہیں۔ مفتی صاحب پر ہمیں اسلئے بھی کوئی افسوس نہیں کہ جب وہ اپنے آقائے نعمت مربی و استاد صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمت و دیگر اکابر علماء امت کو نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے منع فرمانے پر وہمی و جذباتی، تفسیر بالرائے کا مرتکب، وعید شدید کا مستحق۔ اور "بریں عقل و دانش بباید گریست" کا مصداق قرار دے چکے ہیں۔ تو وہ ہمارا کیا لحاظ کرینگے آخر ان اکابر کے مقابلہ میں ہماری حیثیت ہی کیا ہے۔

خیر مفتی صاحب نے تو جو کچھ کہا سو کہا۔ وہ تو اپنی عادت و طبیعت سے مجبور ہیں تعجب تو "احسن التحریر" کے مصنف صاحب پر ہے کہ انہوں نے بایں ہمہ "بزرگی" کوئی اچھا رویہ اختیار نہیں کیا کیونکہ انہوں نے بھی اپنے "مفتی" کی طرح جا بجا طنز و تحقیر آمیز الفاظ سے فقیر کو یاد فرمایا ہے۔ اور بار بار مکفر، مکفرہ اور مسلمانوں کی تکفیر کرنے والے مولوی صاحب۔ بہت بڑے گنہگار۔ مسائل اعتقادیہ کو سمجھنے سے نا اہل۔ حد سے متجاوز۔ اپنے منہ سے کافر۔ فتوئ تکفیر باطل و مردود بدنما داغ۔ مزخرفات۔ سخت نادانی و کم فہمی۔ خود ساختہ ضروریات دین۔ خوف خدا سے خالی دل۔ تکفیری فتوؤں سے توبہ کا اعلان کریں وغیرہ وغیرہ (العیاذ باللہ تعالیٰ) الفاظ استعمال فرما کر اور کئی باتیں از خود گھڑ کر اس فقیر کی طرف منسوب کر کے اپنا دل راضی کیا ہے حالانکہ یہ ایک اہم دینی مسئلہ تھا۔ مصنف مذکور کو اس پر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ غور اور دلائل و معقولیت کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیے تھی۔ کیونکہ مسئلہ دلائل کے ساتھ حل ہوتا ہے۔ اس قسم کی زیادتی سے

معاملہ طے نہیں ہوتا مصنف کی اس روش کے مقابلہ میں جوابی طور پر ان کے متعلق ہم بھی حامیِ کفر، حامیِ دین وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر ہمیں اس کی ضرورت نہیں مقصد تبلیغ دین ہے نہ کہ ذاتیات میں الجھنا۔ البتہ اس بات کا ہمیں ضرور افسوس ہے کہ

احسن التحریر کے مصنف صاحب نے یہ جاننے کے باوجود کہ مسئلہ زیر بحث میں دنیائے اسلام کی دو عظیم و جلیل شخصیتیں اس فقیر کی تائید فرما چکی ہیں۔ یہ سب کچھ "فقیر" کے متعلق استعمال کیا ہے اور اس بات کا ذرا بھی خیال نہیں کیا کہ اس فقیر کے ساتھ ان کے ان "مخصوص ارشادات" کی زد ان عظیم و جلیل شخصیتوں پر بھی پڑتی ہے۔ حالانکہ ان میں سے ایک شخصیت وہ ہے کہ جس کے متعلق اسی رسالہ میں وہ خود فرماتے ہیں کہ زیر بحث مسئلہ میں مکفر صاحب نے ایسی جلیل و عظیم شخصیت سے بھی (نا معلوم کس نوعیت سے) تائید حاصل کی ہے جن کے علم و فضل کی ہیبت سے دنیائے اسلام کے بڑے سے بڑے عالم کا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ جو لگ بھگ پچاس برس سے آج تک صحیح معنی میں اہلسنت کی دینی مذہبی علمی اور فنی قیادت فرما رہے ہیں۔ ان کی بارگاہ عظمت پناہ میں کسی دینی مذہبی مسئلہ پر اظہار رائے بالکل ایسا ہے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ رکھ دیا جائے۔" (احسن التحریر ص۵۱)

اب کون پوچھے کہ حضرت! جس شخصیت کے علم و فضل کی ہیبت سے دنیائے اسلام کے بڑے سے بڑے عالم کا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ اس شخصیت کے فتوی مبارکہ کا رد اور اسے مکفر قرار دیتے ہوئے خود آپ کا کلیجہ کیوں نہیں کانپ اٹھتا؟ اور اس فاضل ابن فاضل مجربہ کار مستند عظیم و جلیل شخصیت کے آفتاب علم و فضل سے اقتباس نور کی بجائے آپ کو اس آفتاب کے سامنے اپنا چراغ رکھنے کی

کیا ضرورت پیش آئی ہے؟ آپ ہی کے ارشادات کے مطابق اس آفتاب علم و فضل کے مقابلہ میں آپ کے چراغ کو کون دیکھے گا؟ جب آپ خود ان کی عظیم و جلیل شخصیت کی ہیبت سے نہیں ڈرتے ان کی بات نہیں مانتے۔ ان کی عظمت و جلالت کا پاس و ادب و احترام نہیں کرتے اور عملی طور پر ان کے مقابلہ میں اپنے کو ان سے زیادہ عالم و مفتی قرار دیتے ہو اور ان سے توبہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو اس زبانی قصیدہ خوانی کا آخر کیا فائدہ ہے؟ ایک ظاہر سی بات ہے کہ اگر آپ کے دل میں ان کی وہی عزت ہوتی جو آپ کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ تو ان کے خلاف قلم اٹھانے انہیں مکفر اور ان کے فتوے کو باطل و مردود قرار دینے اور ان سے توبہ کا مطالبہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ ایسی دو رخی پالیسی تو آپ کے ہرگز شایانِ شان نہیں اور قول و فعل کا یہ تضاد کسی طرح بھی آپ کو زیبا نہیں ہے۔ پھر مصنف کا یہ جملہ خاص طور پر محسوس ہو رہا ہے۔ کہ

"مکفر صاحب نے ایسی جلیل و عظیم شخصیت سے بھی (نا معلوم کس نوعیت سے) تائید حاصل کی ہے"۔

کیونکہ "نا معلوم کس نوعیت سے" کا جملہ اس عظیم و جلیل شخصیت پر ایک شدید حملہ ہے۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ معاذ اللہ اس بیدار مغز عظیم و جلیل شخصیت کو دھوکہ دے کر، رشوت پیش کر کے یا ڈرا دھمکا کر تائید حاصل کی گئی ہے اور انہوں نے دھوکہ کھا کر یا کسی لالچ و ڈر میں آ کر ایک ایسے خطرناک فتویٰ کی تائید فرما دی ہے۔ اور کاظمی صاحب کے بالمشافہ مطلع فرما دینے کے بعد بھی وہ اس کفریہ فتویٰ پر اصرار کر رہے ہیں اور اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ حالانکہ اس عظیم و جلیل شخصیت کے متعلق ایسی باتوں کا تصور کرنا بھی مصنف کے لئے جائز نہ تھا چہ جائیکہ تحریر میں اس کا ذکر کرنا...

ہمارا موضوع و مسئلہ زیرِ بحث

جاننا چاہیئے کہ افضلیتِ بشر و ملک سے متعلق کتب اسلام و شرح عقائد میں عموماً اس طرح ذکر آیا ہے۔

(۱) رسول بشر رسول ملائکہ سے افضل ہیں۔

(۲) رسول ملائکہ عامۂ بشر سے افضل ہیں۔

(۳) عامۂ بشر عامۂ ملائکہ سے افضل ہیں۔

یہ تینوں صورتیں بیان فرمانے کے بعد صاحب شرح عقائد سعد الملۃ والدین علامہ تفتازانی علیہ الرحمۃ شخصی طور پر مسئلہ مذکورہ کی دوسری زیرِ بحث صورت کے متعلق فرماتے ہیں۔ اما تفضیل رسل الملائکۃ علی عامۃ البشر فبالاجماع بل بالضرورۃ یعنی رسل ملائکہ کا عامۂ بشر (غیر نبی و غیر رسول تمام بندگانِ دین) سے افضل ہونا اجماعی و ضروریات دین سے ہے۔ اس دوسری صورت کے متعلق اتنا فرمانے کے بعد اور کوئی بات نہیں فرمائی۔ اور اس کے اجماعی و ضروری دینی ہونے پر گفتگو کو ختم فرما دیا ہے۔ پھر اس کے بعد پہلی و تیسری صورت کے متعلق فرماتے ہیں۔

اما تفضیل رسل البشر علی رسل الملائکۃ و عامۃ البشر علی عامۃ الملائکۃ فبوجوہ یعنی رسل بشر کا رسل ملائکہ اور عامہ بشر کا عامہ ملائکہ سے افضل ہونا اجماعی و ضروریات دین سے تو نہیں ہے لیکن دیگر کئی وجوہات سے ہے اس کے بعد ان وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ولا خفاء فی ان ھذہ المسئلۃ ظنیۃ یکتفی فیھا بالادلۃ الظنیۃ یعنی یہ

بات ظاہر ہے۔ کہ (رُسل بشر کا رُسل ملائکہ اور عامہ بشر کا عامہ ملائکہ سے افضل ہونے کا) یہ مسئلہ ظنی ہے اور اس میں ادلۂ ظنیہ کافی ہیں۔ پھر اس کے کچھ بعد اس ظنی مسئلہ کا اختلافی ہونا اس طرح بیان فرمایا ہے۔ ذھبت المعتزلۃ والفلاسفہ وبعض الاشاعرہ الیٰ تفضیل الملائکۃ یعنی پہلی اور تیسری صورت میں جمہور علماء اہل سنت کے برعکس معتزلہ فلاسفہ اور بعض اشاعرہ (علماء اہل سُنت) کا عقیدہ یہ ہے کہ رسل ملائکہ رسل بشر اور عامہ ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں" (شرح عقائد ص ۱۲۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی) مذکورہ مسئلہ کو اس پوری تفصیل کے ساتھ یاد رکھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس مقام پر بعض بڑے بڑے دعویدار و سگہ بند مفتی و مدرس "مصلحان" بھی ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ تینوں مذکورہ صورتوں کا حکم ایک سا نہیں ہے۔ بلکہ ان میں فرق و امتیاز و تفصیل کی گئی ہے پہلی و تیسری صورت ظنی و اختلافی ہے۔ اجماعی و ضروری دینی نہیں ہے اس میں جمہور علماء اہلسنت کے نزدیک رُسل بشر رُسل ملائکہ۔ اور عامہ بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہیں اور بعض علماء اہل سُنت، معتزلہ و فلاسفہ کے نزدیک معاملہ اس کے برعکس ہے۔ بہرحال یہ مسئلہ ہمارا موضوع و زیر بحث نہیں ہے۔ ہمارا موضوع و مسئلہ زیر بحث صرف اور صرف دوسری صورت سے متعلق ہے اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ

"اما تفضیل رسل الملائکۃ علی عامۃ البشر فبالاجماع بل بالضرورۃ"

یہی دوسری صورت زیر بحث ہے۔ اور اسی کو ظنی و اختلافی صورتوں سے الگ کر کے بطورِ خاص اجماعی و ضروری دینی قرار دیا گیا ہے۔

اس فرق و تفصیل کو نظر انداز کرکے دوسری صورت کو ظنی و اختلافی قرار دینا
یا پہلی و تیسری صورت پر بالاجماع۔ بل بالضرورۃ کو چسپاں کرکے
خلط مبحث کرنا محض ستم ظریفی ہے۔ اگر زیر بحث دوسری صورت ظنی و اختلافی
ہوتی اور مسئلہ زیر بحث سے غیر متعلق پہلی و تیسری صورت بالاجماع بل بالضرورۃ
میں داخل ہوتی تو پھر ان تینوں صورتوں کو الگ۔ الگ کے ساتھ الگ الگ بیان
کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ یہ تفصیل از خود بتا رہی ہے۔ کہ پہلی و تیسری صورت
اجماعی و ضروری دینی نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں ظن و اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس
کے برعکس صرف دوسری صورت اجماعی و ضروریات دین سے ہے۔ جس میں ظن و اختلاف
قطعاً نہیں پایا جاتا۔ اگر یہ دوسری صورت بھی ظنی و اختلافی ہوتی ہے۔ تو اسے الگ
کرکے اما تفضیل رسل الملائکۃ علی عامۃ البشر فبالاجماع
بل بالضرورۃ کے ساتھ ہرگز بیان نہ کیا جاتا۔ اس کا اس اہتمام کے
ساتھ الگ بیان ہونا ہی ظاہر کرتا ہے کہ یہ دوسری صورت۔ پہلی و تیسری صورت
کے برعکس قطعی اجماعی و ضروری دینی ہے۔ جس طرح شرح عقائد میں یہ بیان
آیا ہے۔ اور اس کو تمام محشیین و شراح و طبقۂ علماء اعلام و ائمہ دین نے مسلّم
و برقرار رکھا ہے۔ اور بالاجماع بل بالضرورۃ پر قطعاً کسی قسم
کی کوئی بحث و تنقید نہیں کی۔ اور اس کو مجروح و ضعیف نہیں ٹھہرایا۔
اسی طرح علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ نے بھی "فتح المبین شرح اربعین" میں اس
کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔ "ومعنی تفضیل البشر علیھم
(ای علی الملائکۃ) ان خواصھم وھم الانبیاء لا غیر افضل
من خواص الملائکۃ..... وخواصھم افضل من عوام البشر
اجماعاً و ضرورۃ وعوام البشر وھم الصلحاء دون الفسقۃ

کما قالہ البیہقی وغیرہ افضل من عوامہم"
دیکھیے رسل ملائکہ کے عام بشر سے افضل ہونے کو جس اہتمام کیساتھ
شرح عقائد میں بالاجماع بل بالضرورۃ قرار دیا ہے اسی
طرح یہاں پر بھی اجماعاً وضرورۃً فرما کر اس کے اجماعی وضروری
دینی ہونے کا اعلان ہو رہا ہے۔

مزید وضاحت: رسل الملائکۃ افضل من عامۃ البشر
میں ملکیت وبشریت کا مقابلہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی ملکیت وبشریت کے سلسلہ
میں بالاجماع بل بالضرورۃ فرمایا گیا ہے۔ بلکہ مقابلہ تو صرف رسل
وعامہ کا ہے۔ یعنی رسول (چاہے ملک ہو یا بشر) عامہ (غیر رسول بندگان دین)
سے بالاجماع افضل ہے۔ جب رسل الملائکہ افضل من عامۃ
البشر میں ملائکہ وبشر کے لفظ کو الگ کر کے دیکھا جائے تو صرف رسل
وعامہ کا مقابلہ ہی سامنے آتا ہے اور عامہ کے مقابلہ میں رسول بہرحال افضل
ہے اور اسی کو بالاجماع بل بالضرورۃ کہا گیا ہے۔ اور یہ بعینہ
وہی مسئلہ ہے۔ جو اپنی جگہ طے ہے کہ رسول ونبی کا ولی وعوام سے افضل ہونا
اجماعی وضروریات دین سے ہے اب اگر کسی جگہ اس مسئلہ میں بظاہر صرف
نبی کا ذکر آئے۔ یا رسول البشر کا ذکر ہو تو رسول ملک بھی اس حکم میں لازماً شامل سمجھنا
چاہیے۔ کیونکہ رسل بشر ہوں یا ملائکہ وہ اپنی رسالت کے باعث اولیاء وعوام
سے بہرحال افضل ہیں۔ اور جو پیغمبر بشر کی رسالت ونبوت کا ادب واحترام ہے
بحیثیت رسالت وہی رسل ملائکہ کی رسالت کا ادب واحترام ہے اور جیسے رسل
بشر سے غیر رسول کو افضل قرار دینا کفر قرار پائے گا۔ اسی طرح رسل ملائکہ سے کسی
غیر رسول کو افضل قرار دینا بھی شرعاً کفر ہوگا۔ کیونکہ وصف رسالت دونوں میں

مشترک ہے دونوں کے حقوق رسالت برابر ہیں۔ اور دونوں کی رسالت کی تعظیم
وحرمت کا ایک ہی حکم ہے۔ شفا شریف وشرح شفا ملا علی قاری میں ہے۔

"اتفق ائمة المسلمین (من علماء الامة وعظماء الملة)
ان حکم المرسلین منهم (ای من الملائکة) حکم النبیین سواء
فی العصمة (وتعظیم الحرمة) مما ذکرنا عصمتهم منه
وانهم فی حقوق الانبیاء والتبلیغ الیهم کالانبیاء مع
الامم" (شرح شفا ج ۲ ص ۱۵۳)

احسن التحریر: ان قابل یادداشت ضروری معروضات کے بعد ہم مسئلہ افضلیت
کے متعلق احسن التحریر کے مندرجات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وباللہ التوفیق
وھو حسبی ونعم الوکیل۔

سنیئے! احسن التحریر کے مصنف فرماتے ہیں۔

"تفضیل البشر علی الملائکہ کے مسئلہ میں مسلمانوں کے حسب ذیل چار
مذاہب پائے جاتے ہیں۔

(۱) جملہ بشر جملہ ملک سے افضل ہیں۔

(۲) تمام انبیاء و اولیاء مومنین صالحین علی نبینا وعلیہم الصلوۃ
والسلام تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔

(۳) رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں۔ اور عامہ بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہیں۔

(۴) جملہ ملائکہ جملہ بشر سے افضل ہیں۔" (احسن التحریر ص ۷)

قارئین کرام غور فرمائیں۔ کہ مصنف نے جو چار اقوال بیان فرمائے ہیں۔
ان میں ہمارا موضوع ومسئلہ زیر بحث

"رسول ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں"

سرے سے ہے ہی نہیں۔ اب معلوم نہیں کہ یہ مصنف کی بھول ہے یا اس میں کوئی خاص مصلحت کار فرما ہے۔ جس بات پر گفتگو کا دار و مدار ہے اور جو اس بحث کی اصل محرک ہے اگر اس کو کوئی مستقل نمبر دیکر نمایاں طور پر بیان کرنا خلاف مصلحت تھا تو جیسے عام کتب میں "رسول بشر رسول ملک سے افضل ہیں۔ اور رسول ملک عامہ بشر سے افضل ہیں۔ اور عامہ بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہیں" مذکور ہوتا ہے اسی طرح پورے کا پورا ذکر فرما دیا جاتا تاکہ مسئلہ زیر بحث کم از کم ضمناً ہی بیان ہو جاتا مگر حیرت و افسوس کا مقام ہے کہ شروع سے رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور آخر سے عامہ بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہیں تو لے لیا گیا۔ لیکن مسئلہ زیر بحث (رسل ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں) کو بیچ سے اڑا دیا گیا۔ جس مسئلہ پر مدار بحث ہے اگر اس سے ایسی ہی ناواقفی تھی کہ اس کو ضمناً یا مستقلاً کسی طرح ذکر کرنا گوارا نہ تھا۔ تو پھر اس موضوع پر "قلم اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟"۔ پھر ان مذکورہ اقوال کے نمبر وار جو نتائج بیان کئے گئے ہیں نمبر ایک کے سوا وہ بھی صحیح نہیں ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

عدد ۱ کے متعلق مصنف نے فرمایا ہے کہ "پہلا قول بعض اہل سنت کا ہے اور یہ مذہب ... فاسد ہے" یہ تو صحیح ہے کیونکہ اس قول کے قائل کے نزدیک گنہگار مسلمان عامہ ملائکہ سے افضل ہیں۔ حالانکہ یہ جمہور کے خلاف ہے کیونکہ جمہور کے نزدیک اولیاء و اتقیاء تو عامہ ملائکہ سے افضل ہیں لیکن گنہگار و فساق عامہ ملائکہ سے افضل نہیں ہیں۔ اسی لئے مصنف نے اس قول کے فساد کو ظاہر فرما دیا۔

عدد ۲ کے متعلق مصنف فرماتے ہیں کہ "یہ دوسرا مذہب بعض اہل سنت کی طرف منسوب ہے ... جمہور کے نزدیک یہ مسلک بھی محل نظر ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں

کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کیساتھ اولیاء کو بھی رسل ملائکہ بلکہ تمام ملائکہ سے افضل قرار دینا کسی ایک سنی کا بھی مذہب نہیں ہے۔ یہ مذہب حرف لمحل نظر ہی نہیں۔ بلکہ محض مردود و باطل ہے کیونکہ اہل سنت و اہل اسلام تمام کے تمام اس بات پر متفق ہیں۔ کہ رسل ملائکہ اولیاء و خلفاء رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ چنانچہ رسل ملائکہ کا حضرات اولیاء و خلفاء سے بالاجماع و بالضرورۃ افضل ہونا ہم شرح عقائد کے حوالہ سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ اسی طرح تمہید شریف میں ہے کہ لا خلاف عند اهل السنة ان جبريل و ميكائيل و اسرافيل و عزرائيل والرسل من الملائكة افضل من ابي بكر و غيره من الصحابة۔ یعنی سیدنا جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل و دیگر رسل ملائکہ علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق و دیگر صحابہ کرام (و اولیاء عظام) سے افضل ہونے پر اہل سنت کے نزدیک کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے"۔

● سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں۔ اہل سنت و جماعت نصرهم الله تعالى کا اجماع ہے۔ کہ مرسلین ملائکہ و انبیاء و رسل بشر صلوات اللہ تعالٰی و تسلیماتہ علیہم کے بعد خلفاء اربعہ تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں۔ (غایۃ التحقیق ص۹)

● تفسیر روح المعانی میں ہے۔ لم يذهب اليه (اى الى تفضيل عوام البشر على رسل الملائكه) احد من اهل السنة بل هم يكفرون من يقول به۔ اہل سنت میں سے کسی ایک نے بھی اولیاء و بشر رسل ملائکہ سے افضل نہیں ہیں۔ بلکہ جو ایسا کہے وہ اہل سنت کے نزدیک کافر ہے"۔ (روح المعانی پارہ نمبر ۳ صفحہ ۲۰)

شرح عقائد و تمہید شریف۔ غایۃ التحقیق و روح المعانی کی ان واضح تصریحات کی روشنی میں یہ ظاہر ہو گیا کہ رسل ملائکہ کے اولیاء و خلفاء سے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام و اہل سنت کا اجماع ہے۔ اور اس میں کسی ایک اہل سنت کا بھی قطعاً کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور جو اس کے خلاف کہتا ہے اہل سنت و جماعت اس کی تکفیر فرماتے ہیں۔

ان روشن تصریحات کے باوجود یہ کہنا کہ بعض اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء کے علاوہ اولیاء مومنین و صالحین بھی رسل ملائکہ سمیت تمام ملائکہ سے افضل ہیں اور اجماع و ضروریات دین کے خلاف ایک ایسی بات کو اہل سنت کی طرف منسوب کرنا جس پر روح المعانی میں اہل سنت کے فتویٰ تکفیر کی تصریح ہے، حقائق کے خلاف و کس قدر افسوسناک ہے۔ معلوم نہیں کسی پروگرام کے تحت یہ مغالطہ دیا جا رہا ہے یا مصنف پر ابھی تک صورت حال واضح ہی نہیں ہوئی۔ جو بھی پہلو ہو بڑا ہی عبرتناک ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر تعجب کی بات یہ ہے کہ مصنف نے متعدد مقامات پر خود بھی تسلیم کیا ہے۔ کہ

"رسل ملائکہ کے اولیاء و خلفاء سے افضل ہونے پر اہل سنت کا اجماع ہے" چنانچہ وہ اپنی احسن التحریر میں ہمارے پیش کردہ حوالہ جات سے مجبور ہو کر [illegible]

● — مظفر صاحب کو یاد رہے کہ یہ اجماع اہلسنت کا ہے ص ۲۲۔

● — مسئلہ زیر بحث میں حسب تصریح اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ صرف اہلسنت کا اجماع ہے۔ ص ۲۳

● — شرح عقائد نسفی کے لفظ غایت ما فی الباب سے اتنی بات ثابت ہو گی کہ خواص ملائکہ کا عوام بشر سے افضل ہونا بالاجماع ثابت ہے۔ ص ۳۸

● — صاحب روح المعانی نبراس کا ذکر اہل سنت کے ساتھ خاص کر کے اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی الخ۔ ● — تمہید شریف

کی عبارت کو دیکھئے کہ اس میں بھی بعض اہل سنت کے مسلک کا بیان ہے ص ۵۹ "
"مصنف جب اتنی مرتبہ خود اپنے الفاظ میں یہ تسلیم کر چکے ہیں (اور بغیر تسلیم کوئی چارہ ہی نہیں) کہ خواص (رسل ملائکہ) کا عوام بشر سے افضل ہونا بالاجماع ثابت ہے۔ اور اس پر اہلسنت کا اجماع ہے" تو پھر اس کے بعد یہ لکھنا کہ "بعض اہل سنت کے نزدیک حضرات انبیاء کی طرح اولیاء مومنین وصالحین بھی رسل ملائکہ سمیت تمام ملائکہ سے افضل ہیں"۔
کیا مصنف نے (اپنے ہی الفاظ میں) اپنی تکذیب آپ نہیں فرمائی؟ جب ایک بات پر اجماع ثابت ہے۔ تو پھر اس میں بعض اہل سنت کے خلاف کا کیا مطلب؟ اور کچھ نہیں تو کم از کم اجماع واختلاف کا فرق تو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہیں اکثر اہل سنت کے اتفاق کو اجماع سے تعبیر کر لیا گیا ہے تو اسے اس بات کا ثبوت بھی پیش کرنا چاہیئے من ادعی فعلیہ البیان۔ لیکن ہم کہے دیتے ہیں۔ کہ مسئلہ زیر بحث میں انشاء اللہ ہرگز کوئی اختلاف ثابت نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ یہ اجماع ہی اجماع ہے۔ اس میں اختلاف ہے ہی نہیں۔ اور جس میں اختلاف ہے وہ اکثر اہلسنت والا مسئلہ اور ہے۔ جو کہ ہمارا زیر بحث نہیں ہے۔
یاد رہے کہ اگر کسی روایت میں بشر کا ملک پر افضل ہونا مفہوم ہو تو وہاں پر رسل ملائکہ مستثنیٰ ہوں گے تا کہ عامہ بشر کی رسل ملائکہ پر افضلیت لازم نہ آئے چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ المومن اکرم علی اللہ من بعض الملائکۃ الذین عندہ ... یعنی بعض ملائکہ سوائے خواص (رسل) ملائکہ کے" (تفسیر فتح العزیز مترجم پارہ ۳۰ ص ۱۶)
باقی رہا یہ کہنا کہ اولیاء مومنین وصالحین بھی رسل ملائکہ سمیت تمام ملائکہ سے

افضل ہونے کی تائید میں سلف صالحین، بزرگان دین و اکابر مفسرین کی بعض روایات و عبارات منقول ہیں"۔ تو یہ قطعاً غلط ہے۔ اور حضرت داتا صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف اس مذہب مردود کی نسبت کرنا محض زیادتی و مغالطہ وہی اور کشف المحجوب کی عبارت کو نہ سمجھنے پر مبنی ہے۔ بھلا جس مسئلہ (رسل ملائکہ کے اولیاء سے افضل ہونے) میں معتزلہ و فلاسفہ جیسے کسی بدمذہب و بے دین کا بھی اختلاف نہ ہو اس میں کسی اہل سنت بزرگ کا اختلاف کیونکر ہو سکتا ہے۔ و داتا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جس عبارت سے مغالطہ دیا جاتا ہے "رضائے مصطفےٰ" میں ہم اس کی کافی وضاحت کر چکے ہیں۔ جس کے اعادہ کی یہاں پر ضرورت نہیں ہے۔

ع کے متعلق مصنف نے لکھا ہے۔ کہ

چوتھا مذہب (جملہ ملائکہ جملہ بشر سے افضل ہیں) فلاسفہ اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ جو اہل سنت کے نزدیک باطل اور مردود ہے"۔

ہم عرض کرتے ہیں کہ مصنف کی یہ تحقیق بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ مذہب صرف معتزلہ و فلاسفہ کا ہی نہیں بلکہ بعض علماء اہل سنت کا بھی ہے۔ لہٰذا اس کو باطل و مردود کہنا مصنف کی زیادتی ہے۔ جو مصنف نے ص ۲۲ پر خود نقل فرمایا ہے۔ کہ

"معتزلہ کہتے ہیں۔ ... تمام ملائکہ تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں ..... اور اسی قول کو قاضی ابوبکر باقلانی نے اختیار کیا ہے۔ جو متکلمین اہل سنت سے ہیں۔ اور ابو عبداللہ الحلیمی نے بھی اسی قول کو مختار کہا۔ جو فقہاء اہل سنت سے ہیں"۔

معلوم نہیں کہ خود نقل فرمانے کے باوجود مصنف اس چوتھے مذہب کو صرف

فلاسفہ و معتزلہ کا مذہب قرار دے کر ان کے ساتھ بعض علماء اہل سنت کے مذہب
کو بھی کیوں باطل و مردود قرار دے رہے ہیں۔ معترض نے ص۲۳ پر خواہ مخواہ
کھینچا تانی فرما کر غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ "مفسر صاحب کے مذہب
میں نہ صرف معتزلہ بلکہ بعض اہل سنت بھی معاذ اللہ کافر قرار پائے"۔ لیکن کیا
مصنف کے انہی الفاظ میں یہاں پر پیش کر سکتا ہوں۔ کہ

"مصنف احسن التحریر کے مذہب میں نہ صرف معتزلہ بلکہ بعض علماء اہل سنت
کا مذہب بھی معاذ اللہ باطل و مردود قرار پایا ہے"۔

یاد رہے کہ یہ بعض علماء اہل سنت صرف قاضی ابوبکر و ابو عبداللہ حلیمی ہی
نہیں ہیں۔ بلکہ دیگر کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے علاوہ ابو اسحاق
اسفرائینی، حاکم ابو عبداللہ، امام فخر الدین رازی و علامہ ابو شامہ بھی تفضیل
ملائکہ کے قائل ہیں۔ تو کیا مصنف کے نزدیک ان علماء اہل سنت کا مذہب
معاذ اللہ باطل و مردود ہے؟ **لطیفہ**۔ یہ عجیب بات ہے کہ جس کا مذہب بھی
واقعی باطل و مردود بلکہ روح المعانی کی تصریح کے مطابق بھی ہے۔ اسے تو مصنف
نے بعض اہل سنت کی طرف منسوب کر دیا ہے اور جو بعض اکابر علماء اہل سنت
کا مذہب ہے اسے باطل و مردود قرار دے دیا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

قول و مذہب ۳ کے متعلق مصنف نے لکھا ہے کہ

"تیسرا مذہب اور رسل البشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور عامۃ البشر عامہ
ملائکہ سے افضل ہیں۔ یہ جمہور اہل سنت کا ہے جس پر اجماع نقل کیا گیا ہے
اور اس کو بالضرورۃ بھی کہا گیا ہے"۔ (احسن التحریر صفحہ)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ہم پہلے موضوع و مسئلہ زیر بحث متعین کرنے
کے علاوہ بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بیان کر چکے ہیں کہ

● رسل بشر کا رسل ملائکہ اور عامہ بشر کا عامہ ملائکہ سے افضل ہونا جمہور
اہل سنت کا مسلک ہے اور یہ ظنی و اختلافی مسئلہ ہے۔ اور

● رسل ملائکہ کا عامہ بشر سے افضل ہونا اجماعی و ضروریات دین سے ہے

وہ اور مسئلہ ہے اور یہ اور مسئلہ ہے۔ مگر مصنف کی عجیب حالت ہے
کہ وہ زیر بحث مسئلہ پر بحث فرما رہے ہیں۔ جس مسئلہ کے ساتھ بالکل اجماع
و بالضرورۃ کا تعلق ہے۔ اسکو لوگوں سے ہاتھ ہی نہیں لگایا اور زیر
اختلافی و ظنی مسئلہ جمہور کا مسلک ہے اس پر جمہور کیساتھ بلا تکلف اجماع
و بالضرورۃ کو بھی چسپاں فرما دیا۔ الگ الگ دونوں صورتوں کو ایک ہی خیال
فرما کر جمہور و اجماع و ضروریات دین کو ایک ہی چیز سمجھ رہے ہیں۔ حالانکہ فرق ظاہر ہے
کہ ان لب علم بھی ان دونوں صورتوں اور جمہور و اجماع و ضروریات دین کا فرق جانتے
ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کے ذہن میں یہ بات الجھا دی ہے یا انہوں نے اس
مسئلہ افضلیت و زیر بحث صورتوں کو سمجھا ہی نہیں۔ اور کسی خاص "جلدی"
سے متاثر ہو کر بلا سوچے سمجھے اور موضوع طے کئے بغیر قلم اٹھا کر رسالہ
"الحجۃ الزاہرۃ" تحریر فرما دیا ہے۔ انہیں اس بات کا علم ہی نہیں کہ وہ کس مسئلہ
پر گفتگو فرما رہے ہیں ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ان جیسا فاضل محققین اور
غزالی و رازی جیسی قسم کی باتوں اور ایسی تضاد بیانی کا مظاہرہ فرماتا۔ جو ان
کی شان و مقام کے سراسر خلاف ہے۔ انہیں چاہیئے تھا کہ قلم اٹھانے سے پہلے
مسئلہ زیر بحث کو سمجھ لیتے۔ کیونکہ ان جیسے حضرات کا بلا تحقیق و سوچے
سمجھے بغیر کچھ ارشاد فرمانا خصوصاً معرض تحریر میں لانا ان کے منصب کے

خلاف ہے اور کچھ نہیں تو کم از کم شرح عقائد ہی کا بغور مطالعہ فرما لینا چاہیے تھا تاکہ انہیں یہ تو معلوم ہو جاتا کہ جمہور والا مسئلہ اور ہے۔ اور باقی اجماع یا بالضرورۃ والا مسئلہ اور ہے۔ اور انہوں نے جو تیسرا مذہب نقل کیا ہے یہ جمہور کا مذہب الگ ہے۔ اور باقی اجماع یا بالضرورۃ کا اس کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا تعلق تو صرف "رسل ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں" کے ساتھ ہے جس کا کسی مصلحت کے پیش نظر انہوں نے چاروں اقوال و مذاہب میں اشارۃً بھی ذکر نہیں فرمایا۔

مصنف کی "شخصیت" اور ان کے القاب کی روشنی میں جب ہم ان کی تحریر کو دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ وہ تعلیم دہ اس مسئلہ میں سمجھ رہے کیوں الجھ گئے کہ نہیں وہ [illegible] الگ سے نقل [illegible] جمہور ..... اجماع یا بالضرورۃ کا ہی کوئی فرق نظر آتا ہے نہ جمہور مذہب کے ساتھ کوئی بات بیان کرتے ہیں۔ ایک ہی چیز کو اجماع ثابت فرماتے ہیں کبھی اسے جمہور کا مسلک قرار دیتے ہیں کبھی اسی بالضرورۃ کا چھاپہ لگاتے ہیں کبھی اس میں اہل سنت کے ایک گروہ کا مختلف ہونا ظاہر کرتے ہیں، کبھی اس کو اجماع یا اکثر اہل حق کے اتفاق سے تعبیر کرتے ہیں۔ آخر یہ مسئلہ ہے یا کوئی کھلونا جس کے ساتھ اس طرح دل بہلایا جا رہا ہے۔

ذرا دیکھئے کہ تیسرے مذہب کے متعلق کتنے جملے انہوں نے مزید فرمائے ہیں "تیسرا مذہب ہمارے نزدیک حق و صواب ہے۔ اور اس کا منکر جو اہل سنت کے اجماع یا اکثر اہل حق کے اتفاق کا ..... انکار کرتا ہو جمہور اہل سنت کا مخالف اور گمراہ ہے۔ ایسے منکر کو توبہ کرنی چاہیے۔ اور ضلالت و گمراہی سے باز آکر اہل سنت کے مسلک کو بلا چون و چرا تسلیم کر لینا چاہیے۔ جس نے اسے کافر قرار دے کر تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیا ہے اس نے حد سے تجاوز کیا۔"

(احسن التحریر ص ۱)

حالانکہ اس "تیسرے مذہب" کے منکر کو کسی نے قطعاً کبھی بھی کافر قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیا ہے۔ اور ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ جبکہ خود بعض اکابر علماء اہل سنت اس کا انکار فرماتے ہیں۔ اور اس کے برعکس تفضیل ملائکہ کے قائل ہیں۔ اگر مصنف کا یہ اشارہ خصوصی طور پر ہماری طرف اور ہماری تائید فرمانے والے دیگر اکابر علماء کی طرف ہے تو ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ علی الاعلان کہتے ہیں کہ

«سبحانک ھذا بہتان عظیم»

یاد رہے تیسرا مذہب یہ ہے کہ رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور عام بشر عام ملائکہ سے افضل ہیں۔ اور ہم نے ہرگز ہرگز اس تیسرے مذہب کے منکر کو کافر نہیں کہا۔ بلکہ اس بات کا کبھی تصور بھی نہیں کیا۔ یہ مصنف کا سفید جھوٹ اور ہم پر اور ہمارے مؤیدین اکابر علماء پر محض بدگمانی اور بہتان کا فرم ہے۔ اگر مصنف ہماری کسی تحریر یا قول سے یہ ثابت کر دے کہ ہم نے اس تیسرے مذہب کے منکر کو کافر کہا ہے تو ہم مصنف کے مطالبہ کے مطابق صرف زبانی توبہ پر ہی اکتفا نہیں کریں گے بلکہ اس کے ساتھ مصنف صاحب جو سزا تجویز فرمائیں گے وہ بھی بخوشی قبول کریں گے اور مصنف کو منہ مانگا انعام بھی پیش کریں گے۔ اگر خود مصنف یا احسن التحریر کے ناشر لاہوری متقی ہیں۔ سچے ہیں۔ تو وہ ہمارے اس چیلنج کو قبول فرما کر ہمیں مطلع فرمائیں۔ اور اگر ان سے ایسا نہ ہو سکے اور انشاء اللہ ہرگز ہرگز ایسا نہ ہو سکے گا تو مصنف و محشی کو چاہیے کہ جس اہتمام کیساتھ انہوں نے بلاوجہ ہم پر ناروا بہتان باندھا ہے اسی اہتمام کیساتھ رسالہ کی صورت میں وہ اپنی اس کذب بیانی بدگمانی اور بہتان و افترا جیسے کبیرہ گناہ سے توبہ کا اعلان کریں۔ کیونکہ مصنف کی

کے الفاظ میں) توبہ بقدر گناہ ہونی چاہیئے۔ اگرچہ ہمارا سابقہ تجربہ ہمیں یہ بتاتا ہے۔ کہ مصنف صاحب اپنی ضد سے باز آنے والے نہیں ہیں۔ ایک بار جو بات ان کے منہ سے نکل جائے وہ اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ اگرچہ حق و تحقیق کے کتنی ہی خلاف کیوں نہ ہو۔ پھر بھی ہماری دعا ہے۔ کہ خدا کرے اس مرتبہ ایسا نہ ہو۔ لیکن تاہم ضرور کہیں گے کہ کیا اسی بل بوتے پر مصنف صاحب بلا وجہ ہم سے بار بار توبہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اگر توبہ کرانے کا اتنا ہی شوق تھا تو پہلے ہمارا جرم تو متعین و معلوم کر لیا ہوتا جس جرم پر یہ مجرمانہ لیش توبہ کرانا چاہتے ہیں۔ اس کا تو علم نہیں اور اخباروں رسالوں میں خواہ مخواہ توبہ توبہ کا شور مچا رکھا ہے۔ یہ انصاف و دیانت کا کونسا نمونہ ہے۔ آدمی کو ضد و حسد و مخالفت میں اتنا مستغرق نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ہماری زبان و قلم سے کیا نکل رہا ہے؟

تیسرے مذہب کے منکر کی تکفیر تو بڑی چیز ہماری نظر میں تو اس کے منکر پر مصنف کا فتویٰ ضلالت و گمراہی بھی محل نظر بلکہ غلط ہے۔ کیونکہ خود علماء اہل سنت ہی کا اس میں اختلاف ہے۔ اگرچہ جمہور کا مسلک یہی ہے۔ لیکن بعض اکابر علماء اہل سنت اس کا انکار فرماتے ہیں۔ اور اس کے برعکس تفضیل ملائکہ کے قائل ہیں۔ اور اکابر علماء ہی کی ایک جماعت اس تیسرے مذہب کے متعلق سکوت و توقف فرماتی ہے۔ اور ایک روایت کی بناء پر ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی جماعت میں شامل ہیں۔ لہٰذا اس تیسرے مذہب کے منکر کے متعلق مصنف کا فتویٰ ضلالت و گمراہی محض غلط ہے کیونکہ تضلیل اس صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ ضروریات عقائد اہل سنت کا انکار ہو۔ (خلاصۃ الاعتقاد اعلیٰ حضرت) اور مصنف نے جو تیسرا قول نقل کیا ہے۔ یہ ضروریات اہل سنت سے نہیں ہے۔ بلکہ مختلف فیہ ہے۔ اسی لئے ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ لا ضرورۃ الی ھذہ المسئلۃ فی اصول الدین علی وجہ

الیقین بھی ہو تو بقول اسیر امر دین میں علی وجہ الیقین ضروری مسئلہ نہیں
ہے۔ شرح فقہ اکبر میں علامہ قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ اما کون الرسل
افضل منہم فلا یجب اعتقاد احدہما فان المسئلۃ
ظنیۃ رسل بشر ملائکہ سے افضل ہیں۔ یا ملائکہ رسل بشر سے افضل ہیں۔ ان دونوں
میں سے کسی ایک کا اعتقاد بھی واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ظنی ہے۔ (مرقات)
ان حقائق و تصریحات کی روشنی میں معلوم ہو گیا کہ فقیر کے قول کے انکار
کو مصنف کا ضلالت و گمراہی قرار دینا غلط ہے۔ اور جیسے بلا وجہ کسی مسلمان کی تکفیر
حد سے تجاوز اور اس سے توبہ ضروری ہے یا اسی طرح بلا وجہ کسی مسلمان کی تضلیل بھی
تجاوز اور اس سے توبہ لازم ہے۔ (مصنف ہی کے الفاظ میں) اگرچہ بظاہر تو توقع
نہیں کہ مصنف فتویٰ تضلیل سے توبہ کر لیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کو خوف خدا
کی دولت نصیب ہو جائے۔ اگر واقعی ان کے دل میں خدا کا کچھ خوف پیدا ہو گیا تو
انہیں پہلے بہتان اور اس دوسرے ناجائز فتویٰ تضلیل دونوں غلط باتوں سے
توبہ کا اعلان کرنا چاہئے اور لطف یہ ہے کہ فقیر کی توبہ چاہتے ہیں۔ مسئلہ زیر بحث میں
ضروریات دین کی مخالفت کے باعث بھی ان پر لازم ہو رہا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ بجاہ حبیبہ المصطفیٰ
علیہ التحیۃ والثناء ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ومن حفر بئرا لاخیہ
وقع فیہ"۔ شعر

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

مصنف نے بحث ۱۹ میں فقیر سے متعلق فرمایا ہے کہ یہاں بھی آپ نے سخت ٹھوکر
کھائی ہے۔" لیکن خود مصنف صاحب نے جو شدید ٹھوکریں کھائی ہیں۔ وہ سب کے
سامنے ہیں۔ مصنف کی "شخصیت بہت بڑی ہے"۔ اسلئے ہم بڑی احتیاط کر رہے
ہیں ورنہ یہ حقیقت ہے کہ مصنف جس قسم کی باتیں فرما رہے ہیں یا کہ عالم تو عالم

بقائمی ہوش و حواس عالم بیداری میں کوئی عامی آدمی بھی اس قسم کی تضاد بیانی و فضول باتیں نہیں کر سکتا۔ اور باتوں سے قطع نظر صرف اس پہ غور فرمایئے کہ مصنف نے اپنے نقل کردہ تیسرے قول کے متعلق جو گفتگو فرمائی ہے۔ وہ کسقدر مہمل غیر ذمہ دارانہ و بے محل ہے۔ جو مسئلہ اصل موضوع و اس ساری بحث کا محرک ہے اسکو تو مصنف نے نہ سمجھا ہے نہ بیان کیا ہے۔ اور مسئلہ زیر بحث سے غیر متعلق اس تیسرے قول کا نہ ہمارے ہاں کسی نے انکار کیا ہے نہ کسی نے اسکو کافر قرار دے کر تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیا ہے۔ نہ اس کے منکر پر ضلالت و گمراہی کا فتویٰ چسپاں ہوتا ہے بلکہ مصنف صاحب نامعلوم کس عالم میں تشریف فرما ہو کر از خود ہی تیسرے قول کے (فرضی) منکر پر ضلالت و گمراہی کا فتویٰ چسپاں فرما رہے ہیں۔ اور اسکو کافر قرار دے کر تجدید ایمان و نکاح کا حکم دینے والے سے توبہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ جس اس تقریر کے متعلق وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اس پر بھی ان کی گفتگو چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ اس نے تیسرے قول کے منکر کو قطعاً کافر قرار نہیں دیا ہے اور جس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا جبریل رسول اللہ علیہ السلام سے افضل قرار دے کر شان رسالت کی تحقیر کی ہے۔ وہ بھی ان کے فتویٰ ضلالت و گمراہی کی زد میں نہیں آتا۔ کیونکہ اس نے تیسرے قول کا انکار کیا ہی نہیں ہے اور جس اجماعی و ضروری دینی مسئلہ کا اس نے انکار کیا ہے وہ مصنف کے بیان کردہ چاروں اقوال و مذاہب میں مذکور ہی نہیں ہے

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے

ہم حیران تھے کہ مصنف ایک معقول آدمی ہو کر ایک صاف و سیدھے مسئلہ میں الجھ کر اسکو الجھانے و طول دینے کے درپے کیوں ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ

مسئلہ زیر بحث :- "رسل ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں"

کو مصنف نے سمجھا ہی نہیں۔ اور موضوع سخن کو سمجھے کئے بغیر ہی وہ مشق سخن فرما رہے ہیں۔ اور مسئلہ زیر بحث کو سابقہ مذکورہ تین صورتوں میں سے پہلی و تیسری صورت کے ساتھ ملا کر قطعی و اختلافی اور اجماعی و ضروریات دینی غرض سب کو ایک ہی چیز سمجھ رہے ہیں۔ اسلئے انہیں اس قسم کی بے بنیاد و غیر معقول متضاد باتوں کی ضرورت پیش آ رہی ہے۔ کیونکہ جب ذہن صاف نہ ہو موضوع بحث متعین اور گفتگو کی صحیح بنیاد قائم نہ ہو اس وقت اس قسم کی صورت حال پیدا ہو ہی جاتی ہے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

ہمیں مصنف سے اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کی قطعاً توقع نہ تھی۔ مگر افسوس کہ انہوں نے اپنی شخصیت و القاب کا کوئی خیال نہیں کیا۔ بہر حال ان کی اس روش پر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اجماع کی بحث

ہم نے عرض کیا تھا۔ کہ مسئلہ زیر بحث میں اجماع ہرگز ظنی نہیں ہے۔ کسی اور اجماع کے متعلق اختلاف ہو تو وہ الگ بات ہے۔ مگر جو اجماع ضروریات دین سے ہو۔ وہ ایسا قطعی ہوتا ہے کہ اس کا منکر قطعاً" بالاتفاق کافر ہوتا ہے"۔

اس کے باوجود "احسن التحریر" کے مصنف نے اس پر خاص طور پر تبصرہ کرتے ہوئے اس اجماع پر قیل و قال کیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی

ہے۔ کہ مسئلہ زیر بحث میں (اگرچہ وہ اس کو جانتے ہی نہیں) یہ اجماع اہل سنت کا اجماع ہے۔

اور صرف اہل سنت کے اجماع کا انکار ہرگز کفر قطعی نہیں۔ البتہ تمام اہل اسلام کے اجماع قطعی کا انکار یقیناً کفر قطعی ہے" (احسن التحریر صـ ۳۲) پھر اسی سلسلہ میں ہم پر ایک افترا باندھا کہ ہمارے نزدیک مطلقاً اجماع کا منکر اور منکر اجماع کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے"۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ حالانکہ تب ہم نے یہ واضح کر دیا تھا کہ

"جو اجماع قطعی و ضروریات دین سے ہو

اس کا منکر شرعاً بالاتفاق کافر ہوتا ہے" تو پھر اجماع کے سلسلہ میں اس قسم کی غیر متعلق بحث و افتراء پردازی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ مگر یہ ضد و عناد ہے جو سب کچھ کرا رہا ہے۔ کیا مصنف کو افتراء پردازی کے وقت ہمارے مضمون میں جو "اجماع ضروریات دین سے ہو وہ ایسا قطعی ہوتا ہے" کے الفاظ نظر نہیں آئے تھے؟ تعجب ہے بات کو خود سمجھتے نہیں۔ اور الزام الٹا ہم پر عائد کرتے ہیں۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ مصنف نے اس بات پر پورا زور صرف کیا ہے کہ مسئلہ زیر بحث میں یہ اجماع چونکہ صرف اہلسنت کا اجماع ہے۔ اس لیے اس کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ مصنف کا خود اس بات پر بھی ایمان نہیں کہ مسئلہ زیر بحث میں

اہل سنت کا اجماع ہے۔

کیونکہ اگر ان کا صرف اجماع اہل سنت پر ہی ایمان ہوتا تو وہ ہرگز نہ فرماتے کہ اس اجماع کے خلاف "بعض اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء و

عہ یاد رہے کہ اجماع اہل سنت کا اجماع اہل اسلام کے منافی ہونا ضروری نہیں ہے۔

(ان کے ساتھ) انبیاء... رسل ملائکہ سمیت تمام ملائکہ سے افضل ہیں۔ ہمیں
اور اس مسئلہ میں اہل سنت کے ایک گروہ کا مختلف ہونا اس کے ضروریات دین
نہ ہونے کی روشن دلیل ہے" (صفحہ ۱۹) علاوہ ازیں اس اجماع کے ساتھ جگہ جگہ
انہیں نے یا اکثر اہل حق۔ اجماع یا جمہور کی قید لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔
جیسا کہ ہم پہلے ان کی ذہنی اضطراب و مختلف و متضاد اقوال بیان کر چکے ہیں۔

اب کون نہ سمجھے گا کہ حضرت مجیب آپ کا اس مسئلہ میں اجماع اہل سنت ہونے
پر بھی ایمان و اطمینان نہیں۔ تو پھر اس پر زور دینے کی کیا ضرورت ہے کہ جو... یہ
صرف اہل سنت کا اجماع ہے۔ اس لئے اس کا منکر کافر نہیں بلکہ صرف گمراہ ہے
آپ کو تو پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے تھا کہ اس مسئلہ پر واقعی اجماع ہے یا کہ
جمہور یا اکثر اہل حق کا اتفاق۔ لیکن جنہیں ابھی تک اپنے موضوع اور مسئلہ زیر بحث
ہی کا پتہ نہیں چلا انہیں اجماع و جمہور کا فرق کیسے معلوم ہو سکتا ہے؟ نیز جب
تک بنیاد قائم نہ ہو عمارت کیسے کھڑی ہو سکتی ہے؟ واللہ الہادی والموفق۔

بہرحال چونکہ ہمارے مسئلہ زیر بحث میں اجماع ثابت ہے وہ ضروریات دین سے ہے۔
اسلئے ہمارے نزدیک دیگر ضروریات دین میں ہونے کی صورت میں اجماع وغیرہ الگ
بحث کی ضرورت تو نہ تھی۔ کیونکہ اس کا ضروری دینی ہونا بجائے خود ایک فیصلہ
کن چیز ہے۔ لیکن چونکہ مصنف نے اس پر خاص طور پر طبع آزمائی فرمائی ہے
اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم بھی اس کے متعلق مختصراً کچھ عرض کر دیں
لیکن اس کے متعلق کچھ سننے سے پہلے ایک لطیفہ ضرور سن لیجئے ان شاء اللہ

لطیفہ یہ ہے کہ "احسن التحریر" کے صفحہ ۱۱ پر نور الانوار کی عبارت میں
"ومنه الاجماع على خلافة ابي بكر رضي الله عنه" کے الفاظ تو
موجود ہیں۔ لیکن اس کے بالمقابل اس عبارت کا جو ترجمہ کیا گیا ہے۔ ...

ان الفاظ کا ترجمہ غائب ہے۔ اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ کاتب کی غلطی ہے۔ اور عموماً ایسی صاف و صریح غلطیاں کاتب ہی کی طرف موڑ دی جاتی ہیں۔ لیکن یہاں پر کاتب کی غلطی اس لئے نہیں ہو سکتی کہ مصنف کے رسالہ "السعید" میں بھی اسی طرح مرقوم ہے۔ دوم۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسئلہ زیر بحث کی شرح "ومنه الاجماع على خلافة ابي بكر رضي الله عنه" میں بھی مصنف کا اختلاف ہو۔ اور ان کے نزدیک ومنه الاجماع سے یہ مراد نہ ہو جو صاحب نور الانوار کے بیان کے مطابق خبر متواتر و آیت قرآنی کی طرح ثبوت قطعی ہے۔ اور اس کا منکر کافر قرار پاتا ہے۔ اور اسی لئے مصنف نے اپنے محققانہ مقام "مسلک" کے خلاف سمجھتے ہوئے اس کا ترجمہ حذف فرما دیا ہو۔ باقی رہے عوام تو ان بیچاروں کو کیا معلوم کہ یہاں پر کیا کارفرمائی ہو رہی ہے۔ البتہ اہل علم ضرور غور فرمائیں۔ کہ نور الانوار میں "ومنه الاجماع على خلافة ابي بكر رضي الله عنه" (جس کا ترجمہ حذف کیا گیا ہے) کو صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع قولی قرار دیا گیا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جب یہاں اجماع کا علم بھی قطعی ہو گیا ہے۔ آگے چل کر "احسن التحریر" کے مصنف نے صفحہ پر نور الانوار کی ایک عبارت و شامی و اصول سرخسی سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ

"کمفر نے اس مسئلہ میں شرح عقائد سے لفظ اجماع تو نقل کر دیا لیکن یہ نہ سوچا کہ محض اجماع کا انکار کفر نہیں بلکہ صحابہ کرام کا قولی اجماع جو قطعی اور متواتر ہو صرف اسی کا انکار کفر ہے۔ اور ہمیں افسوس ہے کہ مسئلہ زیر بحث میں ایسا اجماع نہیں پایا گیا" مصنف نے اس اجماع کو بھی ظنی قرار دیا تھا۔ لیکن ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ اجماع مسئلہ زیر بحث بھی ظنی تھا تو اسے دوسرے ظنی مسئلہ سے الگ بیان کرنے کا فائدہ ہی کیا تھا۔ دونوں کے متعلق لکھا ہی فرما

دیا جاتا کہ یہ ظنی ہیں۔ حالانکہ مسئلہ زیر بحث کو الگ کر کے بالاجماع بل بالضرورۃ کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور بعد میں دوسرے ظنی مسئلہ کے متعلق کہا ہے کہ لاخفاء فی ان ہذہ المسئلۃ ظنیۃ لہذا مسئلہ زیر بحث کو الگ کر کے بالاجماع بل بالضرورۃ کے ساتھ بیان کرنا بھی اس کے قطعی ہونے کا ثبوت ہے۔ ورنہ ظنی قطعی میں اس طرح فرق کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ شرح عقائد کے حوالہ سے پہلے بیان ہوا۔

دوسری بات یہ ہے کہ مسئلہ زیر بحث کے اس اجماع کے ساتھ کتاب اللہ کی تخصیص کی گئی ہے چنانچہ شرح عقائد میں ہے وقد خص من ذلک بالاجماع تفضیل عامۃ البشر علی رسل الملائکۃ۔ لہذا اگر یہ اجماع قطعی نہ ہوتا تو اس کے ساتھ کتاب اللہ کی تخصیص کیونکر جائز ہوتی۔ نص قطعی کا مخصص ہونا بھی اس اجماع کے قطعی ہونے پر دال ہے۔ علاوہ ازیں نظم الفرائد میں مذکور ہے کہ قولہ بالاجماع اسے یا تو اجماع الامۃ کہا جائے او اجماع اھل الحق۔ یعنی رسل ملائکہ سے عامۃ البشر کے افضل ہونے پر تمام امت کا اجماع ہے یا تمام اہل حق کا اجماع ہے۔ ہماری تحقیق کے مطابق یہاں پر دونوں میں سے جس شق کو بھی لیا جائے حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان اس میں شامل ہیں۔ اگر کسی کے نزدیک اجماع الامۃ کا یا اجماع اہل حق میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان شامل نہیں ہیں یا اس اجماع کو مصنف سے پہلے کسی اور نے بھی ظنی قرار دیا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اس بات کا ثبوت پیش کرے۔ مصنف کی طرح محض کسی کی زبانی بات قبول کی جائے تو کیسے فیصلہ ہو سکتا ہے۔ نیز اگر ایسی باتوں کی اجازت دے دی گئی تو پھر کوئی مسئلہ طے نہیں ہو سکتا اور ہر بات میں کوئی نہ کوئی شبہ نکالا جا سکتا ہے۔

ثانیاً۔ اگر رسل ملائکہ کے عامہ بشر سے افضل ہونے پر تمام امت و تمام اہل حق کا اجماع نہیں ہے۔ تو کسی ایک ہی معتد بہ فرد کے متعلق یہ ثابت کیا جائے۔ کہ اس نے اس کا انکار کیا ہے؟ حتی کہ وہ لوگ جو اہل حق نہیں ہیں۔ یعنی معتزلہ و فلاسفہ ان کا بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے۔ جب اس دینی مسئلہ پر سلف خلف سب متفق ہیں۔ اور اول سے لے کر آخر تک متفقہ طور پر سب یہی لکھتے اور عقیدہ رکھتے چلے آ رہے ہیں۔ کہ

رسل ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں

اور امت محمدیہ میں سے کسی ایک نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا تو پھر اجماع قطعی و متواتر جس کا مصنف ہم سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ یہ نہیں تو اور کونسا ہے؟ یاد رہے کہ اجماع منعقد ہو جانے کے بعد اگر کسی کا اختلاف ہو بھی تو وہ قطعاً لائق التفات نہیں ہوتا۔ اور اجماع پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ وکذا فی کتبہ

اگر ہماری ان گزارشات سے خدانخواستہ تشفی نہ ہو سکے تو لیجئے اجماع قطعی کے متعلق ہم شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریحات پیش کرتے ہیں۔ شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

در علم اصول فقہ مقرر و مبرہن شدہ است کہ اجماع دلیل قطعی است لیکن نہ بجمیع افراد و اقسامش بلکہ قطعی آں قسم است کہ در آں ہیچ خلاف اصلاً نبودہ و آنکہ در وے خلاف بود اگرچہ شاذ و نادر باشد ظنی بود۔ (تکمیل الایمان)

علم اصول فقہ میں مقرر و مبرہن ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن یہ نہیں کہ اجماع کی ہر قسم اور نوع دلیل قطعی ہے بلکہ اجماع قطعی وہ ہے کہ جس میں اصلاً (قطعاً) کسی کا خلاف نہ ہو اور جس میں خلاف ہو اگرچہ شاذ و نادر ہی ہو تو وہ اجماع ظنی ہے۔

(تکمیل الایمان)

شیخ کے ارشاد پر غور فرمائیے آپ صاف و صریح طور پر فرما رہے ہیں۔ کہ اجماع قطعی وہ ہے۔ کہ در آنجا خلاف اصلاً نبود یعنی کسی امر شرعی پر تمام امت کا ایسا اجماع و اتفاق ہو کہ اس میں کسی کا قطعاً خلاف نہ ہو اور یہ اجماع کی دو قسموں میں پہلی قسم ہے۔ جو دلیل قطعی ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔ اور جس میں ظن و ضعف قطعاً نہیں ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسل ملائکہ کے عامۃ البشر سے افضل ہونے پر بھی ایسا ہی اجماع ہے۔ کہ در آنجا خلاف اصلاً نبود۔ تو اس کی تصریح بھی شیخ محقق نے خود ہی فرما دی ہے۔

مسئلہ زیر بحث میں شیخ کا محققانہ فیصلہ

فرماتے ہیں:۔

"خواص ملائکہ افضل اند از عامہ بشر در ینجا اجماع است کہ اصلاً خلافے دراں نیست" (تکمیل الایمان)

خواص (رسل) ملائکہ عامۃ البشر سے افضل ہیں۔ اور اس پر ایسا اجماع ہے کہ جس میں اصلاً (قطعاً) کسی کا خلاف نہیں ہے۔

بغور ملاحظہ فرمائیے کہ جو خلاف اصلاً نبود وہاں ہے۔ وہی اصلاً خلافے نیست یہاں ہے۔ اور مسئلہ زیر بحث میں اجماع کا قطعی ہونا بطور نص ثابت ہو رہا ہے۔ الحمد للہ کہ ہماری ان روشن تصریحات سے بالکل واضح ہو گیا کہ مسئلہ زیر بحث میں جو اجماع ہے۔ وہ ایسا قطعی و متواتر ہے۔ کہ اس میں ظن و ضعف قطعاً نہیں ہے۔ اور بقول شیخ و اجماع الامۃ کالعیاں کی روشنی میں تمام امت محمدیہ میں سے اس میں اصلاً کسی کا خلاف نہیں ہے۔ اس پر بھی اگر اس اجماعی و شرعی و قطعی مسئلہ میں مصنف کے نزدیک ضعف و ظن اور عدم تواتر کا کوئی پہلو نکل سکتا ہے تو معقول دلائل و ایسی ہی روشن تصریحات سے ہمیں بھی سمجھا دیا جائے۔ جیسے ہم نے ترجیح کے متعلق اعلان کیا ہے

اسی طرح ہمیں بھی رجوع الی الحق سے قطعاً کوئی جھجک نہیں ہے۔ بشرطیکہ حق پیش کیا جائے۔ لیکن اگر ان دلائل و براہین کے مقابلہ میں بلا دلیل و ثبوت محض اپنی زبانی باتوں سے دل بہلایا جائے۔ مسئلہ زیر بحث کو از خود ظنی و ضعیف قرار دیا جائے۔ خلط مبحث کر کے مسئلہ کو سمجھے بغیر ہی توبہ کا مطالبہ کیا جائے تو یہ تحقیقِ حق کے ساتھ زیادتی اور توبہ کیساتھ مذاق کے مترادف ہے۔ نالعیاذ باللہ تعالیٰ۔

لطیفہ۔ احسن التحریر کے مصنف نے یہ تصریح فرمائی ہے۔ کہ

"صحابہ کرام کا قولی اجماع جو قطعی اور متواتر ہو۔
صرف اسی کا انکار کفر ہے"

حالانکہ جو اجماع نقل متواتر کے ساتھ منقول نہ ہو اکثر متکلمین و فقہا اہل سنت نے اسکے منکر کی بھی تکفیر کی ہے یقین نہ آئے تو ذیل کی عبارت ملاحظہ فرمائیے

"فاما من انکر الاجماع المجرد ای المنقول عن بعض الائمۃ الذی لیس طریقہ النقل المتواتر عن الشارع المفید کونہ قطعیا بل طریقہ الاحاد المقتضی کونہ ظنیا فاکثر المتکلمین والفقہاء والنظار فی ھذا الباب قالوا بتکفیر کل من خالف الاجماع الصحیح الجامع لشروط الاجماع المتفق علیہ عموماً لانہ حجۃ اجماعاً وان کان طریقہ آحاداً۔ (شرح شفا ملا علی قاری علیہ الرحمۃ)

شرح شفا کی اس عبارت سے واضح ہو گیا۔ کہ اکثر متکلمین و فقہاء نے ایسے اجماع کے انکار پر بھی تکفیر فرمائی ہے۔ جو نقل متواتر کے ساتھ منقول نہ ہو۔ اب غور طلب یہ ہے کہ مصنف ہم سے توبہ کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ

مسئلہ زیرِ بحث میں جس اجماع کے انکار پر تکفیر کی گئی ہے۔ وہ ظنی نہیں ہے بلکہ قطعی و متواتر و ضروریاتِ دین سے ہے) کیا ان حضرات سے بھی توبہ کا مطالبہ کرینگے جو ان اکثر متکلمین و فقہاء کے مسالک کے مطابق غیر متواتر اجماع کے منکر کی تکفیر کریں۔ نیز جن اکثر متکلمین و فقہا نے اجماعِ ظنی کے منکر کی بھی تکفیر فرمائی ہے۔ "احسن التحریر" کے مصنف و ناشر مفتی کا ان سے متعلق کیا خیال ہے؟ جو جواب دیں ساتھ ہی اس کی وجہ بھی ضرور بیان فرمائیں۔

انکارِ اجماع کا حکم۔ مصنف نے ص۳۸ پر یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ "شرحِ عقائد نسفی کی عبارت سے نہایت مافی الباب اتنی بات ثابت ہوگی۔ کہ خواص ملائکہ کا عوام بشر سے افضل ہونا بالاجماع ثابت ہے۔ یہ کہاں ثابت ہو گیا کہ خواص ملائکہ پر عوام بشر کی افضلیت کا قول بالاجماع کفر ہے۔"

یہاں پر مصنف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اگرچہ مسئلہ زیرِ بحث بالاجماع ثابت ہے (خدا کا شکر ہے اتنا تو مان لیا) لیکن چونکہ ان کے نزدیک بظاہر اس کے منکر کا کفر بالاجماع ثابت نہیں اسلئے اس اجماع کے منکر کی تکفیر معاذ اللہ باطل و مردود ہے۔ حالانکہ مصنف ص۴۲-۴۳ پر یہ تصریح کر چکے ہیں کہ "تمام اہل اسلام کے اجماعِ قطعی کا انکار یقیناً کفرِ قطعی ہے۔" اور یہاں پر انہوں نے اجماعِ قطعی کے انکار کے بالاجماع کفر ہونے کی قید نہیں لگائی۔ اور اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رسالہ مبارکہ ردّ الرفضہ سے یہ مثال بھی پیش فرمائی ہے۔ کہ

"ولی کوئی ہو خواہ وہ کبھی مرسل ہو یا غیر مرسل افضل بتانا کفر و ضلال اور کیوں نہ ہو کہ اس میں ولی کے مقابل نبی کی تحقیر اور اجماع کا رد ہے۔ کہ ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہلِ اسلام کا اجماع ہے۔" یہ نقل فرما کر

کے بعد مصنف نے پھر یہ لکھا کہ "تمام اہل اسلام کے اجماع کا انکار کفر و ضلال ہے"۔ اب جبکہ یہ طے ہو گیا کہ اہل اسلام کے اجماع قطعی کا انکار کفر ہے۔ اور ولی سے نبی کے افضل ہونے پر اہل اسلام کا اجماع ہے اور اس کے باوجود کہ مذکورہ عبارات میں رسل ملائکہ کا حکم بھی موجود ہے ہم نے علیحدہ طور پر مسئلہ زیر بحث میں اجماع الامۃ کلہا اور شیخ کے ارشاد "اصلاً خلاف در آں نیست" سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ رسل ملائکہ کے عامہ بشر سے افضل ہونے پر کل امت و تمام اہل اسلام کا اجماع قطعی ہے۔ کیونکہ اجماع الامۃ کلہا اور "اصلاً خلاف در آں نیست" اسی صورت میں کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس مسئلہ دینی پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہو۔ تو جیسے ولی سے نبی کے افضل ہونے پر تمام اہل اسلام کا اجماع ہے اور اس کا منکر مصنف کے نزدیک بھی کافر ہے۔ اسی طرح مصنف ہی کے اصول کی روشنی میں چونکہ عامہ بشر سے رسل ملائکہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سیدنا جبریل علیہ السلام کے افضل ہونے پر بھی کل امت و تمام اہل اسلام کا اجماع ہے۔ لہذا اس کا انکار بھی اسی طرح کفر ہے۔ اور مصنف کا ان الفاظ میں یہ کہنا کہ مسئلہ زیر بحث میں منکر کے کفر کو ثابت کرنے کے لئے کل امت کا قطعی اور متواتر اجماع پیش کریں۔ ورنہ اپنے تکفیری حکم کو واپس لے کر توبہ کا اعلان فرمائیں"۔ سراسر فضول ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کے اجماع قطعی و ضروری دینی کا انکار بجائے خود بالاجماع کفر ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ اس پر مزید کوئی مطالبہ درست نہیں ہے اس کے باوجود اگر مصنف اپنے الفاظ کے مطابق صریح طور پر بالاجماع کفر ہی کا ثبوت چاہتے ہیں۔ تو انہیں چاہئے کہ پہلے وہ خود اپنے الفاظ کے مطابق ولی سے نبی کے افضل ہونے کے انکار کو کفر ثابت کرنے کیلئے صریح طور پر کل امت کا قطعی و متواتر کے الفاظ کے ساتھ اجماع پیش کریں۔

علاوہ ازیں ایک اور بات دریافت طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ مصنف کے الفاظ میں جب تک کسی مسئلہ میں تکفیر پر اجماع نہ پایا جائے۔ اسوقت تک تکفیر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی تکفیر ناجائز اور باطل و مردود ہے۔ اور اس سے توبہ کرنا لازم ہے۔ (ملخصاً) اس ارشاد کے باوجود بھی مصنف فرماتے ہیں کہ "صدہا اقوال پر مشائخ کے بیشمار فتوے کفر لکھے گئے تو محققین نے کفر کے ان ہزاروں فتووں کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ جبتک کسی بات کے کفر ہونے پر اجماع نہ ہو" (احسن التحریر ص ۳۸) سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جن مشائخ نے اجماعی کفر" کے بغیر از خود" بیشمار و ہزاروں فتاویٰ کفر لکھے۔ ان فتاویٰ کی شرعی حیثیت آخر کیا ہے؟ کیا وہ بے شمار ہزاروں "انفرادی" فتاوٰئے کفر بھی مصنف کے الفاظ میں ناجائز و باطل و مردود ہیں یا نہیں؟ اور وہ فتاویٰ ارشاد فرمانے والے مشائخ سے بھی توبہ کا مطالبہ متعلق ہے یا نہیں؟ یہ سوال بھی مدلل جواب کا محتاج ہے

شروع سے یہاں تک کی گفتگو سے قارئین کرام نے یہ اندازہ فرمالیا ہوگا کہ مصنف نے ہماری آڑ لے کر کن کن اکابر پر ہاتھ ڈالا ہے۔ اور کہاں کہاں تک نشانہ بازی فرمائی ہے۔ اور ابھی مصنف کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ ؎

ع آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ضروریات دین کی بحث۔ دیگر ابحاث کے علاوہ احسن التحریر کے مصنف نے مسئلہ زیر بحث میں "بالضرورۃ" کو سمجھنے میں بھی سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں کافی پاپڑ بیلے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ان کی ان مساعی کے باوجود نتیجہ پھر بھی کچھ نہیں نکلا۔ ان کی پہلی غلطی تو یہ ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے لاہوری مفتی کے برائے نام جواب کی تصدیق

فرما کر اور اسکو "جواب حق" سے تعبیر فرما کر مسئلہ زیر بحث کو ضروریات دین سے کہنا حد سے گزرنا قرار دیا۔ بل بالضرورۃ کے لفظ سے اس مسئلہ کو ضروریات دین سے بتانا نادرست ٹھہرایا اور بالضرورۃ کو از خود بالبداھۃ کے معنی میں لے کر لاہوری مفتی کی تقلید کرتے ہوئے اس پر "لاضرورۃ" کہ "الی ھذہ المسئلۃ" کی مہر لگا کر مسئلہ زیر بحث کو غیر ضروری قرار دے دیا"

اس کے بعد ڈبل غلطی یہ کی کہ اس اجماعی وضروریاتی مسئلہ زیر بحث کو بالکلیہ نظر انداز فرما دیا۔ اور اس کی بجائے موضوع بحث سے غیر متعلق اپنے بیان کردہ میرے مذہب کے ایک ظنی و اختلافی مسئلہ "پر بالاجماع بل بالضرورۃ" کو چسپاں فرما کر

"رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور عوام بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہیں" کا انکار و اس میں توقف فرمانے والے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت بعض اکابر علمائے اہل سنت کو اجماع وضروریات دین کا منکر وان میں متوقف قرار دے دیا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

بہر حال ان سب باتوں کے باوجود مصنف نے اپنے پہلے تصدیقی فتویٰ کے برعکس احسن التحریر میں اپنی سمجھ کے مطابق (اگرچہ غلط ہی سہی) بالضرورۃ کو بالبداھۃ ولا ضرورۃ" کی بجائے آخر ضرورت دینیہ تسلیم فرما ہی لیا ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔

"اس کو بالضرورۃ بھی کہا گیا ہے۔ اور بالضرورۃ کی توجیہ میں ضرورت دینیہ کی تصریح بھی پائی جاتی ہے" (احسن التحریر ص ۹)

یہ تسلیم فرما لینے کے باوجود چونکہ پہلے مصنف کی زبان سے یہ نکل چکا تھا کہ مسئلہ زیر بحث کا منکر گمراہ ہے کافر نہیں ہے۔ اسلئے مصنف نے

اپنی اس بات کو نبھانے کے لئے "ضرورت دینیہ" کو تسلیم فرما لینے کے بعد پھر یہ قید بڑھا دی۔ کہ اگرچہ (ہمارا زیر بحث) مسئلہ ضروریات دین سے تو ہے لیکن

"یہ مسئلہ اُن ضروریات دین سے نہیں جن کا انکار کفر ہے"۔

(احسن التحریر ص۲)

مسئلہ زیر بحث کو پہلے تو ضروریات دین ہی سے نہیں مانتے تھے۔ لیکن جب ہم نے اس کے متعلق تصریحات پیش کیں تو ضروریات دین سے تو مان لیا۔ لیکن پھر بھی اپنی بات رکھنے کیلئے "اُن ضروریات" کی شرط لگا دی۔ پھر اگر اس پر ہی قائم رہتے تو بھی ایک بات تھی مگر افسوس کہ وہ اپنی اس نئی ایجاد پر بھی قائم نہیں رہے اور احسن التحریر کے آخر میں حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مسئلہ زیر بحث سے ایک غیر متعلق اقتباس نقل فرما کر اس کا نتیجہ نکالا کہ انہوں نے

"تفضیل کے مسئلہ کو ایسا دشوار اور نظری بنا دیا ہے۔ کہ اسے ضروریات دینیہ سے شمار کرنے کا سوال ہی ختم ہو گیا"۔ (احسن التحریر ص۴۶)

چلو چھٹی ہوئی۔ تسلیم کے باوجود اجماعی ضروری دینی مسئلہ "دشوار و نظری" ہو گیا۔ اجماعی و ضروری دینی ہونے کا سوال سرے سے ختم ہو گیا۔ اور اس سلسلہ میں خود مصنف ہی کے کئے کرائے پر پھر پانی پھر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

یہ غیر ذمہ دارانہ قسم کی گفتگو اگرچہ لائق التفات تو نہیں ہے۔ لیکن ایک دینی مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر چونکہ مصنف کے پھیلائے ہوئے شبہات کا ازالہ ضروری ہے۔ تاکہ کوئی ناواقف اس سے غلط تاثر نہ لے سکے۔ اس لئے اب ہم ضروریات دین سے متعلق مصنف کی تحریرات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ

متعلقہ ضروریات دین کے متعلق مصنف نے دو باتیں فرمائی ہیں۔

اوّل :- "یہ کہ ضروریات دین کی دو قسمیں ہیں۔ اور مسئلہ زیر بحث قسم ثانی میں داخل ہے۔

دوم :- یہ کہ قسم ثانی کا انکار کفر نہیں ہے"

حالانکہ یہ دونوں باتیں غور طلب و قابل تحقیق ہیں۔ اور انہیں بلا تفصیل اس طرح بیان کر کے مغالطہ دیا گیا ہے۔ **مصنف** نے مسئلہ زیر بحث کو بلا تکلف قسم ثانی میں داخل فرما دیا ہے۔ اور اس پر کوئی تصریح پیش نہیں کی۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب مسئلہ زیر بحث کو کتب عقائد میں مطلقاً ضروریات دین سے بیان کیا گیا ہے۔ جسے بالآخر آپ کو بھی تسلیم کرنا پڑا ہے تو پھر اسے خواہ مخواہ قسم ثانی کے ساتھ مقید کرنے کی کیا دلیل ہے؟ اگر کسی نے اسے قسم ثانی میں داخل کیا ہے۔ تو اس کا ثبوت پیش کرنا چاہیئے تھا۔ جو حضرت نفس مسئلہ ہی کو نہیں سمجھ سکے بلا دلیل و ثبوت محض ان کی بات پر کیسے یقین کیا جا سکتا ہے۔ عوام و خواص سبھی جانتے ہیں۔ کہ نبی ولی سے اور رسول عوام سے افضل ہوتا ہے۔ اس میں کسی بھی مسلمان کو کوئی اشتباہ و تردد نہیں ہے۔ لہٰذا اسے قسم ثانی قرار دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بہرحال اگر کسی نے مسئلہ زیر بحث (رسل کے عوام سے افضل ہونے) کو ضروریات دین کی قسم ثانی میں داخل فرمایا ہو تو اس کا ثبوت دیا جائے۔ —— باقی رہا مصنف کا یہ کہنا کہ ضروریات دین کی قسم ثانی کا انکار مطلقاً کفر نہیں ہے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مصنف نے اس سلسلہ میں جو عبارات پیش کی ہیں۔ ان کا مفاد و ماحصل صرف یہ ہے۔ کہ

- ضروریات دین قسم اوّل کا خواص و عوام سے جو بھی انکار کرے وہ کافر ہے۔
- ضروریات دین قسم ثانی کا اگر عوام میں سے کوئی انکار کرے تو کافر نہ ہوگا۔ مگر خواص کا انکار بہرحال کفر ہوگا۔

● — قسم ثانی میں عوام کا انکار اسی وقت تک کفر نہ ہوگا جب تک کہ قسم ثانی کا ضروری دینی مسئلہ ان پر مخفی رہے۔ لیکن جب ان کو جتا دیا جائے اور ان کا خفا جاتا رہے۔ تو اس صورت میں پھر ان عوام کا انکار بھی کفر ہوگا۔ لیجئے۔ مصنف ہی کی تحریرات کی روشنی میں اب اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں۔

"شرح عقائد نسفی میں بل دبا الضروریات کے لفظ کو ضروریات دین ہی کے معنی میں لیا جائے تب بھی اس کے انکار سے کفر لازم نہیں آئیگا کیونکہ ضروریات دین کی قسم ثانی ضروریات دین ہی میں شامل ہے۔ مگر چونکہ وہ خواص کے علم تک محدود ہے۔ اور عوام اسے نہیں جانتے اس لئے اس کا انکار کفر نہیں ص۲۱۔ دیکھئے مصنف تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ضروریات دین کی دونوں قسمیں ضروریات ہی سے ہیں۔ مگر اول کا منکر تو کافر ہے۔ لیکن ثانی کا منکر اسلئے کافر نہیں کہ اس کا علم صرف خواص تک محدود ہے۔ اور عوام اسے نہیں جانتے" اب مصنف ہی کی زبانی یہ فیصلہ ہو گیا۔ کہ ضروریات دین کی قسم ثانی کا اگر عوام نہ جاننے کی وجہ سے انکار کرے تو کافر نہ ہوگا۔ لیکن اگر خواص و علماء کرام اس عام کو بتا دیں کہ بھئی یہ تو ضروریات دین سے ہے۔ اور پھر بھی وہ انکار و اصرار کرے تو اس صورت میں وہ لازماً کافر قرار پائے گا۔ بقول مصنف مسئلہ زیر بحث کو اگر ضروریات دین کی قسم ثانی ہی سے مان لیا جائے (حالانکہ یہ قسم اول سے ہے) تو بھی حصول علم کے بعد اس کا انکار یقیناً حتماً کفر قرار پائے گا۔ کیونکہ عوام کو بتا دیئے گئے ہیں۔ اب مسئلہ کے ضروری ہونے کا علم خواص تک محدود نہ رہا بلکہ خواص نے عوام کو جتا دیا ہے۔

[illegible]

کی طرح عوام کو بھی ضروریات دین کا علم ہو گیا۔ ان کا "نہ جاننا" ختم ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی قسم ثانی کے متعلق حکم بھی بدل گیا۔ یہ ایک ایسی واضح بات ہے کہ جس میں کوئی الجھاؤ نہیں ہے۔ مگر معلوم نہیں کہ مصنف بایں "علم و فضل" ایسی بھولی باتیں کیوں کر رہے ہیں۔ بہر حال جو بات حق و درست ہے وہ یہ ہے خواہ وہ قسم اول سے ہو یا قسم ثانی سے اس تفصیل کے مطابق دونوں کا انکار کفر ہے۔ اور اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ سیدنا اعلیحضرت مجدد دین و ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصانیف مبارکہ میں ضروریات دین کا بکثرت ذکر فرمایا ہے اور ان کے منکرین پر حکم کفر بھی صادر فرمایا ہے۔ لیکن کہیں بھی ضروریات دین کی قسم ثانی کا استثناء فرما کر ان کے منکر کا کافر نہ ہونا بیان نہیں کیا (کیونکہ بالآخر اس کا انکار بھی کفر ہی ہے) اور ہماری تحقیق و تفصیل کے مطابق صرف آگاہ ہونے کی قید لگا کر ضروریات دین کی قسم ثانی کے انکار کا کفر ہونا بھی واضح فرما دیا ہے۔ مثلاً ایک مقام پر منکرین ضروریات دین کے متعلق احکام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جو ان (منکرین ضروریات دین) کے ان ملعون عقیدوں (جن میں غیر نبی کو نبی سے افضل کہنا بھی شامل ہے) پر آگاہ ہو کر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام ائمہ دین خود کافر بے دین ہے"۔ (رد الرفضہ صفحہ 16) عبارت مذکورہ میں "پر آگاہ ہو کر" کی قید ضروریات دین کی قسم ثانی ہی سے متعلق ہے۔ بہر حال ضروریات دین کی قسم ثانی کا بیان صرف عوام کے نہ جاننے کے لحاظ سے ہے لہذا جب ان کو قسم ثانی کا ضروریات دین سے ہونا بتا دیا جائے گا تو پھر قسم ثانی کا انکار بھی قسم اول ہی کی طرح کفر قرار پائے گا (العیاذ باللہ تعالیٰ) مصنف نے بظاہر اپنی تائید میں جو عبارات پیش کی ہیں وہ بھی خود مصنف

کی طرح صاف و شفاف ہیں۔ مگر حیرانی ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے ذہول کی وجہ سے یا پھر جان بوجھ کر مسئلہ کو الجھانے کی کوشش کی ہے۔ حتیٰ کہ بعض جگہ متعلقہ عبارتیں بھی پوری نہیں لکھیں۔ اہل علم حضرات ہماری معروضات کو بغور ٹھیک اپنے ذہن میں محفوظ رکھیں اور مصنف ہی کی پیش کردہ عبارات سے ہمارے موقف کی تائید و توثیق ملاحظہ فرمائیں۔ احسن التحریر کے صـ۱۲ پر فتاوی حدیثیہ کی عبارت کا ترجمہ مصنف نے یوں فرمایا ہے۔

"پھر ضروریات دین کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جسے ہر خاص و عام بلا تامل جانتا ہو۔ دوسری وہ جو بعض عوام پر کبھی مخفی رہتا ہے۔۔۔۔۔ قسم اول کا انکار عوام و خواص میں سے جو شخص بھی کرے وہ کافر قرار پائیگا ۔۔۔ اور قسم ثانی کا انکار اگر عوام میں سے ان لوگوں نے کیا جنہیں شریعت مطہرہ میں ایسا ممارست تام حاصل نہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں علم ضروری حاصل ہو جائے۔ تو وہ کافر نہیں ہونگے"۔

فتاوی حدیثیہ کی عبارت آپ کے سامنے ہے۔ اور اس میں حسب ذیل جملے قابل غور و فکر ہیں۔

(۱) ضروریات دین کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ جسے ہر خاص و عام جانتا ہے۔

(۲) قسم اول کا انکار عوام و خواص میں سے جو بھی کرے وہ کافر قرار پائے گا

(اس عبارت میں عوام و خواص دونوں کے الفاظ ہیں)

(۳) دوسری وہ جو بعض عوام پر کبھی مخفی رہتی ہے۔ اس قسم ثانی کا انکار اگر عوام میں سے ان لوگوں نے کیا جنہیں شریعت مطہرہ میں ایسا ممارست تام حاصل نہیں۔ جس کی وجہ سے انہیں علم ضروری حاصل ہو جائے۔ تو وہ کافر نہیں ہونگے"۔

ان عبارات سے یہ بات تو واضح ہوتی ہے کہ عوام میں سے اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے قسم ثانی کا انکار کرے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ لیکن خود خواص اور وہ عوام جس کو علم آجائے اور علماء بتادیں۔ اور پھر بھی وہ انکار کرے تو کافر ہوگا۔ مذکورہ عبارت میں نہ اس کا بیان ہے اور نہ ہی اس کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کیونکہ علامہ ابن حجر مصنف کی بیان کردہ قسم ثانی ہی کے متعلق اسی فتاوٰی حدیثیہ میں اسی بحث کے مقام پر خود ہی یہ تصریح فرما چکے ہیں۔ کہ

"الا اذا ذکر له اهل العلم انه من الدین وانه قطعی فتمادی فیما هو علیه عنادًا فیکفر بظهور التکذیب منه حینئذٍ"

یعنی جب اہل علم (قسم ثانی کے منکر کو) بتادیں کہ یہ مسئلہ قطعی و ضروریات دین سے ہے اور اس کے باوجود وہ منکر عناد (ہٹ دھرمی) کے باعث اپنی بات پر اڑا رہے تو اب اس کی تکفیر کی جائے گی۔ کیونکہ اس نے معلوم ہو جانے کے باوجود دین کی تکذیب کی ہے۔" (فتاوٰی حدیثیہ صـ۱۴۳)

فتاوٰی حدیثیہ کی اس تصریح سے یہ روشن ہوگیا۔ کہ ضروریات دین کی قسم ثانی کا انکار اگر بوجہ خفا کے ہو تو کفر نہیں لیکن اگر خفا دور ہو جائے اور پھر بھی منکر انکار پر اصرار کرے تو اس صورت میں وہ کفر کا مرتکب ہوگا۔ معلوم نہیں فتاوٰی حدیثیہ کی یہ تصریح مصنف کی نظر سے کیوں نہیں گزری۔ اور اگر نظر سے گزری ہے تو انہوں نے اس کا ذکر فرمانے کی بجائے اس کو نظر انداز کیوں کیا ہے۔ صاحب احسن التحریر نے فتاوٰی حدیثیہ کی مذکورہ عبارت کے علاوہ قواطع الاسلام کے علاوہ فتاوٰی حدیثیہ کی ایک اور عبارت نقل کی ہے مگر افسوس یہاں بھی انہوں نے ناواقف لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے اپنی نقل کردہ عبارت کے متصل اگلے حصہ کو حذف کر دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ تو لکھا ہے کہ

ولا یکفر بانکار قطعی غیر ضروری کاستحقاق بنت الابن السدس مع بنت الصلب۔

قطعی غیر ضروری کے انکار سے کافر نہ ہوگا۔ جیسے بنت صلب کی معیت میں بنت ابن کا استحقاق سدس (فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۴۱)

یعنی باوجود قطعی ہونے کے ضروریات دین کی قسم اول کی حد تک نہیں پہنچا جسے ماہرین شریعت تو جانتے ہیں۔ لیکن عوام اس کے علم سے قاصر ہیں۔ اس لئے اس کا انکار کفر نہیں ہے۔ (احسن التحریر ص ۱۶)

لیکن مذکورہ عبارت کے متصل حسب ذیل عبارت کو نقل نہیں کیا جو یہ ہے۔

وظاہر کلام الحنفیۃ تکفیرہ یجب حملہ ای بناء علی قواعدہم علی منکر علم انہ قطعی والا فلا یکفر

اور احناف کے نزدیک مسئلہ مذکورہ کا انکار کفر ہے اگر منکر کو اس کا قطعی ہونا معلوم ہو اور اگر اسے اس کے قطعی ہونے کا علم نہیں تو وہ کافر نہ ہوگا۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۱۴۲)

اہل علم و انصاف پسند حضرات غور فرمائیں اور دیکھیں کہ مصنف نے مذکورہ عبارت کے حصہ کو (جو ان کے مطلب کے خلاف تھا) حذف کر دیا ہے اس میں پہلی عبارت کی کیسی صاف و صریح وضاحت ہے۔ کہ استحقاق سدس کا مسئلہ جو قطعی اور ضروریات دین کی قسم ثانی سے ہے۔ متکلمین کے نزدیک اس کے انکار پر عدم تکفیر اور ظاہر کلام احناف ہے۔ اس کی تکفیر کا ماننے نہ ماننے (علم و عدم علم) پر مبنی ہے۔ یعنی جو شخص اس مسئلہ کا انکار لاعلمی

وخفا کیوجہ سے کرے تو وہ کافر نہیں لیکن علم آجانے کے بعد اس کے انکار پر اصرار خالص کفر ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

حضرت علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے بھی اس مسئلہ کے متعلق اسی طرح فرمایا ہے۔ کہ

" اما مالم یبلغ حد الضرورۃ کاستحقاق بنت الابن السدس مع البنت باجماع المسلمین فظاہر کلام الحنفیۃ الاکفار بجحدہ فانہم لم یشترطوا سوی القطع فی الثبوت ویجب حملہ علی ما اذا علم المنکر ثبوتہ قطعاً لان مناط التکفیر وھو التکذیب او الاستخفاف عند ذالک یکون امااذا لم یعلم فلا الا ان یذکر لہ اھل العلم ذالک فیلج "

(شامی جلد ثالث صـ ۳۰۹)۔

الحمد للہ جس طرح ہم نے عرض کیا تھا ان تصریحات کی روشنی میں اسی طرح مسئلہ ثابت ہوگیا کہ ضروریات دین قسم اول سے ہوں یا قسم ثانی سے ان کا انکار بہرحال کفر ہے صرف قسم ثانی کا انکار اس وقت تک کفر نہ ہوگا۔ جب تک کہ جاہل منکر کو اس کا علم نہ ہو لیکن جب اس کو بتا دیا جائے۔ اور وہ پھر بھی انکار پر اصرار کرے تو پھر قسم اول ہی کی طرح اس کا یہ انکار بھی یقیناً کفر ہوگا لہذا مسئلہ زیر بحث مسئلہ ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں۔

کو اگر بقول مصنف ضروریات دین کی قسم ثانی ہی میں داخل سمجھا جائے یعنی خواص " اور علم حاصل ہو جانے کے بعد عوام کی طرف سے اس کا انکار کفر ہوگا مذکورہ تصریحات کے مقابلہ میں مصنف کا مطلقاً یہ کہنا کہ ضروریات دین کی قسم کا انکار کفر نہیں " محض لغو و غلط ہے۔ اور بزعم خویش اپنی تائید میں ان

کی پیش کردہ عبارات میں ایسی کوئی عبارت نہیں جس کا یہ مطلب ہو کہ ضروریات دین کی قسم ثانی کا انکار بتا دینے اور علم ہو جانے کے بعد بھی کفر نہیں ہوتا جیسا کہ ہم بالوضاحت عرض کر چکے ہیں۔

حرف آخر

جہاں تک نفس مسئلہ کا تعلق ہے وہ چونکہ بقدر ضرورت مکمل طور پر بیان ہو چکا ہے۔ بنیادی امور پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ اور اہل علم و انصاف پسند حضرات کے لئے یہ کافی و وافی ہے۔ اسلئے بخو طوالت و عدیم الفرصتی کے باعث فی الحال ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اور "احسن التحریر" کی بعض دیگر باتیں جو مسئلہ زیر بحث سے غیر متعلق ہونے علاوہ محض مسئلہ کو الجھانے اور پیچیدہ بنانے کی غرض سے سامنے لائی گئی ہیں ان سے متعلق انشاء اللہ ہم کسی دوسری فرصت میں اپنی معروضات پیش کر اور بتائیں گے کہ مصنف نے زیر نظر مذکورہ باتوں کے علاوہ اور کیسی کیسی ہولناک غل کا ارتکاب کیا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ "احسن التحریر" کے آخر میں اس کے دوس حصہ کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کا بھی انتظار ہے۔ اور اس کے منظر عام پر آنے کے بعد انشاء اللہ العزیز بار بار قلم اٹھانے کی بجائے ایک مرتبہ ہم اپنی معروضات مزید جامعیت کیساتھ پیش کر سکیں گے تاکہ کسی کو عدم کی شکایت باقی نہ رہے۔ مصنف و ناشر اور ان کے متعلقین و معتقدین کو چاہئے نفسانی تاثرات و انتقامی جذبات سے بالاتر ہو کر خلوص و للہیت کے سا معروضات پر غور فرمائیں۔ اور بغور دیکھیں کہ مسئلہ کیا ہے۔ اور انہوں نے سمجھ رکھا ہے۔ اور ہماری مخالفت کے نشہ میں وہ ملک و زمانہ کے حالا مذہب و جماعت کے مفاد کو نظر انداز کر کے کونسا کھیل کھیل رہے ہیں۔ آئندہ اگر وہ اس سلسلہ میں کوئی قدم اٹھائیں تو پہلے وہ اس کے ماله و ما ع

اچھی طرح غور فرمالیں۔ اور موضوع و مسئلہ زیر بحث کو اچھی طرح ملحوظ رکھیں کیونکہ غلط مبحث اور کسی چیز خصوصاً ایک اہم دینی مسئلہ پر اندھا دھند فائرنگ کرنا وقار علمی و دانشمندی کے خلاف ہے اور اس میں انسان کا اپنا ہی نقصان ہے۔ اسی طرح حوالوں میں قطع برید کرنا اور مغالطہ و غلط تاثر دینا بھی کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔ مصنف کو اپنے بعض خصوصی سوالات کے عدم جواب کی شکایت بھی نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ ہماری ان گزارشات میں ان کا جواب آجانے کے علاوہ ابھی "رسل ملائکہ نمبر" کے سوالات کے جوابات انکے ذمہ واجب الادا ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ احکام اسلام و ضروریات دین کے خلاف کسی کے عقیدۂ کفریہ کے باعث اس کے متعلق تکفیر کا حکم شرعی بیان کرنا محض اسلئے ہوتا ہے کہ حق و باطل اور اسلام و کفر میں امتیاز برقرار رہے۔ اس کا مقصد کسی کو "کافر بنانا" نہیں بلکہ کفر سے بچانا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی اپنی غلطی و حکم شرعی واضح ہو جانے کے باوجود توبہ کر کے کفر سے بچاؤ نہ کرے تو یہ اس کی بدنصیبی ہے۔ ایسے بدنصیب کو سمجھانے اور سرزنش کرنے کی بجائے الٹا اس کی حمایت و دلجوئی کرنا اور حکم شرعی بیان کرنے والے کو کوسنا اور خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ جانا دیانت و انصاف کے خلاف اور بغض و عناد پر مبنی نہیں تو اور کیا ہے۔ احسن التحریر کے مصنف نے محض شان رسالت کی حمایت کے جرم میں ہمیں اور ہماری حمایت فرمانے والے اکابر علماء کرام کے خلاف تو خوب غیظ و غضب کا مظاہرہ کیا ہے مگر افسوس کہ جنہوں نے اللہ کے پیارے عزت والے رسل ملائکہ خصوصاً سیدنا جبریل علیہ السلام کی عظمت و شان رسالت پر حملے اور ان کی توہین و تنقیص کی اور صدیق اکبر تو صدیق اکبر غیر صحابی

اولیاءِ کرام علیہم الرضوان بلکہ عام انسانوں کو بھی حضرات رُسُل ملائکہ و سیدنا جبریل علیہ السلام سے افضل قرار دیا۔ اور اللہ کے ان مقدس رسولوں پر حد سے زیادہ غرور و گھمنڈ جیسا الزام لگایا۔ ان کے متعلق مصنف نے المسعیدم حسن التحریر میں ایک لفظ تک نہیں لکھا بلکہ احسن التحریر میں بطور تائید و حمایت بڑے بڑے القاب کیسا تھ ان کے نام مذکور ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

مدرسل ملائکہ کی عامۂ بشر اور جبریل رسول اللہ علیہم السلام کی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر افضلیت کے منکر کے متعلق تکفیر کے حکم شرعی پر جن حضرات علماء کرام نے فقیر کی تصدیق و تائید و حمایت فرمائی ہے۔ عدم گنجائش کے باعث ان میں سے صرف چند حضرات کے اسمائے گرامی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) اعلیحضرت فاضل بریلوی کے محبوب خلیفہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین صاحب بہاری

(۲) استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب لاہور۔

(۳) محدث پاکستان مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب لائلپور

(۴) فقیہ العصر مولانا مفتی اعجاز ولی خاں صاحب بریلوی لاہور۔

(۵) مولانا علامہ محمود احمد صاحب رضوی مدیر رضوان لاہور۔

(۶) مولانا علامہ ابوالبیان غلام علی صاحب اوکاڑہ۔

وغیرہم دامت برکاتہم

(مطبوعہ: لاہور پرنٹرز۔ لاہور)

محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی

[illegible]

زید لطفہ و الطافہ الکرم

مخلص محب محترم کرنل انور مدنی صاحب

ہدیہ سلام مسنون - امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے - ارسال فرمودہ پیکٹ کتب موصول ہوا بہت بہت
شکریہ - تصنیف لطیف "کلمۃ الایمان" [illegible] لندن بھیجے - الزام شرک اور میں
سے لندن [illegible] اور کلمۃ الایمان کے بعض بعض حصوں مختلف مقامات سے پڑھ کر بہت
مسرور و محظوظ ہوا - بالخصوص لندن نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا - اس سے قبل بھی
تحفہ [illegible] جناب کی تصانیف نظر نواز ہوتی رہی ہیں - مولا عزوجل آپکو مذہب حق
اہلسنت اور مسلک اعلیٰحضرت امام احمد رضا [illegible] کی تبلیغ و اشاعت کا جذبہ صادق
مزید عطا فرمائے اور دارین کی برکتوں سعادتوں سے سرفراز فرمائے آمین -
عزیزم مولوی سردار احمد رضا رضوی مصطفوی (فقیرزادہ) خانیوال زیر تعلیم ہے
[illegible] آپکی کتب پسند کیں از راہ شفقت [illegible]
ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں [illegible]
سردار احمد رضا رضوی مصطفوی متعلم جامعہ غوثیہ [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] دار العلوم [illegible] جامع العلوم [illegible] خانیوال
ضلع خانیوال

۴۸۶
۹۲

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ الحدیث

مدرسہ نعیمیہ لاہور کے رسالہ "التکبیر الجلی" کی غلط وکذب بیانی
اور بدزبانی کے جواب میں رسالہ نافعہ

مسمّٰی بہ

اظہارِ حقیقت

مع فتاویٰ علماء کرام

در

مسئلہ افضلیت

از: خاکپائے علماء اہل سنت محمد حسن علی قادری رضوی غفرلہٗ

ناشر: جمعیت خدام رضا، میلسی ضلع ملتان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۔ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِيۡنَ ۔

دنیا میں بعض وہ مقدس لوگ ہوتے ہیں جو محض خلوص کے ساتھ رضائے خدا و رضائے مصطفےٰ (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے حصول کی خاطر تبلیغ دین و تعمیر ملت کے لئے اپنی پاکیزہ زندگی گذارتے ہیں۔ اور مولیٰ تعالیٰ کی جناب سے محبوبیت و قبولیت کے خلعت سے نوازے جاتے ہیں لیکن اس کے برعکس بعض ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ جو تعمیر کی بجائے تخریب و انتشار چاہتے ہیں۔ اور اپنے بزرگوں محسنوں اور اکابر دین و ملت کی عظمت و تقدس پر ناروا حملے کر کے اپنی نام نہاد "تحقیق" کا رعب جمانے اور دکان چمکانے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں ایسے لوگ اپنے مکر و فریب اور ہمارے عوام پراپیگنڈہ کے بل بوتے پر اگرچہ بعض لوگوں کو مغالطہ دے کر وقتی طور پر اپنی چمک دمک دکھالیں۔ لیکن اہل بینش پر ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ اپنی اس روش سے دین و دنیا کا خسارہ مول لیتے ہیں۔ آجکل اسی قسم کے لوگوں میں سے چوک دالگراں لاہور کا ایک بدنصیب عہ مفتی بھی اس سال میں ایک نمایاں حیثیت کا حامل ہے یہ بدنصیب مفتی بظاہر تو صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی علیہ الرحمۃ کی طرف اپنے کو منسوب کر کے نعیمی کہلاتا ہے۔ اور آپ کے نام پر ایک مدرسہ بھی چلا رکھا ہے۔ لیکن اس کی انانیت کا یہ عالم ہے کہ صدرالافاضل سمیت جماعت کے کسی بزرگ کو اپنی خاطر میں نہیں لاتا۔ اپنے منہ مفتی کہلانے کے باوجود اس میں خود تو کوئی اہلیت ہے نہیں لیکن موصوف دوسروں کی تحقیق کے سوائے اکابر اہلسنت و جماعت سے الجھنا اور جارحانہ و تہذیب و اخلاق سے دور انداز میں ان پر کیچڑ اچھالنا اس کا محبوب مشغلہ ہے

عہ: اس قسم کے الفاظ مفتی جی کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں۔

حضرت صدر الافاضل۔ حضرت صدر الشریعہ۔ حضرت مفتی اعظم بریلی و ملک العلماء
ظفر الدین صاحب جیسے مستند و مسلّم اکابر علماء و اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ
جلیل القدر خلفاء و دیگر تمام مشاہیر و ذمہ دار علماء اہلسنت نے اپنی بلند پایہ
تحقیق و شرعی فیصلہ کے مطابق نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع قرار دیا
لیکن صدر الافاضل سمیت ان سب اکابر کے متفقہ فتویٰ کے خلاف
مفتی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے جواز کا قائل ہے۔ اگر اپنی جگہ
صرف جواز کا قائل ہوتا تو پھر بھی ایک بات تھی۔ مگر ستم تو یہ ہے کہ اس بے خبر
گجکوروی مفتی نے مذکورہ تمام اکابر علماء و مشائخ اہلسنت کو تفسیر بالرائے کا مرتکب
وعید شدید کا مستحق اور بے عقل و دانش پابند ریت وغیرہ خرافات و گستاخیوں
کا مصداق قرار دیکر جماعت کے ساتھ بیوفائی و اکابر پیشوایان اہلسنت کیساتھ بغض
و کینہ و حسد کا مظاہرہ کر کے اہلسنت و جماعت کے جذبات کو شدید مجروح کیا
ہے چنانچہ اس نے ماہنامہ نور و ظہور قصور (جو ایک "نعیمی" مولوی صاحب کی
نگرانی میں شائع ہوتا ہے) میں نہایت بیباکی و دریدہ دہنی کیساتھ لکھا۔ کہ
مانعین نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال منع فرمانے والے حضرات اپنے شاگردوں اور
مریدوں کو تلقین فرماتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کو ہرگز ہاتھ نہ لگائیں کہ اس میں دین
کا نقصان عظیم ہے۔ ..... نیز لاؤڈ اسپیکر میں آواز ضرورت سے زائد
ہے۔ جو نماز قطعیہ منافی ہے۔ ...ہ کے ثبوت میں لا تجہر بصلوتک
پیش کرتے ہیں اپنی رائے سے اس کی تفسیر کرتے ہیں۔ نہ اس کے مطالب پر
نظر کرتے ہیں۔ اور نہ اس کے متعلق کتب تفاسیر دیکھنے کی تکلیف گوارا کرتے
ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نماز میں مکبرین کا تقرر سنت ہے۔ لاؤڈ اسپیکر
کے استعمال سے مکبرین کی حاجت باقی نہیں رہتی جس سے ایک سنت کا رفع

لازم ہے، بتلائیں کونسی سنت ہے اور کس طرح سنت ہے۔ بلا غور و فکر

وہم و خیال سے سنت کہہ دینا وعید شدید کا مستحق بنا دیتا ہے۔

بے عقل و دانش بباید گریست الخ (نور ظہور ستمبر ۱۹۶۰ء ص

اس دل آزار عبارت کے خلاف جب "رضائے مصطفےٰ" نے احتجاج کیا

مولوی مذکور کو اس بیباک روش پر متنبہ کیا اور یہ احساس دلایا

اپنے نعیمی کہلانے ہی کا خیال کرو تو بجائے اس کے کہ یہ مولوی

علماء سنت کی اس گستاخی سے توبہ اور جماعت سے معذرت کرتا۔ الٹا

کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق "رضائے مصطفےٰ" و مولانا محمد صادق صاحب

کے پیچھے پڑ گیا۔ اور اپنا انتقام لینے کے لئے مسئلہ افضلیت جبریل

کو خواہ مخواہ آڑ بنایا۔ جس کے سلسلہ میں جماعت کو شدید انتشار سے

دوچار کر دیا۔ فَالَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اس سلسلہ میں اس نے پہلے تو مولانا محمد صادق صاحب کے

کے خلاف ایک مختصر سا غیر ذمہ دارانہ "فتویٰ" شائع کیا۔ لیکن جب

مصطفےٰ میں اس کا جواب دیا گیا۔ اور اس کے فتویٰ کی بنیادوں کا

ظاہر کیا گیا تو اس پر عجیب اضطرابی اور بے چینی کی کیفیت طاری ہو

کیونکہ اس کے نتائج بہت دور پہنچتے تھے۔ اور علم و انتہا کا پول کھلنے

سلسلہ "کاروبار" خطرے میں پڑ رہا تھا۔ جس کے بغیر گزارہ نہ

شہرت اور نفع اندوزی کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ اور اس کو کسی

کی ضرورت تھی۔ گالیوں کے سوا خود تو اس سے کچھ ہو نہیں سکتا تھا

خود اس نے کبھی کوئی خاص علمی تحریری کام نہیں کیا۔ اس لئے اس نے

چالاکی سے اپنا اڈہ چھوڑ کر مولانا احمد سعید صاحب کاظمی ملتانی کی

اس قسم کے الفاظ و عبارات عموماً [illegible] کی زبان میں ملیں۔

تیار کیا۔ اور ان سے رسالہ احسن التحریر لکھوا کر اپنے مدرسے کے نام پر
ع کر دیا۔ اور اس کے شروع کے ۲۰ صفحوں میں مولانا محمد صادق صاحب کو
ل دے کر اور غیر مستند کفر۔ بدنصیب۔ دروغ گو وغیرہ کہہ کر اپنے
کی بھڑاس نکالی۔ چونکہ احسن التحریر میں مسئلہ زیر بحث کو غلط ملط
ے نہایت غلط رنگ میں پیش کیا گیا تھا

. . . .

. . . . . . اسلئے مولانا محمد صادق صاحب نے "احسن التحریر"
جواب میں رسالہ مبارکہ "افضل التقریر" شائع کیا۔ جس میں مسئلہ کو مزید
حق کیساتھ بیان کیا اور تحقیق کے نام جو غلط مسائل پیش کئے
تھے۔ ان کی نشاندہی فرمائی۔ مولوی ... جو دلائل سے پہلے ہی عاجز
تھا۔ اس سے "افضل التقریر" کے دلائل و حقائق کا جواب تو ممکن نہ تھا
پس اس نے دوبارہ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کیلئے جامعہ نعیمیہ کے کسی طالب علم
...حسن کے نام سے "التکبیر الجلی علی التقریر الدنی" کے نام سے ایک پمفلٹ
شائع کیا۔ جس میں "افضل التقریر" کے دلائل کا تو برائے نام بھی جواب نہیں
۔ البتہ مولانا محمد صادق صاحب کے علاوہ اس میں استاذ العلماء علامہ
...محدث پاکستان اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہم کو بھی خوب جی بھر
گالیاں دی گئی ہیں۔ جن کو پڑھ کر ہر سنی کا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے اور دم
...ی کی ناپاک روش اور بدگوئی و گندہ دہنی پر حیران رہ جاتا ہے۔ کہ یہ
...ب "مفتی" ہے جس کے منہ سے گالیوں کے سوا کچھ نکلتا ہی نہیں ہم نے
...ن کے متعلق بدنصیب وغیرہ جو الفاظ و صیغہ واحد استعمال کیا ہے یہ
...ئے تو بلقائے تو کے مصداق "مفتی" کا ہی طریقہ استعمال کیا گیا ہے
اسکو کچھ احساس ہو اور وہ اپنی عزت کی طرح دوسروں کی عزت کو

بھی ملحوظ رکھے اور خصوصاً اکابر علماء کے متعلق اپنی زبان کو لگام دے۔
"مفتی" نے "التکبیر الجلی" میں اگرچہ اپنے آپ کو "گل رحمٰن" کے پردہ
میں چھپانے کی کوشش کی ہے۔ مگر گل رحمٰن کا نام اس کی باتوں، الفاظ
اور گالیوں کو کیسے چھپا سکتا ہے؟ اور ایک جگہ تو چہرہ کی داڑھی بھی کا
صاف نظر آگیا ہے۔ التکبیر کے ص۸ پر مذکور ہے۔
"اس لئے ہمارا ارادہ ہوا۔ کہ فتویٰ کفر کی تردید اشتہارات کی
شکل میں شائع کی جائے۔"
بتائیے یہ "ہمارا" مفتی کا ہمارا ہے یا کسی اور کا۔ کیا ہمارا کے پردے
میں خود "مفتی" نہیں بول رہا۔ بیچارے گل رحمٰن کا تعلق و ارادہ
حیثیت و ذمہ داری ہی کیا ہے۔ جو اس سلسلہ میں ہمارا جیسا زوردار
لفظ زبان پر لا سکے۔ یہ ہمارا تو اس سلسلہ کا سارا پروگرام و سب کچھ کرنا
تو صرف اور صرف "مفتی صاحب" ہی کے ذمہ ہے۔ [illegible]۔ جب کہ
سارا "مواد" "مفتی" کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے۔ تو خود جامعہ نعیمیہ
سے کوئی چیز "مفتی" کے بغیر کیسے شائع ہو سکتی ہے؟
لطیفہ التکبیر کے ص۲ پر ہے "مولوی محمد صادق ... اہل سنت
کے اکابر پر کیچڑ اچھالتا رہتا ہے ... چنانچہ پچھلے دنوں میں حضرت علامہ
مفتی ... صاحب نعیمی ... کی شخصیت پر لاؤڈ سپیکر مسئلہ
میں رکیک اور ذلیل حملے کئے" اس سے قطع نظر کہ [illegible] احمد صادق صاحب
نے مفتی ... کے متعلق کیا کہا اور کب کہا۔ تو یہ چشم بد دور "جو نعیمی
مفتی" بھی اہلسنت کا اکابر ہے۔ اور اس کو کسی غلط روش پر تنبیہ کرنا
ذلیل حملہ ہے۔ لیکن اسی لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ کی آڑ میں حضرت محدث اعظم

[illegible]

و دیگر مسلم اکابر کو "مفتی" کا تفسیر بالرائے کا مرتکب ۔ وعید شدید کا مستحق اور
بر عقل و دانش بمانند گر لیت وغیرہ خرافات کا مصداق قرار دینا ان اکابر
پر رکیک و ذلیل "حملہ نہیں بلکہ مدح و ستائش کا گلدستہ ہے اور وہ
حضرات اکابر نہیں ۔ بلکہ معاذ اللہ "مفتی" کے مقابلہ میں اصاغر ہیں ۔ جن پر
"مفتی" جس طرح چاہے تنقید کرتا ہے ۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۔

دیکھئے "مفتی" اپنے جرم پر کس صفائی کیسا تھ پردہ ڈالنا چاہتا ہے
اور اکابر پر رکیک و ذلیل حملے کر کے اور ان کی شخصیت کو نظروں سے گرا
کر کس طرح اکابر بننے کا خواب دیکھ رہا ہے ۔ اکابر کی شان میں "مفتی" کی گستاخی
و دریدہ دہنی کے خلاف ایک عرصہ سے احتجاج ہو رہا ہے ۔ لیکن اس پر توبہ
کرنے اور معذرت چاہنے کا تو اسے کوئی خیال نہیں آتا ۔ اور الٹا اپنی "اکابری"
کا ڈھنڈورہ پیٹا اور اپنی مذمت کا رونا رویا جا رہا ہے ۔ "مفتی" صاحب !
بزرگوں پر حملے کر کے "اکابری" کا مسند حاصل نہیں ہو سکتی اگر اکابر بننا ہے
تو اکابر کے نقش قدم پر چلو دنیا تمہیں خود بخود اکابر تسلیم کرے گی ۔ اور اس
کے برعکس اگر ان کی اس طرح توہین و تحقیر جاری رکھی تو "اکابری" کی بجائے دنیوی
و اخروی ذلت و رسوائی حاصل ہو گی والعیاذ باللہ تعالے ۔

اہل حق ۔ التکبیر کے ص پر مذکور ہے ۔ "اہل حق (مولوی مذکور
کی پارٹی) پر کسی موجودہ مولوی کی شخصیت اثر انداز نہیں ہوتی اور مسئلے کے
صحیح حکم بیان کرنے میں کسی کا لحاظ سد راہ نہیں بنتا ۔ چنانچہ اس کی تردید میں
حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی ابوالخیر ۔ ۔ صاحب حضرت مفتی ۔۔۔ نعیمی
کے دیا یمان افروز اور نہایت مدلل فتاوی سواد اعظم لاہور میں شائع ہوئے "
ہم کہتے ہیں کہ ان دونوں حضرات پر نعیمی کہلانے کے باوجود جب پیغمبری م

آنے ئے نعمت حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ و دیگر جلیل القدر اکابر کی شخصیت اثر انداز نہیں ہوئی۔ اور ان دونوں حضرات نے بلاواسطہ و بالواسطہ جب حضرات اکابر کو اپنی جارحانہ تنقید کا نشانہ بنانے سے گریز نہیں کیا (جیسا کہ نورِ ظہور کا حوالہ گزرا) تو ان دونوں حضرات پر کسی موجودہ مولوی کی شخصیت کیونکر اثر انداز ہو سکتی ہے؟ بہر حال جب ان دونوں مفتی صاحبان پر صدر الافاضل علیہ الرحمۃ سے لیکر حضرت علامہ ابو البرکات مدظلہ تک کسی کی شخصیت اثر انداز نہیں ہوئی اور ان اکابر کا فتویٰ ان کیلئے حجت نہیں ہے تو پھر خود ان "مفتی صاحبان" کی شخصیت اہل حق (متبعین مسلک اکابر) پر کیسے اثر انداز ہو سکتی ہے اور اکابر کے مقابلہ میں ان کا فتویٰ کیونکر حجت ہو سکتا ہے؟ کیا ان کی شخصیت اکابر کی شخصیت سے

ایک فضول طنز۔ التکبیر میں مولانا محمد صادق صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ "مولوی محمد صادق اپنی خدمت دین خلوص و للہیت کا شور کرتا ہوتا ہے۔ اور اپنے آپ کو شریعت کا پابند خلوص کا پیکر ظاہر کرتا ہے"۔ اور حضرت محدث پاکستان قبلہ شیخ الحدیث مدظلہ العالی کے متعلق کہا ہے "کہ محدث پاکستان مجھے رکھ رکھاؤ کے عادی ہیں۔ جلسوں میں شرکت خاص انداز میں فرماتے ہیں خود نمائی اور تصنع زیادہ پسند ہے"۔ حالانکہ مولانا محمد صادق صاحب نے اپنے متعلق کوئی دعوے کیا ہے اور نہ ہی کہیں وہ اپنے متعلق شور کرنے نکلے ہیں اور حضرت محدث پاکستان مدظلہ پر بھی "مفتی" کا الزام قطعاً ناروا ہے۔ حضرت محدث پاکستان کو مولا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مقبولیت اور محبوبیت عطا فرمائی ہے اور وہ جہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ ماشاء اللہ وہاں رونق و برکت اور چہل پہل ہو جاتی ہے۔ نعرہ ہائے تکبیر و رسالت اور محدث پاکستان زندہ باد سے گونج اٹھتی ہے اور لوگ از خود خلوص و محبت و عقیدت کیساتھ آپ کی

طرف کھنچے آتے ہیں اور آپ کی زیارت، کلمات طیبات و حاضری مجلس کو اپنے لئے سعادت و غنیمت جانتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے تصنع اور خود نمائی" نہیں ہے۔ اور نیتوں کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ "مفتی" بیچارہ آپ کی خداداد عزت و وجاہت کو دیکھکر خواہ مخواہ جلتا ہے۔ "مفتی" کو چاہئے نہ اس قسم کے فضول فقرے چست کرنے کی بجائے اپنے آپ کو دیکھے۔ دوسروں پر نکتہ چینی کی بجائے اپنی اصلاح کرے۔ حضرات اہلسنت و جماعت حضرت محدث پاکستان مولانا محمد صادق صاحب کو بھی جانتے ہیں اور مولوی مذکور کی کرتوتوں کو بھی اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ اور اس کی ایسی حرکات سے بیزار ہیں۔

علامہ ابوالبرکات و محدث پاکستان

التکبیر میں مولانا محمد صادق صاحب کے متعلق تو جو کہا گیا سو کہا گیا البتہ حضرت استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات و حضرت شیخ الحدیث محدث پاکستان مدظلہما کے متعلق جو دریدہ دہنی کی گئی وہ انتہائی ناقابلِ برداشت ہے۔ یہ دونوں حضرات اہل سنت کے محسن و مخدوم و محترم ہیں۔ اور ان کی دینی خدمات مسلم ہیں۔ مگر نا معلوم "مفتی" کو ان سے کیا عداوت و دشمنی ہے۔ کہ وہ ان کے متعلق ایسی گندی زبان استعمال کرتا ہے اس شخص نے مخالفین اہل سنت و مذاہب باطلہ کے خلاف تو نہ کبھی ایسی زبان استعمال کی ہے۔ نہ مدرسہ نعیمیہ سے اس طرح ان کے خلاف کوئی رسالہ شائع کیا ہے۔ نہ کبھی ان سے توبہ کا مطالبہ کیا ہے۔ اور اس کے برعکس اہل سنت کے ان مخدوم و محترم بزرگوں کے متعلق وہ یہ سب کچھ روا رکھتا ہے۔ حالانکہ استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات وہ ہیں کہ جب مولوی مذکور بے سروسامانی

کے عالم میں لاہور آیا تھا تو انہیں علامہ ابوالبرکات نے اسکو پناہ دی تھی اور اپنے سایہ عاطفت میں رکھکر اس کے لئے سارا اہتمام و بند و بست فرمایا تھا۔ جس کی بدولت آج یہ وہاں پہنچا جہاں کہ اسوقت ہے۔ اور جہاں تک ان کی شخصیت کا تعلق ہے۔ اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ اسی مولوی کے جامعہ نعیمیہ سے شائع شدہ رسالہ احسن التحریر کے ص۱۰ پر ان کے متعلق یہ مذکور ہے۔ کہ ایسی عظیم و جلیل شخصیت۔۔ جن کے علم و فضل کی ہیبت سے دنیائے اسلام کے بڑے سے بڑے عالم کا کلیجہ کانپ اٹھتا ہے۔ جو کم و بیش پچاس برس سے اب تک حقیقی معنی میں اہلسنت کی دینی مذہبی علمی اور فنی قیادت فرما رہے ہیں۔ ان کی بارگاہ عظمت پناہ میں کسی دینی مذہبی پر اظہار رائے بالکل ایسا ہے۔ جیسے آفتاب کے سامنے چراغ رکھ دیا جائے اور جہاں تک حضرت شیخ الحدیث محدث پاکستان مدظلہ العالی کی ذات کا تعلق ہے۔ ان کی شخصیت بھی کسی تعارف کی محتاج نہیں قیام پاکستان کے بعد مختصر عرصہ میں دین حنیف و مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کی جو عظیم الشان و بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ پاکستان میں جگہ جگہ آپ کے شاگرد علماء کرام تدریس و خطابت کی سنہری خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور نہایت دور دور تک آپ کا فیض پہنچ چکا ہے۔ قیام پاکستان سے قبل آپ بریلی شریف جیسے مرکز میں تعلیم و تدریس کی مسند صدارت پر متمکن رہے اور ایک عرصہ دراز تک اپنے علم و فضل کے خزانے لٹاتے رہے۔ آپ کی جلالت علمی و خدمات دینی کی بناء پر اہلسنت کے مسلم اکابر و سرکار اعلحضرت کے جلیل القدر خلفاء حضرت حجۃ الاسلام۔ حضرت صدر الشریعہ حضرت صدر الافاضل۔ حضرت مفتی اعظم وغیرھم آپ پر انتہائی شفقت و

آپ کی بہت زیادہ عزت افزائی فرماتے تھے۔ بہر حال اہلسنت و جماعت کی ان دونوں برگزیدہ شخصیتوں کا دم غنیمت ہے۔ مگر "مفتی" کو ان سے خواہ مخواہ خدا واسطے کا بیر ہے۔ حالانکہ اس روش سے اس کی اپنی ہی بدنامی ہوتی ہے۔ اور مزید رسوائی ہوگی۔ حضرت استاذ العلماء و محدث پاکستان کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

ایک سفید جھوٹ۔ التکبیر جن گالیوں اور جھوٹ و خرافات پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک سفید جھوٹ یہ بھی ہے۔ کہ

"مولوی محمد صادق مکفر کا طریق کار اپنی جماعت اہل سنت کے وقار و عظمت کے منافی ہے ... اس کی شرارت اور ہنگامہ بازی سے جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے ... محمد صادق ۹ ماہ جیل کے اندر سزا کاٹ چکا ہے"۔

حالانکہ یہ قطعاً جھوٹ ہے کہ مولانا محمد صادق صاحب ۹ ماہ جیل میں رہے ہیں باقی رہا جیل میں جانا تو دین کی تبلیغ کے سلسلہ میں جیل جانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بندگان خدا و خدام دین پر تبلیغ و خدمت دین کے سلسلہ میں جیل جانے کے مواقع بھی آ ہی جاتے ہیں۔ اور اسلامی تاریخ میں علماء حق و مجاہدین اسلام کے ایسے واقعات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ "مفتی" بیچارے کو ان باتوں کی کیا خبر۔ جو گھر بیٹھے باتیں بنانے اور انتشار و فتنہ پروری میں مصروف ہے۔ مولانا محمد صادق صاحب کے جیل میں جانے سے بد مذہبوں کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔ اور انہوں نے اس قسم کی باتیں کہی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے "مفتی" کی بھی کوئی رگ بد مذہبوں سے ملتی ہے۔ اسی لئے یہ بھی اہلسنت کے برعکس انہی کی زبان میں بولتا اور انہی کے ذہن سے سوچتا ہے۔

"مفتی" کا یہ کہنا بھی کس قدر لغو و مضحکہ خیز ہے۔ کہ مولوی محمد صادق نے جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اور اس کا طریق کار اہلسنت کے وقار و عظمت کے منافی ہے۔ آہ! مولانا محمد صادق وہ محمد صادق جنہوں نے نہ صرف گوجرانوالہ بلکہ بفضلہ تعالیٰ پورے ملک و بیرون ملک میں سنیت کے ڈنکے بجائے۔ .... اور تبلیغ سنیت ہی کے سلسلہ میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور پس دیوار زندان جوانی کی راتیں گزاریں۔ معاذ اللہ۔ ان سے تو جماعت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا" اور گھر بیٹھے دعوے کرنے .... اور جماعت کو شدید انتشار سے دوچار کرنے والے "مفتی" نے اہلسنت کو چار چاند لگا دیئے ہے

جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

ایک اور بہتان۔ التکبیر کے صد ۱۹ پر لکھا ہے۔ لائلپوری گروہ کو سنیوں کا اتحاد و اتفاق پسند ہی نہیں۔ ... یہ گروہ کئی بار ظاہر کر چکا ہے کہ ..... ہمیں کسی دوسرے سنی عالم کی ضرورت ہی نہیں" الخ حالانکہ یہ بھی محض بہتان اور دل کی بھڑاس ہے۔ لائلپوری گروہ۔ اس مولوی کی پارٹی کی طرح کوئی الگ گروہ نہیں ہے۔ بلکہ لائلپور میں اہلسنت و جماعت ہی کا چرچا ہے اور لائلپور شریف کی تبلیغ کی بدولت اہلسنت و جماعت کی حقانیت کی آواز وہاں تک پہنچ چکی ہے۔ جہاں تک نہ اس مولوی کی رسائی ہے اور نہ ہی وہاں اسے کوئی جانتا ہے۔ لائلپور کے فارغ التحصیل علماء کو دیگر علماء اہلسنت کے ساتھ جو پیار و خلوص ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ کیونکہ لائلپور "گروہی عصبیت" کا سبق نہیں پڑھایا جاتا بلکہ علماء تو علماء تک عام

سُنّی کے ساتھ بھی محبت و اخوت کا حکم دیا جاتا ہے۔ اسی طرح لائلپور کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جامعہ رضویہ کے کثیر التعداد علماء و خطباء کے اجتماع کے باوجود دیگر علماء اہلسنت کو بھی دعوت دی جاتی ہے۔ اور سال بھر ویسے بھی بکثرت علماء کو بسلسلۂ تبلیغ لائلپور مدعو کیا جاتا ہے اگر محدث پاکستان مدظلہ کسی دوسرے مقام پر کسی اجتماع میں تشریف نہیں لے گئے تو یہ کسی عذر کی بناء پر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نیتوں کو بہتر جانتا ہے۔ مفتی خواہ مخواہ بدگمانی و بہتان تراشی کر کے اپنی آخرت خراب کر رہا ہے۔ باقی رہا اس کی تنظیم المدارس کی مجلس شوریٰ میں عدم شرکت تو چونکہ حضرت محدث پاکستان مدظلہ [illegible] کی بناء پر جانتے تھے کہ ان لوگوں (مفتی وغیرہ) کے دل صاف نہیں ہیں اس لئے محض زبانی باتوں کا بالآخر کوئی نتیجہ نہیں نکلے گا اور وہاں جانا مفید ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب تک خلوص اور دلوں کی صفائی نہ ہو کسی کام میں خیر و برکت نہیں ہوتی اور بالآخر کوئی اچھا نتیجہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ اس وقت یہ لوگ جو گل کھلا رہے ہیں اور جماعتی انتشار و بدزبانی کی مہم چلا رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر حضرت محدث پاکستان مدظلہ العالی کے تدبر و فراست کی داد دینا پڑتی ہے۔ اچھا ہی ہوا جو حضرت محدث پاکستان مدظلہ مفتی کے ہاں تشریف نہیں لے گئے۔ ورنہ پھر بھی یہی ہوتا جو کچھ اب ہوا اور وقتی طور پر اس "ملاپ" کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔ اس لئے کہ اس مفتی کی سرشت ہی ایسی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور بہتری فرمائے۔

شانِ نزول پر ایک نظر۔ چونکہ مفتی نے بسلسلہ لاؤڈ اسپیکر [illegible] شادی میں [illegible] کے انکشاف کے بعد توبہ [illegible] کرنے کی بجائے محض اس بات کا انتقام لینے کے لئے مسئلہ افضلیت [illegible]

سٹنٹ کھڑا کیا تھا۔ اور مثل مشہور ہے کہ آئینہ میں چہرہ اپنا ہی نظر آتا ہے اسلئے مولوی مذکور نے سمجھا کہ جلسے میں نے بغرض انتقام ایک جماعتی فتنہ کے لئے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ شاید اسی طرح مولانا محمد صادق صاحب نے بھی کسی انتقام کی خاطر سیدنا جبریل علیہ السلام کی افضلیت کا مسئلہ تحریر فرمایا ہے۔ حالانکہ مولانا کے ہاں اس قسم کی کسی بات کا تصور بھی نہیں ہے۔ یہ تو اس مولوی جیسے حیلہ گازری اور حسد و کینہ پرور ضدی و ہٹ دھرم لوگوں کا طریقہ ہوتا ہے۔ کہ دین کو اپنے ذاتی مقاصد کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اور ذاتیات کی سطح پر لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے مذہب کے نام پر سیاسی کھیل کھیلتے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالٰے۔

بہر حال التکبیر میں حلفیہ بیان دہندہ کی زبانی مولانا محمد صادق صاحب کے فتوئی کا منگھڑت "شان نزول" لکھا ہے۔ اس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ مولانا محمد صادق صاحب کے فتوئی کا محرک بھی ذاتی رنجش و مقامی رقابت ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ محض ذاتی رنجش کی بناء پر دین کے نام پر فتوے چسپاں کر کے دل کی بھڑاس نکالنے کا شغل مفتی جی کو مبارک ہو۔ اعدیہ اسی کا جگر گردہ ہے۔ جو وہ خوف خدا سے بے نیاز ہو کر اس قسم کے اقدام کرتا ہے۔ مولانا محمد صادق صاحب تو اس بات کے تصور سے بھی کانپ اٹھتے ہیں۔

کسی آئینی ثبوت کے بغیر محض فریق مخالف کا "حلفیہ بیان" نامعلوم کونسی عدالت میں مقبول ہے۔ جو مفتی نے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق اسکو اختیار کیا ہے اور وہ بھی اس شخص کا بیان جسے کاظمی صاحب شد و مد کے ساتھ گمراہ قرار دے چکے ہیں۔ اس مولوی کے

ئے معتبر ہو تو ہو۔ کسی معقول آدمی کے لئے تو ایسے گمراہ فریقِ مخالف کا حلفیہ بیان اصولاً قطعی طور پہ قابلِ التفات نہیں ہو سکتا۔

بہر حال جہاں تک اس ”حلفیہ بیان“ کا تعلق ہے۔ یہ کذب و غلط بیانی کا مجموعہ ہے جو مسئلہ زیرِ بحث سے اصلاً کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ اور محض مسئلہ زیرِ بحث سے لفظ ہٹانے کے لئے تیار کرایا گیا ہے۔ جو شخص اللہ کے عظیم الشان رسول سیدنا جبریل علیہ السلام کی توہین و تنقیص کا مرتکب ہے۔ اسکو اس قسم کے نام نہاد ”حلفیہ بیان“ دینے کیا جھجک ہو سکتی ہے۔ اگر اس پر مکمل بحث موضوع سے دور نہ لے جاتی اور اختصار ملحوظ نہ ہوتا تو اس کے ایک ایک پہلو پر تبصرہ کیا جاتا۔ اس کا صرف ایک جزو ایسا ہے جو مسئلہ زیرِ بحث سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اور اس پر روشنی ڈالنا ضروری ہے حلفیہ بیان میں کہا گیا ہے۔ کہ ”مولوی محمد صادق نے کہا دلیلوں کو چھوڑو فتویٰ سے فیصلہ کرو چنانچہ ہمارے درمیان طے پایا کہ حضرت علامہ کاظمی صاحب جو فیصلہ کر دیں ہم دونوں کو منظور ہوگا“ الخ حالانکہ یہ قطعاً غلط اور جھوٹ ہے۔

بیان دہندہ کے پاس مسئلہ زیرِ بحث سے متعلق کوئی معقول دلیل نہیں تھی اس کے برعکس مولانا محمد صادق صاحب نے قرآن پاک و دیگر کتب معتبرہ سے اس کو مسئلہ سمجھانے کی پوری کوشش فرمائی۔ لیکن جب وہ اپنی ضد و نفسانیت کے باعث کسی طرح نہ مانا۔ تو مولانا نے کہا۔ تم بریلوی کہلاتے ہو۔ اگر میں اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کی صاف تصریح دکھا دوں کہ جبریل و رسل ملائکہ علیہم السلام صدیق اکبر و دیگر خلفاء رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں۔ تو پھر تو مان جاؤ گے یا نہ۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام صدیق اکبر و عمر رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ اس پر بھی جب اس نے کہا کہ کتاب دکھا دو ماننا ضروری نہیں۔ تو مولانا نے

فرمایا جب تمہیں ماننا ہی نہیں۔ تو پھر کتاب دکھلانا اور فضول بحث کرنے کا کیا فائدہ؟ اس پر اس نے کہا کہ میرا دل مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کی طرف مائل ہے۔ ان کا فتویٰ آجائے تو مان جاؤں گا۔ مولانا نے فرمایا مولانا احمد سعید صاحب کوئی اعلیٰحضرت احمد رضا خانصاحب سے بڑے تو نہیں ہیں۔ وہ بھی تو اعلیٰحضرت ہی کی طرف منسوب ہو کر بریلوی کہلاتے ہیں۔ تو پھر تو اصل بریلوی کا فتویٰ کیوں نہیں مانتا۔ مگر اس کے باوجود جب اس نے اعلیٰحضرت (قدس سرہٗ) کی تحقیق کی بجائے احمد سعید" صاحب ہی کی طرف اپنا میلان ظاہر کیا۔ تو مولانا نے فرمایا۔ اس شخص نے ماننا تو ہے نہیں یہ محض اس کی زبانی باتیں اور ضد ہے۔ لہٰذا اب اس سے گفتگو کرنا بیکار ہے یہ تو تھا مولانا کا بیان۔ لیکن بعض احباب نے کہا کہ جب یہ کہتا ہے کہ مولانا احمد سعید صاحب کی بات مان جاؤنگا۔ تو اس کو اگر ایک اور موقع دیا جائے تو کیا حرج ہے! چنانچہ جناب محمد سعید صاحب گلچین نے اسی وقت حلفیہ بیان دہندہ کی مرضی کے مطابق مولانا احمد سعید صاحب کو جوابی کارڈ لکھا۔ جس میں فوری طور پر جواب کے متعلق عرض کیا گیا۔ لیکن جب کم و بیش ایک مہینہ گزر گیا اور کوئی جواب نہ آیا تو محمد سعید صاحب نے دوبارہ مولانا احمد سعید صاحب کو بذریعہ رجسٹری جوابی کارڈ لکھا اور پہلے کی طرح فوری طور پر جواب طلب کیا لیکن آج تک کسی نامعلوم وجہ کے باعث دونوں جوابی کارڈوں کا جواب آنا تھا نہ آیا۔ اس کے باوجود حلفیہ بیان دہندہ کا یہ کہنا کہ

"مولوی محمد صادق نے کہا۔۔ حضرت علامہ کاظمی صاحب جو فیصلہ کر دیں۔ ہم دونوں کو منظور ہوگا" اور "آج تک مجھے جواب نہیں دکھلایا گیا۔"

حلفیہ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ نہ مولانا محمد صادق صاحب نے یہ کہا کہ کاظمی صاحب جو فیصلہ کر دیں ہم دونوں کو منظور ہو گا" اور نہ ہی دونوں جوابی کارڈوں کا ان کی طرف سے کوئی جواب آیا۔ جب کوئی جواب آیا ہی نہیں تو اس کو دکھلایا کیا جاتا۔ جھوٹ اور وہ بھی حلفیہ جھوٹ العیاذ باللہ تعالے۔ ایسا حلفیہ بیان دینے والے پر افسوس ہے اور ایسے حلفیہ بیان کو اتنے طمطراق سے شائع کرنے والے پر بھی تعجب ہے۔ اور اللہ ہی کی جناب میں اس امر کی شکایت ہے۔ قارئین کرام اسی ایک جھوٹ سے "مفتی" کے مصدقہ حلفیہ بیان دہندہ کے حلفیہ بیان کی صحت و صداقت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ "صادق" کو بلا وجہ "کاذب" کہکر اپنے جھوٹے کاروبار پر پردہ ڈالنے والو کچھ تو خدا کا خوف کرو!

ایک اہم انکشاف۔ یہ تو ہے حلفیہ بیان کی ا۔ حقیقت کا ایک نمونہ۔ لیکن دیکھنا یہ ہے۔ کہ وہ حلفیہ بیان "دہندہ کے بقول گھمن صاحب نے تو اسکو کاظمی صاحب کا فتویٰ نہیں دکھایا" لیکن ابھی تک بھی اسکو کاظمی صاحب کے فتویٰ کا علم نہیں ہوا! کیا ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۰ء کا "سواد اعظم" جس کو اس نے اپنے ہاتھوں تقسیم کیا۔ اس میں اس نے کاظمی صاحب کا یہ فتویٰ نہیں پڑھا کہ:

"صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سیدنا جبرئیل علیہ السلام سے افضل قرار دینے والا ضال و گمراہ ہے" (ملخصاً)

اور کیا کاظمی صاحب کا ۵ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ کا تحریر شدہ مکتوب اسکو خصوصی طور پر موصول نہیں ہوا۔ جس میں کاظمی صاحب نے اسے بڑے آداب و القاب اور دعاؤں کے ساتھ اپنے عقیدہ ضلالت سے توبہ کرنے کی تلقین فرمائی تھی؟ اور پھر یہ سب کچھ تو رہنے دو۔ کاظمی صاحب کا فتویٰ

منظر عام پر آنے اور حلفیہ بیان دہندہ کو خصوصی طور پر بذریعہ مکتوب ہدایت دئے جانے کے باوجود کیا اس نے اپنے ہی منتخب کردہ حکم کاظمی صاحب کے فتویٰ کے مطابق آج تک توبہ کی ہے؟ اگر انہیں کی اور واقعی نہیں کی تو پھر التکبیر الجلی میں یہ حلفیہ جھوٹا بیان شائع کرنے کرانے کا کیا مقصد۔ کہ
"آج تک مجھے کاظمی صاحب کا جواب دکھلایا نہیں گیا"

التکبیر الجلی ہی کی روشنی میں حلفیہ بیان دہندہ نے تو بہر حال کاظمی صاحب کو اپنا حکم اور ان کے فیصلہ کو منظور کرنے کا عہد کر لیا تھا۔ لہٰذا اب اسے ان کے حکم و فتویٰ کے مطابق اپنے عقیدۂ ضلالت سے توبہ کرنے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بجائے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کی افضلیت کا قائل ہونے میں کیا مانع ہے۔

التکبیر الجلی کو شائع کر کے کاظمی صاحب کو زبردستی مولانا محمد صادق صاحب کا حکم بنا کر ان سے توبہ کا مطالبہ کرنے والو! اور گستاخئ شانِ رسالت کے مرتکب کو اپنے پہلو میں بٹھانے اور اس کے جھوٹے حلفیہ بیان کو شائع کرنے والو کیا تم نے اپنے بیان دہندہ کے اپنے ہی منتخب کردہ حکم کاظمی صاحب کے فتویٰ کے مطابق اسکو عقیدۂ ضلالت سے توبہ کرائی ہے؟ اگر نہیں کرائی (اور نہ ہی تمہارا توبہ کرانا مقصد ہے) تو پھر خواہ مخواہ مولانا محمد صادق صاحب سے تم کس منہ سے توبہ کا مطالبہ کرتے ہو۔ پہلے اپنے بیان دہندہ معتمد علیہ و خاص آدمی سے تو توبہ کرالو۔

بزعم خویش ایک خود ساختہ "مجرم" سے گالی گلوچ کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر غلیظ و جارحانہ انداز میں بار بار توبہ کا مطالبہ کرنا۔ اور دوسرے مجرم سے (جو واقعی مجرم ہے اور جسے کاظمی صاحب بھی کم از کم عقیدۂ ضلالت کا مجرم گردان کر اس سے توبہ کا مطالبہ کر چکے ہیں) توبہ کرانے کی بجائے اس سے

چشم پوشی کرنا۔ اسے اپنے پہلو میں بٹھانا اور معتمد علیہ قرار دینا کیا یہی تقویٰ و دیانت ہے۔ جس کا ڈھنڈورہ پیٹا جارہا ہے۔ کسی کو خواہ مخواہ مجرم بنا کر اس سے توبہ کا مطالبہ کرنے اور جو اصلی مجرم ہے اس سے چشم پوشی کرنے میں آخر کیا راز ہے۔ ع کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

سنی بھائیو! توبہ کرانے والوں کے اس "ڈرامہ" کو ذرا بغور دیکھو اور خوف خدا کرتے سوچو! کہ توبہ کرانے والوں کا مولانا محمد صادق صاحب اور ان کے ساتھ دیگر اکابر علماء اہلسنت سے بار بار توبہ کا مطالبہ کرنا کیا خوف خدا و کسی مخلصانہ دینی ذمہ داری کی بنا پر ہے یا کہ اس کے پردہ میں دل کی بھڑاس نکالی جارہی ہے۔ اور کسی اور "بات" انتقام لیا جارہا ہے۔

(نوٹ) حلفیہ بیان میں یہ بھی جھوٹ کہا گیا ہے کہ مولانا محمد صادق صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علم حضرت جبریل علیہ السلام سے زیادہ قرار دیا تھا۔ کسی خاص جزئی واقعہ کا بیان اور بات ہے۔ اور زیادہ قرار دینا اور چیز ہے

مطالبۂ توبہ کا پس منظر و پیش منظر

اور

توبہ کی آڑ میں ذاتی انتقام لینے والوں کی سرگزشت

"رضائے مصطفٰے" کے سوال و جواب کے کالم میں مولانا محمد صادق صاحب نے حسب معمول ایک سوال کے جواب میں سیدنا جبریل علیہ السلام کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے افضل ہونا بدلائل بیان کیا۔ اور احکام شریعت کی روشنی میں اس مسئلہ کی اہمیت پہ روشنی ڈالی۔ جو کہ مسلمہ واضح و دلائل

تھا۔ اور اس میں نہ کسی کی شخصیت کا نام تھا نہ کسی کو کوئی خطاب و چیلنج کیا گیا تھا۔ اسلئے اس کے خلاف نہ کوئی احتجاج موصول ہوا۔ اور نہ ہی اس کے متعلق کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت تھی۔ کیونکہ کسی کی ذات کو اس میں مخاطب ہی نہیں کیا گیا تھا۔ اتفاقاً اس کے چند دنوں بعد "رضائے مصطفےٰ" کا "لاؤڈ اسپیکر" نمبر شائع ہوا۔ جس میں یہ واضح کیا گیا تھا۔ کہ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام جلیل القدر جانشین و اکابر علماء اہل سنت کا متفقہ فتوی ہے کہ نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال ممنوع ہے۔ اس سلسلے میں جو حضرات نعیمی و امجدی کہلانے کے باوجود حضرت صدرالافاضل و صدرالشریعہ (علیہما الرحمۃ) کے مذکورہ فتوی کے خلاف اپنی تحقیق "منوانا چاہتے ہیں۔ ان کو اس نامناسب رویہ کے متعلق احساس دلایا گیا تھا۔ اور اکابر اہل سنت کے خلاف گستاخی و دریدہ دہنی پر مشتمل مفتی کے نوظہور میں شائع شدہ مضمون کے متعلق احتجاج کیا گیا تھا۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ مفتی اکابر ملت سے معذرت کرتا۔ لیکن اپنی اس شدید غلطی کا اعتراف کرنے کی بجائے اس نے اس پر پردہ ڈالنے اور اس بات کا انتقام لینے کے لئے رضائے مصطفےٰ میں شائع شدہ فتوی "افضلیت" کے متعلق راتوں رات۔ ایک "فتوی" مرتب کیا جس میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ مسئلہ زیر بحث میں افضلیت جبریل علیہ السلام کے منکر کی تکفیر غلط ہے۔ اور مکفر پر توبہ لازم ہے "مفتی" نے اپنا انتقام لینے کے لئے توہین شان رسالت کے مرتکب اور کفر و ضلالت کی حمایت میں تیار کردہ اس "فتوی" پر مختلف "علماء" سے دستخط کرانے کے لئے تگ و دو شروع کی اور جماعت رضائے مصطفےٰ کے مفاد سے بے پرواہ ہو کر اس "فتوی" کو بصورت اشتہار شائع کرنے کا پروگرام بنایا۔ جب حضرت مولانا ابوالکلام صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے

ایک مکتوب کے ذریعے مفتی کو اشتہار بازی جیسے اس خطرناک اقدام سے باز رہنے کا حکم فرمایا۔

دوسرا حملہ۔ دریں اثنا ایک روز مولانا محمد صادق صاحب حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب کی زیارت کے لئے حزب الاحناف حاضر ہوئے۔ اور دوران گفتگو مفتی کی اشتہاری مہم کا بھی ذکر آیا۔ ان دنوں حزب الاحناف میں محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام مجلس مذاکرہ شروع تھی۔ جس میں سب حضرات جمع ہوتے تھے۔ علامہ موصوف نے مولانا محمد صادق صاحب کو فرمایا کہ صبح کو سب حضرات یہاں پر جمع ہوتے ہیں۔ آپ بھی اس وقت آئیں۔ اور آمنے سامنے گفتگو کے ذریعہ شکوک و شبہات کو دور کیا جائے۔ چنانچہ دوسرے دن مولانا محمد صادق صاحب و مولانا عبداللطیف صاحب مدرس نصرۃ العلوم گوجرانوالہ گیارہ بجے کے قریب حزب الاحناف پہنچ گئے۔ جب مجلس مذاکرہ کی کاروائی کا اختتام ہوا۔ تو سید صاحب کی موجودگی میں متعدد علماء کی ایک خاص مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں علماء کے استفسار کے جواب میں مولانا محمد صادق صاحب نے اس صورت حال کا پس منظر بیان فرمایا۔ اس پر مولوی مذکور نے اپنے دل کی بات کو اگل دیا اور کہنے لگا۔ کہ رضائے مصطفےٰ میں میری ذات پر حملہ کیا گیا ہے۔ مولانا محمد صادق صاحب نے کہا آپ اسے اگر واقعی حملہ سمجھتے ہیں۔ تو زیادہ سے زیادہ آپ اسے ایک غیر اخلاقی بات کہہ سکتے لیکن آپ نے تو نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال منع فرمانے پر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ و دیگر تمام اکابر پر اس سے کہیں بڑھکر حملے کئے ہیں۔ اور معاذاللہ انہیں بریں عقل و دانش بباید گریست۔ تکفیر بالرای کا مرتکب اور وعید شدید تک کا مستحق بنا دیا ہے۔ وہ مفتی صاحب نے کہا میں نہ

ایسا کب کہا ہے۔ اس پہ مولانا محمد صادق صاحب نے ماہنامہ نور وظہور قصور، ستمبر ۱۹۶۰ء کا وہ شمارہ علماء کے سامنے پیش کیا۔ جس میں "مفتی" نے اپنے آقا کے نعمی حضرت صدرالافاضل و دیگر تمام اکابر اہلسنت کے خلاف زہر اگلا تھا! جب مولانا محمد صادق صاحب نے "مفتی" کا مضمون پڑھا۔ تو اس کا رنگ فق ہوگیا۔ اور مجلس میں موجود علماء اس کی جرأت و بے حیائی پر حیران رہ گئے۔ اور مفتی محمد امین الدین صاحب کامونکی نے کہا تعجب ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے بارہ میں حضرت صدرالافاضل کے فتویٰ کے باوجود آپ نے اتنا سخت مضمون لکھا ہے۔ ہم ان کے قدموں میں رہے ہیں۔ وہ ہم سے ہر طرح زیادہ جاننے والے تھے۔ کیا انہیں سنت وغیرہ کی تعریف معلوم نہیں تھی (وغیر ذالک) بہر حال "مفتی" شرمندہ ولاجواب تو ہوا۔ لیکن اس نے اپنی غلطی کو تسلیم نہ کیا۔ معلوم نہیں۔ ع

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

اس کے بعد مسئلہ افضلیت کے متعلق گفتگو شروع ہوئی اور "مفتی" کو متعدد حوالے دکھائے گئے۔ جس سے بظاہر کچھ تاثر بھی معلوم ہوا۔ حوالے بھی نقل کئے۔ اور کہا میں ان پر غور کروں گا۔ علاوہ ازیں مولانا محمد صادق صاحب نے سب کے سامنے "مفتی" سے یہ بھی کہا۔ کہ آپ اس مسئلہ کو اسی طرح آپس میں طے کرنا چاہتے ہیں یا کہ اشتہار بازی وغیرہ سے اس پر اس نے کہا کہ یہ مسئلہ اسی طرح طے ہونا چاہیئے۔ اور اشتہار و رسائل وغیرہ میں ہرگز نہیں آنا چاہیئے "مفتی" نے بھی اسوقت مجلس و ماحول سے متأثر و مرعوب ہو کر اس بات پہ آمادگی کا اظہار کیا۔ لیکن اس مجلس میں اپنے جرم کے انکشاف کے بعد اس کے دل میں آتش انتقام اور

تیز ہو گئی۔ بہر حال بظاہر یہ بات طے ہو گئی کہ اس بحث کو منظر عام پر نہ لایا جائے۔ علاوہ ازیں "مفتی" نے ایک بات یہ بھی کہی کہ میں رضائے مصطفےٰ کے خلاف نور ظہور میں لاؤڈ اسپیکر کے متعلق ایک مضمون بھیج چکا ہوں اور شاید چھپ بھی چکا ہو۔ اس پر کہا گیا۔ کہ اگر اس کو رکوایا جا سکے تو رکوا لو ورنہ آئندہ اجتناب کیا جائے۔ جس دن حزب الاحناف لاہور میں یہ مجلس ہو رہی تھی۔ چونکہ حسب معمول اسی دن (بدھ کو) گوجرانوالہ میں مولانا کی عدم موجودگی کے وقت رضائے مصطفےٰ کا تازہ شمارہ بھی سپرد ڈاک ہو چکا تھا۔ اس لئے مولانا نے بھی فرمایا۔ کہ اس شمارہ و آج کے دن کے بعد رضائے مصطفےٰ میں بھی اس سلسلہ میں کچھ نہ لکھا جائے گا۔ چنانچہ اس دن کے رضائے مصطفےٰ میں لاؤڈ اسپیکر نمبر کے بقیہ مضمون کی اشاعت کے بعد اس سلسلہ میں آئندہ کچھ نہ لکھا گیا۔ اسی دوران میں "مفتی" کا بھیجا ہوا مضمون نور ظہور میں چھپ گیا۔ چاہیئے تو تھا کہ اس کے بعد حزب الاحناف میں اس طے شدہ بات کے مطابق آئندہ اس سلسلہ میں کوئی اشاعت نہ ہوتی۔ مگر "مفتی" کب چین سے بیٹھنے والا تھا۔ اس نے لاہور کے ایک روزنامہ میں رضائے مصطفےٰ و مولانا محمد صادق صاحب کے خلاف مراسلات کا سلسلہ شروع کرا دیا۔ اور دوسری طرف مسئلہ فضیلت کی اشاعت کو ایک مستقل شکل دینے کا ایک پروگرام تیار کرتا رہا۔

تیسرا مرحلہ۔ اس دوران میں "مفتی" ہر طرف چکر کھاتا رہا اور اپنے ہمنوا مولویوں سے اپنے فتویٰ پر مکر و فریب سے دستخط کراتا رہا۔ اسی سلسلہ میں اس نے بصیر پور۔ وزیر آباد۔ گجرات بھی اپنے آدمی دوڑائے۔ بصیر پور سے تو جواب میں اسے ایک مضمون موصول ہو گیا۔ لیکن حضرت علامہ

ہزاروی وزیر آبادی و مفتی احمد یار صاحب گجراتی نے اس کے فتویٰ پر دستخط سے انکار فرما دیا۔ یاد رہے ہے۔ کہ مفتی کے اوّل "فتویٰ" پر یہ بھی مذکور تھا کہ جنہوں نے مسئلہ زیر بحث میں ضروریات دین وافضلیت جبریل علیہ السلام کے منکر کی تکفیر کی ہے۔ وہ معاذ اللہ خود کافر ہو گئے ہیں۔ لیکن بعد میں مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کے کہنے پر اس نے اپنے "فتویٰ" کے اس جملہ کو واپس نکال لیا۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا حزب الاحناف میں ان ایام میں مجلس مذاکرہ ہو رہی تھی۔ چنانچہ اس میں شرکت کے لیے ملتان سے کاظمی صاحب بھی آئے۔ اور جب وہ واپس جانے کے لیے اسٹیشن پر پہنچے تو حسب شنیدہ مفتی بھی وہاں پہنچ گیا۔ اور جاتے جاتے اسٹیشن پر ہی ان سے اپنے فتویٰ پر دستخط کرا لئے۔ ان کے دستخط کے بعد "مفتی" کا حوصلہ اور بڑھا اور اس نے فتنہ پردازی کا پروگرام مرتب کر لیا۔ چونکہ یہ ایک حقیقت ہے اور قارئین بھی پچھلے صفحات میں اس کا اندازہ لگا چکے ہونگے۔ کہ "مفتی" ملت و جماعت کے مفاد سے بے نیاز ہو کر کسی دینی ذمہ داری کی بجائے دراصل اپنا انتقام لینے میں مشغول تھا۔ اسلئے جب مولانا محمد صادق صاحب نے کاظمی صاحب کے متعلق سنا تو آپ اپنی شدید مصروفیات کے باوجود محض جماعتی مفاد و ملی ہمدردی کی بناء پر جماعت کو تصادم و انتشار سے بچانے کے لئے حضرت علامہ ابوالبرکات و مولانا محمود احمد صاحب رضوی سے مشورہ کرنے کے بعد ان کا مکتوب لے کر کاظمی صاحب کے پاس ملتان پہنچے۔ اور اصل واقعات و جماعتی انتشار اور ان کے دستخط کے بعد جو صورت حال پیش آئی تھی۔ اس سے کاظمی صاحب کو آگاہ کیا۔ انہوں

نے "مفتی" کے اس پروگرام کے متعلق سن کر حیرت و تعجب کا اظہار کیا علاوہ ازیں اس مسئلہ زیر بحث پر کچھ گفتگو ہوئی۔ اور انہوں نے کہا کہ ابھی میری اس مسئلہ کی طرف توجہ نہیں ہوئی تھی۔ . . . .

. . . . اب میں اس مسئلہ کی پوری تحقیق کروں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب "مفتی" کے نام اپنے دو مکتوب بھی مولانا کو دیئے۔

کاظمی صاحب کا مکتوب "مفتی" کے نام کاظمی صاحب کے مکتوب کا مضمون یہ تھا۔

"حضرت قبلہ علامہ مفتی . . . . صاحب دامت برکاتہم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ۔ مزاج اقدس۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ فضیلت سیدنا جبریل علیہ السلام کے مسئلہ میں آپ کوئی اشتہار شائع کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کے لئے ایسا ہرگز نہ کریں۔ اور اگر خدا نخواستہ آپ ضرور اشتہار شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں تو ازراہ کرم فقیر کا نام اس میں درج نہ فرمائیں احقر نے اس مسئلہ میں تکفیر کو غلط ضرور کہا ہے۔ لیکن تکفیر کا حکم لگانے کو کفر نہیں لکھا۔ ابھی یہ مسئلہ قابل غور ہے۔ بعد تحقیق تام کوئی مناسب اتفاق رائے سے کیا جائے تو بہتر ہوگا۔ مزید تاکیداً عرض ہے کہ اشتہار وغیرہ ہرگز شائع نہ فرمائیں۔ انشاء اللہ الکریم غور و خوض و تحقیق کے بعد یہ اختلاف باحسن وجوہ ختم کر دیا جائے گا۔ آپ جیسے فہیم و متین اہل علم و فضل مدبر و مفکر عالم دین سے یہی توقع ہے۔ کہ حضور ٹھنڈے دل سے غور فرما کر۔ اشتہار وغیرہ کی اشاعت کو ملتوی فرما دیں گے۔ والسلام مع الاکرام مکرر آنکہ گوجرانوالہ کے احباب کو بھی سختی سے روک دیں۔

کر وہ بھی اس سلسلہ میں کچھ شائع نہ کریں۔ فقیر ناکارہ احمد سعید کاظمی
از ملتان ۶ دسمبر ۱۹۷۸ء"

یہ مکتوب وعلامہ ابو البرکات صاحب کا مکتوب لے کر مولانا محمد صادق
صاحب لاہور پہنچے اور کاظمی صاحب کا یہ مکتوب مفتی کو پہنچا دیا۔
مکتوب پڑھ کر "مفتی" نے کہا آپ ہر طرف سے ہم پر دباؤ ڈلوا رہے ہیں"۔
مولانا موصوف نے فرمایا۔ آپ غور نہیں کرتے۔ جماعت کے لئے آپ کا پروگرام
پھر بھی اتنا خطرناک کہ اس کی روک تھام کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ اس کے
علاوہ بھی مولانا صاحب ایک دو مرتبہ "مفتی" کے پاس گئے۔ اور زیر بحث مسئلہ
کے دلائل کے علاوہ اسے جماعتی انتشار سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ مگر اس
کے دل میں انتقام کی جو آگ سلگ رہی تھی وہ اس پہ کیسے اثر ہونے دیتی
بہر حال مولانا نے تو یہ ساری تگ و دو محض خلوص و للہیت اور جماعت کو
تصادم و انتشار سے بچانے کے لئے کی تھی۔ مگر مفتی کی پارٹی نے
اسے یہ رنگ دیا کہ

"ہماری تحقیق و دلائل اتنے مضبوط ہیں کہ جن سے یہ لوگ (مولانا
محمد صادق صاحب وغیرہ) مرعوب ہو گئے ہیں۔ اور اب اپنی سبکی کے ڈر سے منت و
سماجت کر رہے ہیں" ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اللہ تعالٰی ہی نیتوں کو بہتر جانتا ہے۔ اور مفتی کی تحقیق و دلائل
اور اندرونی حالت گالی و بد گوئی اور جماعتی مفاد سے بے اعتنائی کا جو
حال ہے وہ بھی اب کسی منصف و دیانتدار شخص پر مخفی نہیں رہا۔
اسی اثناء میں جب مولانا کو معلوم ہوا کہ ایڈیٹر سواد اعظم بھی اپنے کسی
مفاد کی خاطر "مفتی" کے ساتھ مل چکا ہے۔ اور اپنے اخبار میں یہ سلسلہ

کر رہا ہے۔ تو آپ نے تعجب کا اظہار کیا۔ کیونکہ ایڈیٹر سواد اعظم بارہا "مفتی" سے بیزاری کا اظہار کر چکا تھا۔ اور یہ کہہ چکا تھا۔ کہ مفتی صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے مسلک کے خلاف چلتا ہے۔ اور میں (ایڈیٹر سواد اعظم) نے اسکو کہا ہے۔ کہ اگر تو نے ایسا ہی کرنا ہے تو صدر الافاضل کے نام پر مدرسہ کیوں چلا رہے ہو۔ اس کا نام بدل دو۔"

الغرض آپ اپنی ہمدردی کے جذبہ کی بنا پر ملاں اس کے پاس بھی تشریف لے گئے۔ مسئلہ زیر بحث میں اس کے شکوک رفع فرمائے اور اسے اس اقدام سے باز رہنے کو کہا نیز فرمایا۔ کہ "مفتی" ۔ فتویٰ کا سارا زور محض کاظمی صاحب کی تصدیق کے باعث ہے۔ اور انہوں نے جب یہ فرما دیا ہے کہ "خدا کے واسطے اس فتویٰ کی اشاعت نہ کی جائے اور اگر خدانخواستہ شائع کرنے کا ارادہ ہو تو میرا نام اس میں درج نہ فرمائیں"۔ تو اب اصول و دیانت کا بھی یہ تقاضا ہے۔ کہ آپ یہ فتویٰ شائع نہ کریں اور خصوصاً ان کا نام ہرگز نہ لکھیں۔ جب ایڈیٹر سواد اعظم نے کاظمی صاحب کا یہ حکم سنا۔ تو اس نے کہا "کاظمی صاحب بھی ایسے ہی آدمی ہیں۔ پہلے تو دستخط کر دئے۔ اور اب اشاعت سے روک رہے ہیں۔ اگر یہ مسئلہ قابل غور تھا۔ اور اشاعت کے لائق نہ تھا۔ تو انہیں پہلے دستخط کرنے ہی کی کیا ضرورت تھی"۔ مولانا نے کہا کچھ بھی ہو اب آپ کے لئے اس فتویٰ کی اشاعت قطعاً درست نہیں ہے چنانچہ مدیر سواد اعظم نے کہا اگرچہ کاپیاں پریس میں جا چکی ہیں۔ لیکن میں اسکو شائع نہیں کرونگا۔ اور یہ مضمون کٹوا دوں گا۔ مولانا نے کہا کہ پھر جلدی پریس میں جائیں تاکہ کہیں یہ چھپ جائے۔ لیکن ایڈیٹر سواد اعظم نے کہا ابھی کاغذ پریس میں نہیں گیا۔

لہٰذا پرچہ نہیں چھپ سکتا۔ میں متعلقہ مضامین و فتویٰ الگ کرواکے پرچہ
شائع کراؤں گا۔ اس گفتگو کے بعد مولانا گوجرانوالہ واپس آ گئے۔ اور دوسرے
ہی دن ڈاک بھیجی تو اس میں مدیر سوادِ اعظم کا بھی ایک مکتوب تھا جس میں
یہ مذکور تھا۔ کہ میں آپ کے جانے کے بعد پریس پر گیا تو پرچہ چھپ چکا تھا۔
——— اس لئے اب مجبوری ہے۔ اور اشاعت روکنا مشکل ہے۔
.. .. جب اندرونِ خانہ معاملہ طے اور سودا پختہ ہو چکا تھا
تو ایسا ہونا ہی تھا۔ ورنہ کاغذ کے بغیر پرچہ کیسے چھپ سکتا تھا۔ اور اگر چھپ
بھی گیا ہوتا تو جماعتی مفاد کیلئے اسے روکنا کیا مشکل تھا۔ بہرحال مولانا کے ساتھ
وہ ظاہری باتیں اور عہد و پیمان تو محض دفع الوقتی کے لئے تھا۔ افسوس
ان لوگوں نے نہ جماعتی مفاد و اپنی زبان کا لحاظ کیا۔ اور نہ ہی کاظمی صاحب
کے حکم کا احترام و پاس کیا جو خدا کا واسطہ دے کر انہیں اشاعت سے
روکنے کا حکم فرما چکے تھے۔ یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ "سوادِ اعظم" کا مذکورہ
پرچہ گوجرانوالہ میں خصوصی طور پر دو سو کی تعداد میں بھیجا گیا۔ جلسے مفت تقسیم
کیا جاتا رہا۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ میں دوسرا لٹریچر بھی گوجرانوالہ میں
خاص طور پر اشاعت کے لئے بھیجا جاتا رہا گویا کہ گوجرانوالہ میں ساری دنیا
کی بدمذہبیت جمع ہو گئی ہے۔ اور ان لوگوں نے اس کے خلاف کوئی بڑا معرکہ
سر کرنا ہے۔ حد یہ ہے کہ بدمذہبوں تک بھی یہ لٹریچر بکثرت پہنچایا گیا اور
اہلِ سنت کی مخالفت کا انہیں موقع دیا گیا۔ مولانا محمد صادق صاحب نے تو
بفضلہ تعالیٰ گوجرانوالہ میں پوری جانفشانی کے ساتھ سنت کو فروغ دیا اور
ان لوگوں نے ان کی دشمنی و مقابلہ میں مخالفین اہلِ سنت کے ہاتھ مضبوط کرنے
کی کوشش کی۔ یہ ہے ان لوگوں کا سیاہ کارنامہ اور ملت و جماعت کی

دشمنی و انتشار کا مظاہرہ ۔ فالی اللہ المشتکی ۔
یہ کہنا کہ مولانا محمد صادق صاحب نے مدیر سوادِ اعظم کی ٹھوڑی
کو ہاتھ لگا کر صحافتی رفاقت کا واسطہ دیا۔" محض غلط و جھوٹ ہے ۔
اور دروغ بے فروغ ہے ۔ کیا ان لوگوں کے لئے (اگر وہ احترام کرتے تو)
کاظمی صاحب کا "خدا کے لئے") واسطہ کافی نہ تھا ۔ کہ مولانا محمد صادق صاحب
کو کوئی اور واسطہ دینے کی ضرورت پیش آتی ۔ کچھ تو خیال کرنا چاہئے ۔

کاظمی صاحب کا دوسرا مکتوب ۔ حضرت علامہ ابوالبرکات
صاحب کے نام تھا ۔ جو حسب ذیل ہے ۔

"سیدی و سندی حضرت قبلہ علامہ ابوالبرکات صاحب دامت برکاتہم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ مزاج اقدس ۔ گرامی نامہ تشریف لا کر موجب
سعادت ہوا ۔ جناب والا کے ارشادات کی تعمیل کو موجب فلاح سمجھتے ہوئے
عرض ہے کہ انشاء المولیٰ القدیر کوئی اقدام حضرت کے حکم کے خلاف نہ ہوگا
مسئلہ تا حال تحقیق طلب ہے ۔ حضرت نے اس سلسلہ میں جو مواد جمع فرمایا
ہو اسے مرتب فرما لیا جائے ۔ اس کے بعد اطمینان سے سمجھ بوجھ کر ہم لوگ
کوئی اقدام کریں تو بہتر ہوگا ۔ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں عریضہ حاضر
کر دیا ہے ۔ کہ وہ قطعاً اشتہار وغیرہ شائع نہ کریں ۔ اور اگر خدانخواستہ
کرنا ہی چاہیں ۔ تو احقر کا نام درج نہ فرمائیں ۔ حضور بھی انہیں حکماً روک
دیں ۔ والسلام مع الاکرام ۔ بخدمت حضرت علامہ محمود احمد صاحب رضوی
سلمہ بعد سلام مسنون مضمون واحد متصور ہو ۔ ثم السلام مع الاکرام فقیر کاظمی
غفرلہٗ از ملتان ۔

چوتھا حملہ ۔ یہ ایک ظاہری بات ہے کہ زیر بحث مسئلہ ۔۔۔

متعلق مفتی بمبا فتویٰ مسعودہ کاظمی صاحب و دیگر مضامین کی اشاعت سے پہلے معاملہ بالکل محدود و کافی حد تک صورت حال کی بہتری اور انتشار و خاتمہ کی توقع تھی۔ مولانا کاظمی صاحب نے جیسے یہ فرمایا تھا کہ "ہمارے لئے اس سلسلہ میں کوئی اشتہار وغیرہ ہرگز شائع نہ کریں۔ اور اگر خدانخواستہ ضرور ارادہ ہو تو میرا نام اس میں درج نہ فرمائیں"۔ اگر "مفتی" و ایڈیٹر سواد اعظم اس پر عمل کر لیتے تو ہرگز صورت حال خراب نہ ہوتی مگر انہوں نے جو کھیل کھیلنا تھا۔ اس سے وہ کیسے باز رہ سکتے تھے۔ انہیں تو صرف اپنے انتقام و مفاد کا خیال تھا۔ جماعتی مفاد و کاظمی صاحب کے واسطہ کا انہیں کیا پاس تھا۔ ادھر اگر کاظمی صاحب پہلے ہی احتیاط کرتے اور حضرت علامہ ہزاروی و مفتی صاحب گجراتی کی طرح اسٹیشن پر جلدی میں "مفتی بمبا کے فتویٰ" پر دستخط نہ فرماتے تو پھر قطعاً اس صورت حال کا سوال ہی پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ اور "مفتی" کا جادو ہرگز نہیں چل سکتا تھا کاظمی صاحب کے دستخط کے بعد تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ اور صورت حال صرف "مفتی بمبا" کے قابو میں تھی۔ اگرچہ کاظمی صاحب نے اسے خدا کا واسطہ دے کر روکنے کی کوشش کی۔ مگر اس کو تو کاظمی صاحب کے دستخط کی ضرورت تھی۔ اب کاظمی صاحب کے واسطہ کا اسے کیا احترام ہو سکتا تھا اسے تو بہر حال اپنا انتقام مطلوب اور اپنے نفس کی خوشنودی مقصود تھی۔ یہ ایک واضح سی بات ہے — کہ اگر منافقت و انتقام کا جذبہ کار فرما نہ ہوتا تو اس معاملہ کو اس قدر اہتمام اور اتنی شدت و جد و جہد کے ساتھ اٹھانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ دین و ملت کے خلاف اس وقت بکثرت فتنے پائے جاتے ہیں۔ بلکہ روزانہ نئے نئے فتنے پیدا ہو

ضیں۔ کیا "مفتی" نے ان میں سے کسی ایک فتنہ کے خلاف بھی اس قدر
اہتمام و اتنی شدت وجد و جہد کے ساتھ کبھی کوئی اقدام کیا ہے؛ یہاں
پر یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ مسئلہ زیرِ بحث میں مفتی کے فتویٰ سے پہلے مولانا
محمد صادق صاحب کے علاوہ حضرت استاذ العلماء علامہ ابو البرکات
محدث پاکستان حضرت شیخ الحدیث مدظلہما کے فتویٰ کی نقل بھی کاظمی
صاحب کو پہنچ چکی تھی۔ اسلئے بھی انہیں ان حضرات کے خلاف
مفتی" کے فتویٰ کی تصدیق کرنے میں توقف کرنا چاہیئے تھا علاوہ ازیں
جب انہوں نے حضرت علامہ ابو البرکات و مفتی کے نام مرقومہ مکتوب میں یہ
تسلیم کیا ہے۔ کہ

"ابھی مسئلہ قابلِ غور و تحقیق طلب ہے"

ان جیسے شخص پر اصولی و شرعی طور پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ وہ
پوری تحقیق و کامل غور سے پہلے جلدی میں مفتی کے فتویٰ پر نہ فرماتے بہر حال
سوادِ اعظم میں شائع شدہ فتویٰ و مضمون میں فی الحقیقت بہت سی غلطیاں تھیں
جن سے ایک اہم شرعی مسئلہ کی صورت کو بدل دیا گیا تھا۔ احادیث حوالہ و
عبارات کو غلط رنگ میں پیش کرنے کے علاوہ ان میں قطع و برید کی گئی تھی
اسلئے مولانا محمد صادق صاحب نے ایک اہم دینی مسئلہ کی صحیح صورت کی مزید
وضاحت کے لئے "سوالات و جوابات" کے عنوان سے کسی کا نام لئے بغیر نہایت
نرمی کے ساتھ معقول و مدلل طور پر مسئلہ کی وضاحت کے ساتھ سوادِ اعظم
شائع شدہ فتویٰ و مضامین کی اغلاط کی نشاندہی فرمائی۔ اور لطف یہ ہے
سوادِ اعظم کے جارحانہ انداز کے باوجود "سوالات و جوابات" میں اس کا
نام تک نہیں لیا۔ علاوہ ازیں اس سلسلہ کی ابتداء سے قبل مولانا نے

کاظمی صاحب کو مطلع فرما دیا۔ کہ چونکہ آپ کی ممانعت کے باوجود سواد اعظم
میں آپ کے نام کے ساتھ "فتویٰ" و دیگر مضامین شائع کئے گئے ہیں
اور خاص طور پر دوسرے پرچہ گوجرانوالہ بھی بھیجا گیا ہے۔ اسلئے صورتِ حال کا
یہ تقاضا ہے کہ اب رضائے مصطفےٰ میں بھی اس مسئلہ کو مزید وضاحت
کے ساتھ پیش کیا جائے۔ لہذا آپ اس سلسلہ سے قطعاً متاثر نہ ہوں
اور اس کا روئے سخن ہرگز اپنی طرف خیال نہ فرمائیں۔ مگر افسوس کہ اس کے
باوجود "رضائے مصطفےٰ" میں سوالات وجوابات کی اشاعت کاظمی صاحب
کو ناگوار گزری۔ اور اس کے جواب میں انہوں نے احسن التحریر کے نام سے
ایک کتاب لکھی جو "مفتی" نے اپنے زیر اہتمام شائع کی۔ اور اس کے باوجود
حضرت محدث پاکستان کے علاوہ حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب کا
فتویٰ بھی ان حضرات کے پاس موجود تھا۔ انہوں نے کتاب کے آخر میں
ایک نوٹ شائع کیا۔ جس میں مذکور تھا کہ (احسن التحریر کے) دوسرے
حصہ میں:۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب مہتمم مدرسہ
رضویہ مظہر اسلام لائلپوری کا فتویٰ کفریہ بھی شائع ہوگا۔ حضرت شیخ الحدیث
و علامہ ابوالبرکات صاحب کا فتویٰ لکھا ہونے کے باوجود صرف شیخ الحدیث
کے فتویٰ کا بدیں الفاظ اعلان کرنا۔ جس قسم کے جذبات و جس ذہنیت
و کیمپ کی غمازی کرتا ہے وہ اہل فہم حضرات پر بخوبی واضح ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور افسوسناک امر یہ ہے کہ رضائے مصطفےٰ میں
سوالات و جوابات کی اشاعت کی ناگواری کے باعث تو مولانا کاظمی صاحب نے
اس کے جواب میں کتاب تصنیف فرما دی۔ لیکن اس کے برعکس "مفتی" [illegible]
[illegible] مسلسل زیادتیوں کے خلاف انہوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کے سلسلہ میں "مفتی" نے حضرات اکابر کے خلاف جو کچھ
میں جو کچھ لکھا (جیسا کہ پہلے گزرا) اور احسن التحریر کے پیش لفظ و التکمیل
میں مولانا محمد صادق صاحب کے علاوہ استاذ العلماء علامہ ابو البرکات
و حضرت محدث پاکستان کا نام لے کر جس طرح ان پر حملے کئے اور گالیاں دیں
اور ادھر مدیر سواد اعظم نے رد التکفیر میں شیر بیشہ اہلسنت حضرت مولانا
حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متعلقین و مداحین کے متعلق جو جو
گالیاں شائع کیں اور انہیں علیہ ما علیہ لکھ کر جس طرح اہلسنت کا دل دکھایا
اور غلط طور پر حضرت داتا صاحب قدس سرہٗ کا نام لے کر اولیاء اللہ کو
رسل ملائکہ سے افضل قرار دیا۔ بلکہ ان پر عام انسانوں کی فضیلت بیان کی
اور جبریل وغیرہ عامیانہ لفظ میں حضرات رسل ملائکہ علیہم السلام پر حد سے زیادہ
غرور و گھمنڈ کا فقرہ چسپاں کیا۔ لیکن اس کے باوجود ان دونوں کے متعلق ایک
لفظ تک نہیں لکھا گیا۔ بلکہ ان کی کتابوں میں ان کے نام بڑے اہتمام و
القاب کے ساتھ بطور تصدیق و حمایت شائع ہوئے۔

پانچواں مرحلہ ۔ احسن التحریر کی طباعت سے قبل مولانا کاظمی صاحب حضرت استاذ العلماء
علامہ ابو البرکات صاحب کو اپنے ساتھ متفق اور متعامل کرنے کے لئے احسن التحریر
کا مسودہ لے کر حزب الاحناف لاہور تشریف لے گئے اور حضرت
علامہ موصوف کو مسئلہ سمجھا کر اپنے فتویٰ سے رجوع کرنے
کے لئے اصرار کیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مسئلہ اپنی جگہ واضح و
[illegible] اس سے رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا [illegible]
بات [illegible] نہیں ہے لیکن اگر کوئی معقول بات ہو تو
رجوع کیا جائے [illegible] ایک ہی مسئلہ [illegible] رجوع [illegible]

سکتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے فرمایا کہ آپ (کاظمی صاحب) اس سلسلے میں کتب وغیرہ شائع نہ کریں تو بہتر ہے۔ مگر انہوں نے اپنے مکتوب میں یہ تحریر فرمانے کے باوجود کہ

"انشاء اللہ الموفق القدیر حضرت کے حکم کے خلاف کوئی اقدام نہ ہوگا۔"

آپ کی منشاء و فتویٰ کے خلاف کتاب اشاعت کے لئے دے دی۔ جسے "مفتی" خالگراں نے اپنے مدرسہ کے نام سے شائع کیا۔ علاوہ ازیں ماہنامہ السعید میں اس کتاب کو بڑے اہتمام کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اس کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد مولانا محمد صادق صاحب نے اس کے جواب میں "افضل التقریر" شائع فرمائی۔ بس پھر کیا تھا گالیوں کا طوفان امنڈ آیا۔ اور یکے بعد دیگرے رد التکفیر، التکبیر الجلی، التنویر، والبرق میں وہ گالیاں دی گئیں کہ الامان الحفیظ جس کا دل چاہے۔ یہ کتابیں دیکھ کر رنگا رنگ گالیوں سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ یہ ہے ان حضرات کا کردار کہ اگر ان کی بات کا جواب نہ دیا جائے تو شور مچاتے ہیں۔ اور اگر جواب شائع ہو تو پھر گالیاں دیتے ہیں۔ بہر حال مختصر طور پر اس سلسلہ کی ساری روئداد ہے۔ امید ہے کہ اس سے نفس مسئلہ کے علاوہ اہل انصاف احباب کو دیگر متعلقات و کوائف اور ما لہ وما علیہ سمجھنے میں کافی مدد ملے گی اور انہیں حق کی تائید و حمایت کی سعادت نصیب ہوگی۔

فتویٰ کی اشاعت کیوں ہوئی "مفتی" کو ایک شکوہ یہ بھی ہے کہ مولانا محمد صادق صاحب نے اس مسئلہ کو شائع کیوں کیا؟ حالانکہ مولانا موصوف کا یہ کوئی نیا فتویٰ نہیں۔ اس سے قبل بھی سوالات و جوابات کے تحت آپ

بے بکثرت فتاوی شائع ہو چکے ہیں۔ پھر اس فتوی سے آخر ان لوگوں کا کیا نقصان ہوا۔ کیا "فتوی" پر "مفتی" کی اجارہ داری ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ایک مقامی معاملہ کو رسالے میں شائع کرنے کی کیا ضرورت تھی" تو "جناب والا!" یہ مقامی معاملہ نہیں۔ بلکہ ایک شرعی مسئلہ ہے جو کسی خاص مقام سے متعلق نہیں ہے۔ مولانا موصوف نے اس مسئلہ کی دینی اہمیت و نزاکت اور بعض لوگوں کی غفلت کا احساس فرما کر محض ایک اہم دینی مسئلہ کی تبلیغ کے لئے حسب معمول ایک سوال کے جواب میں اس کو بالوضاحت شائع فرما دیا۔ آخر اس میں کونسی حرج کی بات ہے کیا یہ حسد تو نہیں کھا رہا کہ یہ "فتوی" ما بدولت "مفتی" صاحب کے زیر اہتمام شائع ہونا چاہیئے تھا۔ مولانا محمد صادق صاحب کو یہ سعادت کیوں نصیب ہوئی۔ اور مولیٰ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اس مسئلہ کو اس طرح واضح و ظاہر کیوں فرمایا۔ باقی رہا یہ الزام کہ

"مولوی محمد صادق اس مسئلہ کو شائع کر کے اپنی شہرت اور دنیا کمانے کی راہ پیدا کرنا چاہتا ہے"۔

تو یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ شہرت و دنیا کمانا کس کا مطمح نظر ہے۔ البتہ سمجھدار حضرات اس قسم کی کمینہ ذہنیت اور ایسے الزامات و ذاتی حملوں سے ان لوگوں کے اندرونی احساسات و جذبات کا بخوبی اندازہ فرما سکتے ہیں۔ اور یہ دیکھ سکتے ہیں کہ مخالفین کا اس معاملہ کو اس قسم کے رنگ دینا خلوص و دیانت کی بنا پر ہے۔ یا کہ اس کے پس پردہ محض حسد و عناد اور ذاتیات کار فرما ہیں۔

"اونچی دوکان پھیکا پکوان حسب بے دلیل الہامی فتویٰ"

"الکبیر" میں اس عنوان کے تحت حسب اعلان مفتی نے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی کا تصدیقی فتویٰ نقل کیا ہے جس کے بعد آپ کے متعلق بہت زیادہ بیباکی وبیہودہ دہنی کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ جو لوگ سیدنا جبریل علیہ السلام کی عظمت رسالت کے ساتھ کھیلنے سے باز نہیں آئے وہ لوگ حضرت شیخ الحدیث یا کسی اور کو کیا خاطر میں لائینگے۔ بہرحال ان لوگوں کو منتقم حقیقی ہی کے دربار سے ان گالیوں کا صلہ ملے گا۔

مفتی "کو یہ شکوہ ہے۔ کہ محدث پاکستان نے اپنے مختصر تصدیقی فتویٰ میں کوئی دلیل مع حوالہ پیش نہیں کی۔ اس لئے یہ اونچی دکان پھیکا پکوان اور بے دلیل الہامی فتویٰ" کا مصداق ہے۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ جس کے خلاف اس قدر غیظ و غضب اور سب و شتم کا مظاہرہ کیا جاتا۔ لیکن اندرونی غلاظت و حسد و عناد کے باعث "مفتی" بدگوئی سے باز نہیں رہ سکتا۔ بات دراصل یہ ہے کہ مسئلہ زیر بحث پر ایک اور فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے حضرت محدث پاکستان نے مختصر الفاظ میں حکم شرعی کو بیان فرمایا ہے۔ اور اسی طرح حضرت استاذنا العلامہ علامہ ابوالبرکات صاحب نے بھی مختصر طور پر اپنی تصدیق سے اس فتویٰ کو مزین فرمایا یہ ایک عام دستور ہے کہ عموماً مستقل طور پر فتویٰ لکھتے وقت زیادہ دلائل و حوالہ جات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لیکن تصدیق میں مختصر

الفاظ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اور ایسی شخصیتوں کا اتنی تصدیق فرمانا ہی کافی ہوتا ہے۔ اور ان کے الفاظ میں جن اصطلاحات و اصول کا مختصر ذکر و اشارہ ہوتا ہے وہ خود اپنے اندر دلائل کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر حضرت محدث پاکستان مدظلہ العالی نے بطور تصدیق چند الفاظ پر اکتفا فرمایا۔ لیکن ان الفاظ میں دیگر اہم امور کی طرف اشارہ کے علاوہ حضرت محدث پاکستان نے

"حسب تصریحات علمائے کرام"

ایک ایسا جملہ لکھ دیا ہے۔ جس میں سب کچھ آجاتا ہے۔ اور اس فتویٰ کی بنا ذرہ ذرہ اکابر علماء امت کی تصریحات پر ہے۔ لیکن ضد و عناد اور ہٹ دھرمی کا کیا علاج ہے۔ جنہوں نے اپنی تحقیق کے زعم میں اپنے اسی اصول (اونچی دوکان پھیکا پکوان بے دلیل الہامی فتویٰ) کے تحت دربارۂ لاؤڈ اسپیکر حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ و دیگر جلیل القدر اکابر کا فتویٰ در خور اعتنا نہیں سمجھا تو استاذ العلماء و حضرت محدث پاکستان کی ان کے آگے کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ پھر غور طلب بات یہ ہے کہ خود "احسن التحریر و التکبیر الجلی" میں ایک دو کے سوا جن "علماء" کے دو تین سطری فتاویٰ یا محض دستخط شائع ہوئے ہیں کیا وہ اونچی دکان پھیکا پکوان اور بے دلیل الہامی فتویٰ کا مصداق نہیں ہیں۔ ؎

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

ہمیں اختصار ملحوظ ہے ورنہ "مفتی" کے پیش کردہ فتووں پر تبصرہ کر کے ان پر پوری طرح روشنی ڈالتے۔

بریلی شریف کا فتویٰ

نا معلوم "مفتی" کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں کرتا ہے۔ جن سے شرم و حیا سر پیٹ لیتی ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ شہزادۂ اعلیٰحضرت۔ مفتیٔ اعظم ہند اور کتنے ہی جلیل القدر اکابر علماء کا یہ فتویٰ ہے۔ کہ "نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے"۔ لیکن وہ مفتی "دالگراں" حضرت مفتیٔ اعظم بریلی مدظلہ العالی سمیت ان میں سے کسی کے فتویٰ کو حجت و قابل عمل نہیں سمجھتا لیکن جب اپنی بات منوانے کا موقع آتا ہے۔ تو پھر ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔ کبھی بریلی شریف کی دہائی دیتا ہے۔ اور کبھی اپنے ہمنوا علماء کے ناموں سے مغالطہ دیتا ہے۔ حالانکہ یہ اصولی بات ہے کہ جب تم خود مفتیٔ اعظم بریلی و دیگر کثیر التعداد علماء کرام کا فتویٰ تسلیم نہیں کرتے۔ تو پھر تمہیں اپنے معاملہ میں بریلی شریف و ان حضرات کا نام لینے کا کیا حق پہنچتا ہے جس بات پر تم خود عمل پیرا نہیں ہوتے وہ دوسروں سے کیسے منوا سکتے ہو مگر یہ ضد وہٹ دھرمی ہے جو سب کچھ کراتی ہے۔ "مفتی" نے اپنی تائید میں التکبیر المجل میں چند حضرات کے نام شائع کئے ہیں۔ جن میں بریلی کے غیر معروف مولوی محمد احمد صاحب و مولوی افضل حسین صاحب کا بھی چند سطری فتویٰ ہے۔ جن میں کوئی ٹھوس اور مدلل و واضح چیز نہیں ہے لیکن اس کے باوجود بریلی کا نام لے کر "مفتی" نے وہ شور مچایا ہے۔ اور اتنی گالیاں دی ہیں۔ کہ الامان الحفیظ۔ حالانکہ اگر خدانخواستہ حضرت مفتیٔ اعظم بریلی مدظلہ العالی کا کوئی فتویٰ ہوتا تو بھی ایک بات تھی۔ لیکن حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین صاحب بہاری۔ استاذ العلماء علامہ

ابوالبرکات صاحب و حضرت محدث پاکستان کے مقابلہ میں عمر ان دو مولوی صاحبان کا نام پیش کرنا جو ان حضرات کے سامنے بمنزلہ تلامذہ ہیں اور دنیائے سنیت میں ان اکابر کے مقابلہ میں ان کا کوئی مقام و شہرت نہیں ہے۔ کیونکر صحت و قابل قبول ہو سکتا ہے؟ اگر "مفتی" میں ہمت ہے۔ تو اسے چاہیے کہ حضرت ملک العلماء مدظلہ العالی کے پایہ کی کوئی شخصیت پیش کرے ؎

اُولٰئِکَ اٰبَائِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِہِمْ

اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

(نوٹ) اب مسئلہ زیر بحث کے متعلق سلف و خلف اکابر ائمہ امت و علماء اہلسنت کے فتاویٰ بھی پیش کئے جاتے ہیں۔ مخالفین کو چاہیے کہ ان کو انصاف و غور و دیانت کیساتھ پڑھیں اور خدا تعالیٰ توفیق دے تو حق و ہدایت قبول کریں۔ مولانا محمد صادق صاحب کو تو انہوں نے دیدہ دلیری سے کمال بے حیائی و ناپاک مذہب مکفر ٹھہرا کر توبہ کا مطالبہ کیا تھا اور حضرت محدث پاکستان کے فتویٰ کو کفریہ کہا اور اعلان کیا تھا کہ جیسے انہوں نے معاذ اللہ کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے اور حضرت علامہ ابوالبرکات سمیت ان حضرات کو بے توبہ ستی علماء قرار دیا تھا لیکن وہ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں کہ ان حضرات کیساتھ کیسی کیسی عظیم شخصیتیں اور سلف و خلف کے کتنے عظیم لشکر ہیں۔ کیا مخالفین کے نزدیک یہ سب حضرات بھی معاذ اللہ مکفر ہیں جب تو یہ علماء قرار پائیں گے۔ ؏

شرم بادت از خدا و رسول۔ (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم)

ائمۂ امّت کا متفقہ فیصلہ

● "اتفق ائمة المسلمین ان حکم المرسلین منھم (ای من الملائکة) حکم النبیین سواء فی العصمة وتعظیم الحرمة مما ذکرنا عصمتھم منه وانھم فی حقوق الانبیاء والتبلیغ الیھم کالانبیاء مع الامم" تمام علماء امت و عظماء ملت ائمہ مسلمین کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ رسل ملائکہ کا حکم انبیاء بشر کا حکم ہے۔ اور وہ عصمت و تعظیم حرمت میں انبیاء کے برابر ہیں۔ اور حقوق انبیاء کے حامل ہیں۔ اور جیسے حضرات انبیاء امتوں کو احکام خداوندی پہنچاتے ہیں۔ اسی طرح مرسلین ملائکہ انبیاء کو اللہ تعالےٰ کے احکام پہنچاتے ہیں۔" (علیہم الصلوٰۃ والسلام)

(شفا شریف ج ۲ مع نسیم الریاض و شرح ملا علی قاری ص ۲۲۸)

غیر رسول و نبی کو رسول و نبی سے افضل قرار دینا کفر ہے

● "وکذالک نقطع بتکفیر غلاة فی قولھم ان الائمة افضل من الانبیاء والمرسلین وھذا الکفر صریح یستفاد

ن : ولہ تعالیٰ ۔

اَللّٰہُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ (الآیہ)

ک اماموں کو انبیاء و مرسلین سے افضل کہتے ہیں۔ ہم ان کی قطعی تکفیر کے ہیں۔ ان کے اس عقیدہ کا کفر صریح ہونا مولےٰ تعالےٰ کے ارشاد ستفاد ہے کہ اللہ تعالےٰ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور سانوں میں سے (الآیہ) (شرح شفا ملا علی قاری ج ۲ ص ۵۲۶)

ف ۔ ان دونوں حوالوں کی طرح مخالفین کے پاس کوئی ایک حوالہ بھی الیسا واضح نہیں ہے ان سے معلوم ہوا کہ رسل ملائکہ کے حقوق و حکم و تعظیم حرمت بھی حضرات انبیاء کی طرح ہے چونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول فرشتوں اور رسول انسانوں کو چن لیا ہے۔ اس لئے جو شخص اللہ تعالےٰ کے ان چنے ہوئے رسولوں پر کسی اور غیر نبی و غیر رسول بزرگ کا چناؤ کرکے اس کو از خود ان سے افضل قرار دے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالےٰ کے چناؤ کو ناپسند کرکے اس کا انکار کر دیا ہے۔

تمام اکابر علماء اہلسنت کا متفقہ فتویٰ

لم یذہب الیہ ای الی تفضیل عوام البشر علی خواص ملٰئکۃ احد من اھل السنۃ بل ھم یکفرون من یقول بہ

اہل سنت کے نزدیک کوئی ولی و بزرگ خواص ملائکہ سے افضل نہیں۔ جو کسی غیر نبی و غیر رسول بزرگ کو خواص (رسل) ملائکہ سے افضل کہے تمام علماء اہل سنت کے نزدیک کافر ہے" (تفسیر روح المعانی پارہ ع

ف۔ مخالفین کے پاس جوڑ توڑ کے علاوہ کوئی ایک عبارت بھی ایسی صریح نہیں ہے جس میں مسئلہ زیر بحث کا ایسا روشن بیان ہو۔

جانشین اعلیٰحضرت مخدوم اہلسنت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین صاحب بہاری مدظلہ

"الجواب:- بلاشبہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم و دیگر رسل ملائکہ پر حضرت امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا غلط ہے۔ اس لئے کہ رسول و نبی غیر رسول و نبی سے افضل ہے۔ اور بلاشبہ غیر رسول و نبی کو رسول و نبی سے افضل سمجھنا کفر ہے"۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

مزید تفصیل: (۱) ضروریات دین و اجماع مسلمین کا انکار بلاشبہ کفر ہے۔ واللہ اعلم۔

(۲) کسی غیر رسول کو کسی نبی اور رسول سے افضل کہنے والا بلاشبہ اسلام سے خارج ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳)۔ جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت جبریل علیہ السلام سے افضل قرار دے وہ از روئے شرع کافر

دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ واللہ اعلم

ع۴۔ رسل ملائکہ مثلاً حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام اولیاء بشر مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بالاجماع افضل ہیں۔ یہ مسئلہ اجماعی ضروریات دین کا ہے۔ نہ ظنی، نہ اختلافی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ع۵۔ بلاشبہ ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔ اور اس کے منکر کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ صدر مدرس مدرسہ بحر العلوم کٹیہار
وسابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ

ف۔ حضرت ملک العلماء ایک عظیم، جلیل مسلم، مستند شخصیت کے مالک ہیں۔ آپ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے محبوب و معتمد علیہ تلمیذ و خلیفہ ہیں۔ اور اعلیٰحضرت نے آپ ہی کے متعلق فرمایا ہے۔ ع

میرے ظفر کو اپنی ظفر دے اس سے شکستیں کھاتے یہ ہیں

مولانا مفتی ابو سعید محمد امین صاحب ارشاد العلماء علامہ ابو البرکات صاحب وحضرت شیخ الحدیث محدث پاکستان کا فتویٰ

الجواب: نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔ اما بعد:۔ نبیوں رسولوں علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد جملہ مخلوقات سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غیر نبی سے خواہ ہو غوثیت و قطبیت و صحابیت کے درجہ پر فائز ہو نبی و رسول افضل ہے۔ خواہ وہ رسل بشر میں سے ہو خواہ رسل ملائکہ سے ہو۔

شرح عقائد نسفی میں ہے۔ ... اما تفضیل رسل الملٰئکۃ علیٰ عامۃ البشر فبالاجماع بل بالضرورۃ (رسل ملائکہ کی عامہ بشر پر تفضیل بالاجماع وضروریات دین سے ہے) اور اعلیحضرت عظیم البرکت امام اہلسنت مجدد دین وملت قدس سرہٗ نے "غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق" میں فرمایا۔ "اہلسنت وجماعت نصرہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے کہ مرسلین ملٰئکہ ورسل انبیاء بشر صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وتسلیماتہٗ علیہم کے بعد حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تمام مخلوق الٰہی سے افضل ہیں" نیز شرح عقائد میں ہے۔ "ولا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء" لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کا عقیدہ (افضلیت صدیق بر جبریل علیہ السلام ورضی اللہ عنہ) سراسر غلط ہے۔ اسلامی تعلیم کے بالکل خلاف ہے گمراہی وضلالت کا عقیدہ ہے حضرت جبریل علیہ السلام رسول ہیں۔ حاشیہ شرح عقائد میں ہے۔ "لاسیما جبریل علیہ السلام مع انہ رسول من اللہ تعالیٰ الی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام"۔ زید پر فرض ہے کہ وہ فوراً توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ بغیر تحقیق ہر گز مسائل شرعیہ کو بیان نہیں کریگا۔ اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو اسکو امامت سے علیحدہ کر دیا جائے اور کسی سنی صحیح العقیدہ پابند شرع کو امام مقرر کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

(الفقیر الی السعید محمد امین غفرلہ خادم دارالافتاء جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائلپور)

● الجواب: صحیح واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔ اور یہ عقیدہ اجماعی ہے۔ اس پر اتفاق ہے اور اس کا منکر گمراہ بے دین ہے۔ بلکہ اس کا منکر حسب تصریحات علماء کرام بلا شبہ کافر ہے۔ اور ایسے شخص کی خود نماز شرعاً نہیں ہوتی۔ اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے کی نماز نہیں ہوتی۔ اس پر فرض

ہے کہ توبہ کرے اور نئے سرے سے کلمہ پڑھے اور بیوی رکھتا ہو تو نکاح کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فقیر ابو الفضل محمد سردار احمد غفرلہ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام۔ لائلپور)

● حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگرچہ افضل البشر اور انبیاء کرام و رسل عظام صلوٰۃ اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم کے بعد جملہ مخلوقات سے افضل و اعلیٰ رتبہ والا ہیں۔ لیکن حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام رسول ملائکہ سے ہیں جو معصوم ہیں۔ ان سے حضرت صدیق اکبر افضل نہیں ہیں اور یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے۔ اسکے خلاف عقیدہ رکھنے والا مسلمان نہیں جو شخص اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ اور اس عقیدہ فاسدہ پر مصر ہے وہ یقیناً کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس کی امامت باطل ہے ایسے کو امام بنانا گناہ اور اپنی نمازیں برباد کرنا ہے۔ شخص مذکور علیٰ رؤس الاشہاد اپنے عقیدہ فاسدہ سے توبہ کرے تجدید اسلام کیساتھ تجدید نکاح بھی کرے اور مفصل و مدلل جواب جو مجیب لبیب نے رقم فرمایا ہے اس پر اہل اسلام کو عمل کرنا چاہیئے بلکہ اس عقیدہ کی اشاعت کرنی چاہیئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فقیر قادری ابو البرکات سید احمد غفرلہ ناظم و مفتی دار العلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور۔ پاکستان"

مولانا مفتی اعجاز ولی صاحب بریلوی دربار داتا صاحب علیہ لاہور

"بلاشک و شبہ باجماع مسلمین یہ امر واضح اور روشن ہے۔ کہ رسل ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہیں۔ . . عامۃ البشر سے مراد ما سوا انبیاء کرام ہیں تو صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین اولیاء و اقطاب عالم خلفاء راشدین سب ما سوی الانبیاء ہیں۔ اور غیر نبی پر رسل ملائکہ کی افضلیت ثابت اور روشن ہے"

عبد الشکور صاحب! میں حضرت داتا صاحب کے نام لیوا محدث پاکستان کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے کیا مفتی صاحب بھی کی زد میں آتے ہیں یا نہیں

اسی لئے "رحمۃ للعالمین" میں تاویل ضروری ہے، ورنہ اس کا انکار کفر صریح ہے۔ ملا علی قاری کی شرح شفا میں ہے۔ "ہذا کفر صریح"۔ واللہ اعلم۔

(فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی)

ف: یہ مفتی صاحب وہی ہیں۔ جن کے متعلق "التکبیر والبرق" میں نہایت بیہودہ و بازاری انداز میں یہ تاثر دیا گیا ہے۔ کہ "افضل التفریر" کے آخر میں "مکفرین" کی فہرست میں ان کا نام غلط لکھا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت ملک العلماء کے متعلق بھی یہی تاثر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس سلسلہ میں ان دونوں حضرات کے دو دو فتوے ہیں۔ حضرت ملک العلماء کے دونوں فتوے آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ اور مفتی صاحب موصوف کے زیر نظر فتویٰ کے علاوہ دوسرا (مشترکہ) فتویٰ آگے آ رہا ہے۔

چالیس علماء کرام کا متفقہ فتویٰ

- جبریل علیہ السلام حقیقۃً اللہ کے رسول ہیں۔
- رسل ملائکہ کی عامہ بشر پر تفضیل اجماعی و ضروریات دین سے ہے۔
- جبریل علیہ السلام پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا قائل کافر ہے۔

الجواب وباللہ التوفیق: حضرت جبریل علیہ السلام یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ قرآن پاک واحادیث صاحب لولاک علیہ السلام، مفسرین و متکلمین علماء و فقہاء نے اسکی تصریح فرمائی ہے اور فقہاء متکلمین نے یہ بھی بیان فرمایا ہے۔ کہ غیر رسول و نبی کو نبی و رسول سے افضل قرار دینا کفر ہے۔ لہذا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے افضل قرار دینا کفر ہے۔ جیسا کہ شرح عقائد شریف میں ہے۔ انما

تفضیل رسلِ الملائکۃ علیٰ عامۃِ البشر فبالاجماع بل
لضرورۃ (رسل الملائکہ کے عامۃ البشر سے افضل ہونے پر اجماع ہے۔
یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے) لیکن چونکہ اس مسئلہ (فضیلت جبرئیل
صدیق۔ علیہ السلام و رضی اللہ عنہ) میں غیر عالم کو خفا ہو سکتا ہے۔ اسلئے
یسے شخص کی تکفیر سے اُس وقت تک کف لسان بہتر ہے جب تک کہ
سے مسئلہ کا علم نہ ہو اور جب مسئلہ کا علم ہو اور انکار کرے تو یہ کفر ہے۔
ور ایسے شخص کو امام و خطیب بنانا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
کتبہ الفقیر عبد المصطفےٰ الازہری غفرلہ شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی)
(نوٹ) حضرت مجیب سمیت چالیس علماء نے اس فتویٰ پر دستخط فرمائے
ں۔ چونکہ جگہ کم ہے اس لئے اسوقت صرف چند حضرات علماء کے اسماء گرامی
اکتفا کیا جاتا ہے۔

— مجیب مصیب ہے۔ غلام رسول غفرلہ مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور۔
— اصاب من اجاب۔ فقیر محبوب رضا غفرلہ۔ کراچی۔
— الجواب صحیح۔ سید محمود احمد رضوی مدیر رضوان لاہور۔
— حبذا التوفیق و بالرفیق المجیب المولوی العلامۃ اعتمدہ واللہ ورسولہ اعلم۔
الفقیر محمد اعجاز الرضوی غفرلہ۔ مہتمم جامعہ حامدیہ رضویہ۔ لاہور۔
— الجواب ھو الجواب محمد عبد الرشید غفرلہ خادم دار العلوم قطبیہ رضویہ
اہلسنت وجماعت۔ جھنگ۔ سابق صدر مدرس علی پور شریف۔
— فالک کذالک انی مصدق لذالک:۔ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی القادری
مہتمم جامعہ رشیدیہ رضویہ۔ منٹگمری۔
— الجواب صحیح۔ ابو العطا محمد غلام رسول نوری رضوی غفرلہ مہتمم انوار القرآن ملتان

● — الجواب صحیح فقیر نور محمد صدر مدرس مدرسہ مستقل اسلام رضویہ ... والیہ ضلع شیخوپورہ ۔ ● — الجواب صحیح ۔ فقیر محمد ... سگ شہنشاہ اولیاء سرکار سیدی غوث الاعظم رضی اللہ عنہ خطیب ...

● — مجیب صاحب کے قول کے مطابق ناچیز کے نزدیک بھی بلاشک ضروریات دین کا انکار کفر ہے اور اسی پر تمام اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے و الحق احق ان یتبع ۔ احقر محمد حسین شوق خادم مدرسہ جامعہ محمودیہ رضویہ پیلان ۔

الجواب صحیح ۔ احقر ابو النظر محمد زبیر شاہ صدر مدرس دار العلوم اسلامیہ ...

● — الجواب المطابق للسوال صحیح ۔ فقیر علی احمد خادم دار العلوم غوثیہ رضویہ گلزار مسجد ۔ نواب شاہ سندھ ۔ ● — الجواب صحیح ۔ سید غلام محی الدین گیلانی رضوی خادم دار العلوم انوار غوثیہ رضویہ ۔ اٹک شہر ۔ ● — الجواب صحیح محمد مصلح الدین صدیقی صدر مدرس دار العلوم مظہریہ کراچی ۔ ● — الجواب صحیح الفقیر ابو سعید محمد امین غفرلہ ۔ خادم جامعہ رضویہ ۔ لائلپور ۔

● — جبریل علیہ السلام رسل ملائکہ سے ہیں ۔ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عامۃ البشر سے ہیں ۔ لہذا جو شخص جبریل علیہ السلام کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے افضل ماننے سے انکار کرتا ہے کافر ہے ۔

غلام رسول گوہر مدیر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

(نوٹ) اختصار کے پیش نظر سترہ علماء کے اسماء گرامی پر اکتفا کیا گیا ہے بقیہ علماء کے نام بشرط ضرورت پھر کسی موقع پر احباب ملاحظہ فرمائیں گے ان تمام فتاویٰ و حوالہ جات کی روشنی میں مسئلہ زیر بحث کو سمجھنا اب بالکل آسان ہے ۔ البتہ حسد و عناد و ضد و نفسانیت کا کوئی علاج نہیں چونکہ مخالفین نے نہایت غلط رنگ میں اس معاملہ کو بہت زیادہ الجھا دیا ہے اس لئے صحیح صورت حال کی وضاحت کیلئے یہ معروضات پیش کی گئی ہیں ۔ فقط



ابوداؤد محمد صادق



(۱۰) [illegible]

[illegible]

[illegible] ۲۱۳ [illegible]

[illegible]

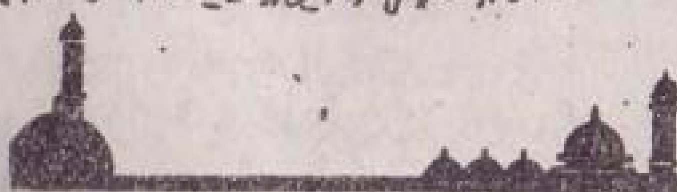
[illegible]

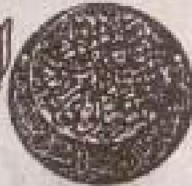
[illegible] $\frac{۲۸۲}{۳۵۱}$ پر بھی لکھا گیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]





ابوداؤد محمد صادق



امیر جماعت رضائے مصطفیٰ

حوالہ ______

تاریخ ______ (۲)

[illegible]

[illegible]

[illegible] مختلف رنگ میں جو کچھ چھپ چکا ہے [illegible]

[illegible] (ص [illegible])

چونکہ آپ اپنے والد صاحب کی نسبت سے میرے عزیز ہیں [illegible]

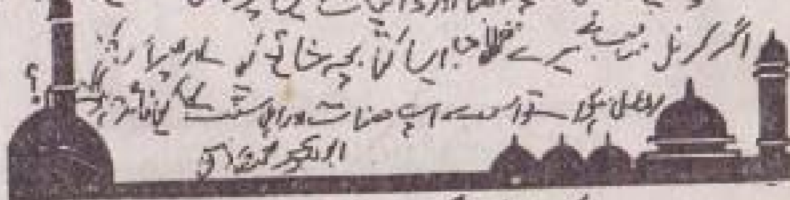
[illegible] اسلئے [illegible]

[illegible] شائع کیا تو اسمیں آپ بھی شریک [illegible]

اگرچہ میں نے ذاتی [illegible] اور ذاتیات میں پڑنا مناسب نہیں سمجھا لیکن

اگر کرنل [illegible] میرے خلاف [illegible] شائع [illegible]

[illegible]



ابوداؤد محمد صادق

چوک دارالسلام گوجرانوالہ فون: 222277

رسول کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے ساتھ سنگین مذاق

☆ مولوی احمد سعید کاظمی کے خلاف فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بر جبریل علیہ السلام کے قائل ہونے کی وجہ سے ضروریات دین کے انکار کی بنا پر فتویٰ کفر دینے والا مولوی ابوداؤد کی کتاب افضل التقریر جو احسن التحریر کے جواب میں لکھی۔

☆ مولوی ابوداؤد کو منکر اور توبہ و رجوع کرنے کا مولوی کاظمی کا فتویٰ (احسن التحریر)

☆ ابوداؤد کی کتاب افضل التقریر علی احسن التحریر کے اقتباسات پڑھیں۔

☆ مولوی ابوداؤد نے لــدنــک و من ذنـبک میں پڑھنے کے بعد اسے جھوٹ قرار دیا۔ (بندہ کے خلاف ڈاکٹر مفتی محمود احمد ساقی کو خط کا عکس منسلک ہے)

☆ مولوی ابوداؤد کے جھوٹ بھرے خط کا تجزیہ اسی کی کتاب افضل التقریر علی احسن التحریر کی روشنی میں۔ جو کہ بندہ کی لائبریری میں ہے۔

کذاب کون......؟ بندہ یا ابوداؤد

لباس خضر میں کیسے لوگ

فرمان اقبالؒ

اے مسلماں اپنے دل سے پوچھ ملاں سے نہ پوچھ
ہوگیا اللہ کے بندوں سے کیوں حرم خالی

☆☆☆☆☆

لباس خضر میں ملبوس لوگوں کے کردار کی پستی

ایک شرمناک کہانی (ابوداؤد کا کذب بھرا خط)

☆ جو انکار ضروریات دین سے ہو وہ قطعی ہوتا ہے اس کا منکر شرعاً بالاتفاق کافر ہوتا ہے۔

☆ مولوی احمد سعید کاظمی پر افضلیت صدیق اکبرؓ کے ناطے ضروریات دین کے انکار کی وجہ سے فتویٰ کفر دیا۔

☆ جواباً کاظمی نے اپنے رسالہ احسن التحریر فی الاجتناب عن التکفیر میں ابوداؤد کو مکفر قرار دیا اور توبہ و رجوع کے لیے کہا۔ (حوالہ افضل التحریر ص ۵۔۱۳ از ابوداؤد)

زبیر الوری حیدر آبادی کی گمراہی

آیات ذنب کے ترجمہ جس میں رسول کریم ﷺ سے لفظ ذنب جس کا ترجمہ گناہ صورۃً گناہ ترک افضل خلاف اولیٰ سہو وہم کوتاہی وغیرہ موضوع اصطلاح کر کے مفسرین نے خود کو گمراہ کیا۔ بندہ نے حیدر آباد کے زبیر الوری کی گرفت کی یہ حیدر آباد کے علمائے کرام کے خصوصی اصرار پر ہوا۔ اس شخص نے رسول کریم ﷺ سے من گھڑت باتیں منسوب کیں۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے درمیان من گھڑت چٹکلے بنا کر جہنم کو اپنی منزل بنایا۔ اس وقت مولوی ابوداؤد گوجرانوالہ رضائے مصطفیٰ نامی رسالہ میں مسلسل تین چار ماہ تک "عاشق مدینہ" اور بڑے بڑے پیارے القابات سے نوازتے رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سعیدیوں کے مولوی اللہ بخش نیر نے اپنے رسالوں میں "قربان جاؤں عاشق مدینہ کرنل محمد انور مدنی پر" کے عنوان سے بڑی آؤ بھگت کی۔ بہاولپور سے علامہ اویسی صاحب نے بھی بڑے تعریفی خطوط لکھے۔

قارئین کرام! میرے نزدیک تو دوستی یا مخالفت کا محور صرف اور صرف رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ زبیر الوری سے فارغ ہونے کے بعد بندہ نے ترجمہ البیان از مولوی احمد سعید کاظمی کا بھی پوسٹمارٹم کیا جو کہ سابقہ علمائے دیوبند کا ترجمہ ہے۔ اس فعل سے سعیدی مولویان احمد سعید کاظمی، اقبال سعیدی، اللہ بخش نیر، الطاف حسین اور عبد المجید رحیم یار خانی نے میری کتب شہنشاہ ولایت اور سیدۃ فاطمۃ الزہرہ سے ان سطروں کو بنیاد بنا کر اپنے ماہنامہ "السعید" میں لکھ کر بندہ کو شیعہ قرار دے دیا۔ حالانکہ بندہ نے اپنی کتاب "لــذلـک و مــن ذهــک" کے تیسرے ایڈیشن میں وضاحت کی کہ جن سطروں پر اعتراض کیا گیا ہے وہ سراج سعیدی کی کتاب "یزید علمائے اہلسنت کی نظر میں" سے ہی لیا گیا ہے۔ سراج سعیدی سنی ہی رہتا ہے اور بندہ شیعہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب کسی کے پاس جواب نہ ہو تو وہ گالی پر اتر آتا ہے (یہاں سعیدیوں کی علمی بددیانتی کی بدترین مثال تھی)

مولوی ابوداؤد کا کارنامہ

سعیدیوں کے رسالہ میں جو کچھ میرے خلاف چھپا۔ مولوی ابوداؤد نے اگلے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ میں بعینہٖ چھاپ دیا۔ اور مزید یہ لکھا کہ کرنل کونسا مستند عالم ہے۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ وغیرہ جیسے برے القابات سے نوازا۔ یہ اس شخص نے سعیدیوں کو خوش کرنے اور اپنے کئی مفادات و مصلحتوں کے تحت کیا۔ مولانا ذوالفقار صاحب رضوی سانگلہ ہل اور مولانا خواجہ طاہر امین آف متھیانوالہ نے مولوی ابوداؤد کو مل کر اس طرف توجہ دلائی کہ بغیر ان کتابوں کو پڑھے ہوئے یہ مواد چھاپ دیا۔ تو بقول ان کے ابوداؤد کو اپنی جلد بازی کا احساس ہوا۔

اس وقت شاید ابوداؤد کے ضمیر کی خلش نے اُسے مجبور کیا اور اس نے مجھے لکھا کہ وہ کتابیں انہیں بھیجوں۔ اندازہ کریں کہ کتابیں پڑھے بغیر ہی چھاپ دیا۔

کتنی پستی ہے اس شخص کے کردار کی۔ بندہ نے خط لکھا کہ ابوداؤد صاحب آپ نے قرآن کریم کی تین آیات کی نفی کی۔ پہلی یہ کہ بغیر تحقیق کیے میرے خلاف چھاپ دیا۔ دوسری یہ کہ بدگمانی پیدا کی اور تیسری یہ کہ برے القابات سے نوازا۔ اب چونکہ اس شخص کے پاس ان تینوں باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے کتابیں منگوانے پر اصرار کیا اور میرے ساتھی مولانا مفتی ڈاکٹر محمود احمد ساقی سے بھی رابطہ کیا کہ وہ مجھے ملے اور کتابیں لے کر انہیں بھیجیں۔ بندہ نے اپنے ساتھی کی قربت کی پرواہ کیے بغیر کتابیں نہ دیں تا کہ ابوداؤد کو اس کے ضمیر کی خلش کا بوجھ محسوس ہو کہ علمی بددیانتی کتنی بری چیز ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک صفحہ وضاحت کا لکھ کر ساقی صاحب کو دیا کہ وہ ابوداؤد کو کہیں کہ یہ وضاحت اپنے ماہنامہ میں چھاپے جو اس کا اخلاقی فرض ہے۔ مگر اخلاق سے عاری اس مولوی نے نہ چھاپا۔ ہم نے جن جن لوگوں کو یہ کتابیں دیں اس کے ساتھ ساتھ وضاحت نامہ کے صفحہ کی فوٹو کاپی بھی ارسال کی۔

قارئین کرام!

۱۔ ایک ایسا شخص جو مفتی اور پیر کہلاتا ہے اس کا طرز عمل دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ اپنی خود پسندی اور جھوٹی انا میں مبتلا تھا اور کسی دوسرے کو برداشت نہ کر سکتا تھا۔ حالانکہ اس معاملہ میں بندہ کا اس سے کوئی مخاصمہ نہ تھا۔

۲۔ سب سے بڑی دکھ کی بات یہ تھی کہ مسئلہ ذب میں بندہ کی تحریروں کے متعلق اس شخص نے لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔ گویا کہ بالواسطہ طور پر اعلیٰ حضرت کے مؤقف سے لاتعلق ہو گیا۔ کتنی بری ہوتی ہے انسان کے باطن کی خباثت۔

۳۔ یاد رہے رسول کریم ﷺ سے دعویٰ عشق کرنا اور پھر مسئلہ عصمت پر لاتعلق ہو جانا۔ رسول کریم ﷺ سے دغا کرنے کے مترادف ہے۔

رسول کریم ﷺ کی شریعت سے سنگین مذاق

ابوداؤد کے خلاف بھی فتویٰ "ضروریات دین کا منکر کافر ہوتا ہے"۔ جوابا کاظمی نے

ابوداؤد کو منکر قرار دیا۔ توبہ و رجوع کے لیے کہا

فتویٰ

چالیس اکتالیس سال پہلے (1960) مولوی احمد سعید کاظمی کے خلاف جو فتویٰ دیا گیا تھا جس میں چالیس علمائے کرام کے دستخط تھے۔ اسے بندہ نے مولوی ابوداؤد کی کتاب بنام الفضل المتحریر علی احسن التحریر سے نقل کر کے اپنی کتاب "فلنک و من ذلک" میں لگا دیا۔ اور یہ رسول کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے ساتھ سنگین مذاق تھا۔ اور اس کی رو سے واقعی مولوی احمد سعید کاظمی کی طینت نہایت ہی پست تھی۔ بقول مولانا ذوالفقار احمد صاحب، مولوی احمد سعید کاظمی نے رجوع و توبہ نہ کیا تھا۔

اب چونکہ وقت کے ساتھ ساتھ مولوی ابوداؤد نے شاید سعیدی مولویوں کو خوش کرنا تھا۔ اور بھی کچھ مصلحتیں تھیں۔ اس نے میرے ساتھی علامہ مفتی محمود احمد ساقی صاحب کو لکھا کہ کرم کو کہو وہ تحریری فتویٰ جو کتاب میں لکھا ہے کے متعلق اقرار کرے کہ اس نے جھوٹ لکھا ہے اور توبہ و رجوع کرتا ہے۔ یقیناً اس شخص کے پاس مجھے ڈائریکٹ لکھنے کی اخلاقی جرأت نہ تھی۔ جب ساقی صاحب نے اس کے چند خطوط دکھائے تو مجھے اس شخص کے اس گھٹیا کردار پر افسوس ہوا کہ یہ پیر اور مفتی کہلانے والا شخص کتنا بڑا کذاب ہے۔ اسے پتہ ہونا چاہیے کہ اس کی یہ کتاب تو میری لائبریری میں ہے جس سے میں نے یہ فتویٰ نقل کر کے چھاپا۔ لیکن یہ اپنے فتوے کو جھوٹ قرار دے رہا ہے۔ شاید اس شخص کی یادداشت کھو گئی ہے یا پھر جھوٹی انا اور "میں" ہے۔ (یہ "میں" تباہ کر کے رکھ دیتی ہے)

اخلاقی جرأت کی پستی کی مثال

مولوی ابوداؤد کا جھوٹ بھرا خط اور اس کا تجزیہ

قارئین کرام!

کتاب کے سرورق کا عکس دیکھیں اور چند صفحات نقل کیے ہیں وہ بھی منسلک ہیں۔ موصوف نے جو خط علامہ ڈاکٹر مفتی محمود احمد ساقی صاحب کو لکھے اسے بغور پڑھیں۔ لکھتا ہے۔

"جو کتاب آپ دے گئے تھے۔ اسے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ غور کریں اسے کتاب "لذنبک وللمؤمنین" دی تھی۔ اس شخص کا یہ دیوالیہ پن دیکھیں۔ بندہ نے لذنبک ومن ذنبک عصمت رسول کریم ﷺ کے مخالفین کے رد میں لکھی ہے۔ اور رسول کریم ﷺ کی عطا کی وجہ سے عملی دلائل کے انبار لگا دیے ہیں۔ ابوداؤد تو کیا بڑے بڑے مدعیان علم کے ذہن کی رسائی نہیں۔ یہ رسول کریم ﷺ کی عطا ہی ہوتی ہے کہ علم ملتا ہے۔ دو رکعت کی امامت کروا دینے، خود ساختہ القابات باعث قوم، مفتی وغیرہ لگا دینے سے عالم کہلوانا صرف خود فریبی ہے۔ پرانے مفسرین سے دلائل میں اختلاف کرنا کوئی ایسی بات نہیں۔ تلک امة قد خلت لها ما كسبت ولكم ما كسبتم ولا تسئلون عما كانوا يعملون ٥

ابوداؤد آگے لکھتا ہے۔ یہ باتیں صریح غلط اور جھوٹ ہیں۔

سوال! کیا یہ باتیں جھوٹ ہیں......؟

موصوف کی کتاب کے سرورق اور چند اوراق منسلک ہیں اور آپ لوگوں نے پڑھے بھی ہیں۔ کتاب میرے پاس ہے جو دیکھنا چاہے دیکھ سکتا ہے۔

بقول مولانا مفتی محمد ذوالفقار رضوی صاحب، سانگلہ ہل جانشین شیر اہل سنت مولانا محمد عنایت اللہ قادری سانگلہ ہل شریف۔ نہ تو مولوی احمد سعید کاظمی نے رجوع وتوبہ کی اور نہ ہی مولوی ابوداؤد نے۔ مولوی احمد سعید کاظمی نے اسے مکفر قرار دیا اور توبہ ورجوع کے لیے کہا۔ بلکہ احسن التحریر پیش لفظ میں یہ لکھا ہے۔

"ابوداؤد کو ایک غیر مستند شخص جو علوم دینیہ سے تداول اور تعلیم و تدریس کی مہارت نہیں رکھتا...... دروغ گو، بدنصیب، مکفر، آخرت کے خوف سے بے باک مکفر محمد صادق گوجرانوالہ نے بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کے کج بحثی اور غلط بحث کا وطیرہ اختیار کر کے توبہ سے گریز کیا۔ مکفر کے فتوئی کی دھجیاں بکھیر دی ہیں اور اس کے تمام موضوعات کو ہباء منثورہ بنا کر اڑا دیا ہے۔

فرمان رسول کریم ﷺ

انما اخاف علی امتی آئمۃ المضلین

میں اپنی امت پر گمراہ پیشواؤں کا خوف کھاتا ہوں۔

کذاب کون ہے......؟

قارئین کرام!

(۱) آپ ہی بتائیں کہ کذاب کون ہے......بندہ یا ابوداؤد......؟

(۲) اس شخص نے میری کتب پڑھے بغیر میرے خلاف مواد چھاپ کر مجھے شیعہ بنا ڈالا اور میرے توجہ دلانے پر اس نے تین قرآنی آیات کی نفی کی ہے میری وضاحت نہ چھاپی اور اخلاق گھٹیاپن کا ثبوت دیا۔ بندہ نے تو کتاب لذہبک و من ذہبک میں لکھا تھا کہ روز قیامت تمہاری پکڑ ہوگی پھر کیا جواب دو گے۔ آپ ہی بتائیں کہ کسی کو کافر کہنے کے متعلق فرمان رسول کریم کیا ہے؟

(۳) مجھے اچھے اچھے علمائے کرام نے مثلاً کاشف قادری، حامد رضا قادری حیدر آباد سے، بزم رضا کے علمائے کرام اور دیگر احباب علمائے کرام نے یہ بتایا کہ یہ شخص ذہنی طور پر معذور ہے۔ اور ایسا کرنا اس کی عادت ثانیہ ہے۔ اور پھر اپنے رسالے کا سہارا لیتا ہے۔ بلکہ چند ایک نے تو اس کے خلاف جتنے رسائل میں مواد چھاپا تھا وہ بھی مجھے بھجوا دیا ہے۔ جسے بہت جلد اپنی کتاب "کیا اس خنزر میں کیسے کیسے لوگ" میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر ہوگا۔ تاکہ سادہ لوح مسلمان اس شخص اور اس جیسے کئی اور اشخاص مثلاً قاسم الحیدری آف آزاد کشمیر کے جعلی فتوے کے متعلق جان سکیں اور گمراہی سے بچیں۔

☆☆☆☆☆

اعلیٰ حضرتؒ کے نام لے کر ٹکڑے کمانا اور پھر بے وفائی کرنا اور عصمت پاک رسول کریم ﷺ کے نکتہ چینوں سے چشم پوشی

قارئین کرام! مولوی ابوداؤد کے رسالہ کو دیکھیں تو جگہ جگہ اعلیٰ حضرتؒ کا نام چھپا ملے گا۔ مگر جب آیات ذنب کے ترجمے کا معاملہ آیا تو اس شخص نے مجھ سے ذاتی مخاصمت کی وجہ سے جو کچھ میں نے لـذنبک و من ذنبک میں اعلیٰ حضرت کے ترجمے کے درست ہونے کے متعلق باقی دوسرے مترجمین کو چیلنج کیا تھا۔ اس شخص نے رسالہ میں لاتعلقی کا اظہار کر دیا۔ گویا کہ بالواسطہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے لاتعلقی کا اظہار...... پھر بعد میں بندہ دیکھتا رہا کہ یہ شخص سعیدیوں سے یا تو خائف ہے یا پھر مصلحتیں جو اسے اعلیٰ حضرتؒ کے مخالفین کے ترجمہ کے متعلق کچھ لکھنے نہیں دیتیں۔ یہی تو بے وفائی ہے کہ روٹی کے ٹکڑے کے لیے اعلیٰ حضرت کا نام لیں اور ان کے ترجمہ کی صداقت پر خاموش رہیں۔ بلکہ بھیگی بلی بن جائیں۔

نوٹ:۔

میں نے یہ بھی لکھا تھا کہ بندہ عجیب قسم کا شیعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ آیات ذنب کی صداقت کے لیے تن تنہا لڑ رہا ہے اور اعلیٰ حضرت کے نام لے کر ٹکڑے کھانے والے چپ ہیں بلکہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ جو عصمت رسول کریم ﷺ کا محافظ ہے۔ کی صداقت کے بارے میں نہ لکھنا بالواسطہ طور پر رسول کریم ﷺ سے بے وفائی ہے۔

توہین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیمانہ اور سزا

فقیر محمد انور مدنی بندۂ رسول کا عقیدہ

الحمد للہ مجھے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور حسام الحرمین شریف کے ساتھ مکمل اتفاق ہے

فرامین الٰہی:

قل ابا للہ و ایتہ و رسولہ کنتم تستھزون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم (9/45)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کیا اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہو۔ بہانے مت بناؤ تم کافر ہو چکے ہو۔ ایمان لانے کے بعد

یحلفون باللہ ماقالوا و لقد قالوا کلمۃ الکفر و کفرو بعد اسلامھم (9/75)

ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہیں کیا اور بیشک ضرور انہوں نے کفر کے کلمات کہے اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

قارئین کرام!

فقیر کے عقیدہ کی روشنی میں یہ فیصلے گستاخ امتیوں کے متعلق ہیں جنہوں نے کلمہ پڑھانے کا احسان بھی بھلا دیا

مدینہ منورہ میں منافقین کا گروہ

عبداللہ بن ابی ابن سلول کی سربراہی میں رسول کریم ﷺ کی ذات وصفات اقدس میں نکتہ چینی کیا کرتے تھے۔ مثلاً علم مبارک کے متعلق کہنا کہ یہ کہتے ہیں کہ مجھے قیامت تک کا علم ہے۔ لیکن ہمارے متعلق جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ؟ جب ان منافقین سے پوچھا جاتا تو اللہ تعالیٰ کی قسمیں اٹھاتے کہ انہوں نے یہ نہیں کیا۔ ان کا یہ مطلب تو نہ تھا وغیرہ وغیرہ کئی مختلف بہانے بنا لیتے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا کلمہ پڑھنا، نمازیں، روزے، حج اور عمرے سب برباد ہو گئے اور جہنم منزل بن گئی۔

آج کل بھی

بالکل اسی طرح آج کل بھی ایسے فرقے پیدا ہو گئے جن کے مختلف نام ہیں لیکن وہ بھی ان منافقین مدینہ منورہ کی طرح رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس، اوصاف حمیدہ، کمالات، خیالات ومعجزات میں نکتہ چینی کر کے اپنا ایمان برباد کروا رہے ہیں۔ مثلاً

1: رسول کریم ﷺ کو گناہگار قرار دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ) الفاظ صورۂ گناہ (صورۂ ذنب) اور پھر ان سے معانی سے متعلق کر کے رسول کریم کی معصومیت کا انکار کرتے ہیں۔

2: اللہ تعالیٰ کو ستم ظریف کہنا (معاذ اللہ) رسول کریم ﷺ سے وہم، کوتاہی، خطاء، سیئہ، ترک افضل، خلاف اولیٰ وغیرہ نام نہاد اصطلاحات متعلق کر کے معانی سے منسوب کر رہے ہیں۔ اور اپنی بربادی کا سامان کر رہے ہیں بلکہ ان سے ثابت کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور اپنے خود ساختہ الفاظ ات سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

سوال: کیا یہ کلمات کفر نہیں......؟

جواب:

اگر رسول کریم ﷺ کے علم مبارک میں نکتہ چینی کرنے والے وہ لوگ جنہوں نے کلمہ طیبہ بھی پڑھا ہوا تھا۔ مسجد نبوی میں آمنے سامنے بیٹھ کر گفتگو کیا کرتے تھے۔ بلکہ منافقت کی رو میں بہہ کر رسول کریم ﷺ سے ذو معنی کے الفاظ سے بھی مخاطب کرتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ نا گوار گزرا بلکہ یہ لوگ مغضوب ہو گئے اور جہنم کو ان کی منزل بنا دیا گیا۔

رسول کریم ﷺ کی توہین کا دائرہ کیا ہے

توہین رسالت کا دائرہ:

رسول اللہ ﷺ کی توہین کا مندرجہ ذیل دائرہ ہے۔

1: آپ ﷺ کی ذات اقدس (نور) سے انکار کرنا اور یہ کہنا کہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں (نعوذ باللہ)

2: آپ ﷺ کے کمالات، صفات، معجزات میں نکتہ چینی کرنا، مثلاً علم مبارک پر مسلسل نکتہ چینی کرنا، اختیارات اور کمالات کو نہ ماننا مثلاً رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (نعوذ باللہ) وغیرہ کہنا۔

3: آپ ﷺ پر دین یا شخصی اعتبار سے عیب لگانا۔ مثلاً سید الانبیاء کو اپنی مثل کہنا، کبھی کہنا کہ اللہ ایسے کئی محمد پیدا کر سکتا ہے (نعوذ باللہ) کبھی کہنا کہ رسول اللہ کا خیال نماز میں آنا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے (نعوذ باللہ)

4: آپ ﷺ کی توہین کرتے وقت قرآنی آیات جو شان رسول ظاہر کرتی ہیں۔ ان میں جھگڑا کرنا اور اپنی ذاتی رائے دینا۔ مثلاً کہ نبوت چالیس سال کی عمر میں ملی۔

نبی کریم ﷺ کو ان پڑھ یا چرواہا کہنا (نعوذ باللہ)

5: حضور ﷺ کی ختم نبوت کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ ان کے بعد کوئی اور نبی آئے تو خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

6: حضور کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے متعلق عقیدہ رکھنا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے (فتاوی رشیدیہ ج ص 11)

7: اللہ کی مخلوق انبیاء و رسل کی شان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چوہڑے چمار سے بھی گری ہوئی ہے۔ اس قسم کے نامناسب اور غلط جملے کہنے اور عقیدہ رکھنا۔

نوٹ: یہ تمام کلمات کفر مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں مذکور ہیں۔

عقائد اہلسنت دربار رسالت مآب ﷺ

1: رسول کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام معصومین (یعنی ہر صغیرہ و کبیرہ گناہ عملاً یا سہواً) ہیں

2: انبیاء کرام کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ غوث قطب اولیا، ہاں محفوظ ضرور ہیں۔

3: انبیاء کرام تمام مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں اور رسول کریم انکے سردار ہیں جو کسی غیر نبی کو ان سے افضل یا برابر کہے وہ کافر ہے۔

4: رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس، اوصاف حمیدہ، کمالات و جمالات و معجزات میں نکتہ چینی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے پیمانے کے مطابق (سورۃ توبہ) کافر ہے۔

5: انبیاء کرام اور اولیائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔

6: انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ﷺ کو صاحب کلی علم غیب بنایا۔ اولیاء کرام کو بواسطہ انبیاء عطا کیا جاتا ہے۔

7: انبیاء کرام اور اولیائے کرام اللہ تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے مخلوق کے مددگار،

فریادرس، حاجت روا اور وسیلہ ہیں۔

8: انبیاء کرام اور اولیائے کرام ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات سے باخبر ہیں۔ موت نے ان کی نبوت کے کمالات سماع اور علم کو مٹایا نہیں بلکہ بڑھایا ہے۔

9: حضور ﷺ سراپا نور (بیئت نور) اور بے مثل بشر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور مبارک سے پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

10: حدیث لولاک...... اے حبیب اگر آپ نہ ہوتے تو کوئی شے پیدا نہ کرتا۔

11: اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا ﷺ کو اختیارات کلی عطا کیے ہیں۔

12: رسول کریم ﷺ تمام کائنات اور قیامت تک ہونے والے واقعات کو ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہے ہیں۔

13: روز قیامت اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ ﷺ گناہگار امت کی شفاعت کریں گے۔ شفاعت کا منکر گمراہ اور بے دین ہے۔

14: آپ ﷺ نبی توبہ ہیں۔ انما فر اللذنوب ہیں۔ تمام کائنات کے لیے رحمت ہیں۔

☆ رسول کریم ﷺ پیچھے سے ایسے دیکھتے تھے جیسے آگے کو دیکھتے...... رات کی تاریکی میں ایسے دیکھتے جیسے دن کے وقت اور روشنی میں۔

☆ آپ ﷺ درود شریف خود سنتے ہیں۔ آپ آسمان میں ملائکہ کی کثرت کے باوجود آسمان کے دروازوں کو کھلنے کو دیکھ لیتے۔ عرش رحمت کے ہلنے (جھومنے) کو دیکھ لیتے۔ جبریل کی آمد پر اسے دیکھتے۔ اور آسمان وزمین میں تمام ملائکہ کی تعداد ان کی ڈیوٹیاں وغیرہ سب جانتے ہیں۔

☆ نیند میں آپ ﷺ سو جاتے لیکن دل بیدار رہتا۔

☆ آپ ﷺ کے معجزات افضل ہیں جادو ان پر غالب نہیں آسکتا۔

☆ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو شب معراج سر اقدس کی آنکھوں سے دیکھا۔

☆ آپ ﷺ کے جسم اقدس سے خوشبو آتی جس راستہ سے گزرتے اس سے خوشبو مہکتی رہتی۔ بعد میں گزرنے والا جان لیتا کہ اس سے پہلے آقا ﷺ کا گزر ہوا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وحی کی تمام قسموں کے ساتھ کلام فرمایا۔

☆ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ بعد میں کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہے۔ اور اس کے پیروکار بھی کافر ہیں۔

☆ آپ ﷺ نے اپنے عشاق کو خواب، بعض کو بیداری کی حالت میں شرف دیدار بخشا۔ شیطان آپ کی صورت شریف میں نہیں آسکتا۔

☆ حضور ﷺ پر جنون اور بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔

☆ حضور ﷺ کا روضہ مبارک کعبہ مکرم اور عرش معلی سے افضل ہے۔

☆ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

انا اول المسلمین — انا اول من ینشق عنه الارض

انا اول العابدین — انا اول من یحرک حلق الجنه

انا اول المومنین

انا اول من قال بلیٰ

انا اول شافع

انا اول مشفع

البرکۃ مع اکابرکم

سیدنا صدیق اکبرؓ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ پھر عمر فاروقؓ، پھر عثمان غنیؓ، پھر مولا علی کرم اللہ وجہہ۔ یہ ترتیب خلافت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے لکھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ٹائم ٹیبل پر نکتہ چینی کرنا اللہ تعالیٰ کی توہین ہے۔

حق علی کے ساتھ اور علی حق کے ساتھ ہیں۔ یہی دلیل ہے کہ خلفائے ثلاثہ کی خلافت حق تھی۔ حضرت علی اور تینوں خلفاء حضرات آپس میں شیر و شکر تھے۔

حضرت معاویہؓ یا صحابیت کے ایمان کا انکار کرنا رسول کریم ﷺ کے فرمان مبارک سے بغاوت ہے۔ جو امام حسن کے متعلق فرمایا تھا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے جو مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

حضرت ابو طالب کے ایمان کا معاملہ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ

ضروریات دین یعنی عقائد میں سے نہیں ہے۔ جو قائلین میں سے نہیں ہیں انہیں مفسرین نے سکوت اختیار کرنے کو کہا ہے۔ کیونکہ اس معاملے کو اچھالنے سے رسول کریم ﷺ کو ایذا پہنچتی ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے (معاذ اللہ)

نوٹ:

1: اگر میں ایمان ابو طالب کی وجہ سے رافضی ہوں تو پھر پیر کرم شاہ بھی رافضی ہوا کیونکہ وہ بھی حضرت ابو طالب کے ایمان کا قائل ہے۔ ضیاء النبی کا مطالعہ کرو۔ ان کے ساتھ ساتھ مندرجہ ذیل بھی رافضی ہوئے کیونکہ انہوں نے صائم چشتی کی کتاب ایمان ابو طالب میں تقاریظ لکھیں۔

1: علامہ سید احمد سعید کاظمی

2: خواجہ قمر الدین سیالوی

3: مولانا عطا محمد بندیالوی

4: صاحبزادہ سید فیض الحسن

5: پیر سید محمد امین شاہ صاحب رضوی جامعہ رضویہ فیصل آباد

6: قاری علی احمد امام مسجد سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

7: سید بشیر احمد، غازی کاظمی کھائی گلہ آزاد کشمیر

8: صاحبزادہ محمد افتخار الحسن فیصل آباد

9: محمد اقبال احمد فاروقی مکتبہ نبویہ لاہور

صائم چشتی کو ابوداؤد اہلسنت قرار دیتا ہے۔

شاعر اہلسنت: (حوالہ رضائے مصطفےٰ ذیقعد 1420ء)

حضرت صائم چشتی صاحب بھی 23 جنوری کو فیصل آباد میں انتقال کر گئے۔ قارئین کرام! ابوداؤد صاحب نے اقرار کیا کہ صائم چشتی اہلسنت کے ہی شاعر تھے۔

2: بندہ کیسا شیعہ ہے جس کے ایک بیٹے کا نام عمر فاروق اعظم ہے اور ایک داماد گیلانی سید ہے۔ بغداد شریف سبز کپڑے پہن کر غوث اعظم کے در کی حاضری دیتا ہوا دہلیز پر رخسار رکھ دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

خلاصہ کلام بابت کذاب ابوداؤد

قارئین کرام!

1: ابوداؤد نے چیلنج کیا تھا کہ مولوی احمد سعید کاظمی کے خلاف جن فتاوٰی کا بندہ نے ذکر کیا تھا۔ اس کے متعلق کوئی کتاب پیش کرو۔ آپ نے ابوداؤد کذاب اور مولوی حسن علی میلسی (سنیوں کی لیٹرین بقول رسالہ ندائے اہلسنت) کی دونوں کتب پڑھ لیں۔ اس سے بڑا اور ثبوت کیا ہوگا؟

2: کذاب ابوداؤد کے خطوط جو مولانا محمود احمد ساقی کو لکھے کہ کرنل کہ کہو کہ وہ اقرار کر لے کہ اس نے جھوٹ لکھا تھا (للذنبک و من ذنبک) اور پھر اس شرمناک کہانی کی روداد بندہ کی کتاب "بے مثل بشر سایہ نہ تھا" سے اقتباسات دوبارہ اشاعت کر دی ہے تاکہ آپ سب کو اس کذاب کے کردار کے متعلق پتہ چل جائے۔

3: اس کے علاوہ دو عدد اور گواہیاں بھی اسی کتاب میں آپ نے پڑھیں۔

(ا) ندائے اہلسنت جون 2000ء میں انہوں نے لکھا کہ ابوداؤد نے ایک دور میں کاظمی صاحب کو کھلے انداز میں کافر قرار دیا تھا۔

(ب) العلماء کی تیسری قسط جس میں کئی علماء نے اسے اس کفریہ فتوٰی سے رجوع اور توبہ کا کہا تھا۔ جو کہ اس کذاب نے آج تک نہیں کیا۔ بلکہ اسی فیصلہ میں اسے لیبیا کے کرنل قذافی کے متعلق لکھی گئی کتاب سے رجوع کرنے کے لیے کہا گیا تھا جو اس نے آج تک نہیں کیا۔

ابوداؤد کیا تمہارا ضمیر زندہ ہے جواب دو

1: کیا تم ان کتب سے انکار کرتے ہو؟

2: کیا تم نے ان کتب سے رجوع کرلیا تھا؟

3: کیا تم نے کاظمی کے خلاف دیئے گئے فتاویٰ سے رجوع اور توبہ کرلی تھی جو کہ اب مسئلہ ذنب میں ان کے ہمنوا بن گئے ہو۔

4: کیا تم نے لیبیا کے کرنل قذافی والی کتاب سے رجوع کرلیا ہے؟

5: یاد کرو جب تم مجھے اور ساقی صاحب کو مزنگ کی مسجد میں ملے تھے تمہارے ساتھ تمہارے دونوں بیٹے تھے اس وقت رؤف کی داڑھی صاف تھی۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کو حاضر ناضر جان کر اپنے ضمیر سے پوچھو کیا یہ سچ نہیں؟ بعد میں کئی لوگوں نے جو تمہارے آس پاس ہیں بتایا ہے۔ کہ رؤف کی داڑھی شریعت کے مطابق نہیں وہ اب داڑھی کترا ہے۔

6: مسئلہ ذنب میں ترجمہ اعلیٰ حضرت کے مخالفین کا ساتھ دے کر اپنی آخرت کیوں برباد کررہے ہو؟

7: کیا تم میں اپنی عصمت رسول کریم ﷺ کی حمیت نہیں کہ کھلم کھلا میری طرح کہہ سکو کہ کاظمی کا ترجمہ البیان رسول کریم ﷺ کو گناہگار قرار دے رہا ہے (معاذ اللہ) تم سے تو دیوبندی خدام الدین 5 نومبر 1999ء میں اخلاقی جرأت تھی جو انہوں نے لکھا کہ کاظمی کا ترجمہ سابقہ علمائے دیوبند کا ہی ترجمہ ہے اور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ قرآن حکیم میں تحریف اور خود ساختہ عشق کا ہے۔ لیکن اعلیٰ حضرت کے خلاف یہ الفاظ تم نے سن لیے۔ مگر کسی مسلکی غیرت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ (حالانکہ اعلیٰ حضرت کا نام لے کر ان

کے ٹکڑوں پر تم اور تمہاری ٹیم پل رہی ہے)

8: تم مجھے کاظمی اور پسران کاظمی سے توبہ اور معافی کا مشورہ دے رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ ماؤف ہوگیا ہے۔ کیا میں رسول کریم ﷺ کو گناہگار قرار دینے والوں سے معافی مانگوں گا؟ جبکہ میری محبت اور نفرت کا پیمانہ ہی عصمت رسول کریم ﷺ، اوصاف حمیدہ، کمالات، جمالات اور معجزات کی صداقت کی حفاظت ہے۔

9: کیا تم پسران کاظمی اور مریدین کو بارگاہ رسول کریم ﷺ میں توبہ کا مشورہ نہیں دے سکتے۔ اس بنیاد پر کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کو (معاذ اللہ) گناہگار قرار دیا ہے۔ تمہیں بتادوں کہ احمد سعید کاظمی کی تقریر کی کیسٹ بندہ کو مہیا کردی گئی ہے۔ جس میں اس نے بار بار لفظ صورۃً گناہ بولا ہے۔ اگر کیسٹ چاہیے تو مجھے لکھو میں بھیج دوں گا۔

بندہ دعا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی طفیل ابوداؤد آپ کو حق اور باطل میں فرق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے اندر جھوٹی انا، خود پسندی، دوسروں کو حقیر سمجھنا، خود کو بہت بڑا عالم سمجھنا، خود کبھی نہ غلطی کرنے کے زعم میں مبتلا اور اخلاقی پستی جیسی بیماریوں سے بچنے کی ہمت عطا کرے۔ اور آپ کے ساتھی جو آپ کے اس تحریری کام میں شریک ہیں ان کے ضمیر میں انقلاب آئے تاکہ وہ آپ کو حق اور باطل میں تمیز بتاسکیں۔ (آمین)

مجاہد کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات کھڑا ہونے کی قیمت

ساٹھ سالوں کی نمازوں سے افضل ہے۔ (فرمان رسول کریم ﷺ)

ایک مجاہد کو دفن کرنے کے بعد...... قبر پر

رسول کریم ﷺ فرما رہے ہیں...... میں گواہی دیتا ہوں تو جنتی ہے

(تیرے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے)

ابن عائد سے روایت ہے کہ ایک شخص کا جنازہ رکھا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھیں کیوں کہ یہ فاجر آدمی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے اسے اسلامی کام پر دیکھا ہے۔ ایک شخص نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ اس نے ایک رات راہ خدا میں پہرہ دیا تھا۔ تو اس پر رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھی اور اس کی قبر پر مٹی ڈال دی۔ اور اہل قبر سے خطاب فرمایا تیرے ساتھی تو گمان کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے۔ مگر میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتیوں میں سے ہے۔ اور پھر پھر فرمایا اے عمر تم سے لوگوں کے اعمال کے متعلق پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ لیکن تم سے پوچھ گچھ ہوگی اسلام کے متعلق (بیہقی، شعب الایمان)

حدیث رسول کریم ﷺ۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو مر جائے اور اس نے کبھی جہاد نہیں کیا اور نہ ہی کبھی خواہش کا اظہار کیا تو وہ نفاق (منافقت) کے ایک پہلو پر مرتا ہے۔

میں نے یہ کتاب کیوں لکھی

قارئین کرام!

1: بندہ نے اپنی زندگی کے 32 سال فن حرب پر مشتمل مجاہدانہ زندگی میں گزارے۔ اللہ تعالیٰ نے دو جنگوں (65 اور 71ء کی جنگیں) میں شمولیت کا موقع دیا۔ ان گنت راتیں کفار ہند (بت پرست) کے مقابلے میں جاگ کر گزاریں۔ میرے سینے پر لگے نو عدد (9) تمغے گواہ ہیں۔ جب رسول کریم ﷺ کا یہ فرمان پڑھا کہ مجاہد کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک رات کھڑا ہونا عابد کی ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ رسول کریم ﷺ کی محبت کی شمع جو دل میں روشن تھی ...... اب اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ محبت کا جواب محبت ہوتا ہے (Love begets love)۔ آپ ﷺ نے پھر بہت عنایات کیں اور کر رہے ہیں۔ بارہا زیارت و ہمکلامی کا شرف ...... بیداری میں زیارت اور پھر نور مبارک کی حالت میں زیارت کی سعادت عطا کی جو کہ بندہ کے لیے آخرت کا بے بہا خزانہ ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ کا حکم ملا کہ تھڑے پر کھڑے ہو جاؤ پھر اور احکام مبارک ملے، بار بار زیارت نصیب ہوئی ہے۔ اب مجھے کسی مدرسے میں باقاعدہ پڑھنے کی کونسی ضرورت ہے۔ حالانکہ میں سب کچھ جانتا ہوں جو مدرسہ میں پڑھایا جاتا ہے۔ عربی زبان سکول کالج یونیورسٹی کی سطح پر دس سال پڑھی۔ اور پھر مدینہ منورہ میں 2 سال قیام میں نجدی مولویوں سے عربی زبان میں بحث کرنے کا تجربہ ہے۔ مجھے فی سبیل اللہ خطابت کرتے ہوئے 23 سال ہو گئے ہیں۔ میں نے بارہا وضاحت کی ہے کہ کیوں لکھتا ہوں۔ یہ ایک حکم کی تعمیل اور بس......!

میرے ذہن میں علمائے حق کے کردار کا خاکہ

2: علمائے حق کا بلند کردار، سچائی، علم کی عظمتوں کے ستون، طمع و لالچ سے بے نیاز، دنیاوی مصلحتوں سے بہت دور، دین مصطفیٰ ﷺ کے محافظ ہونے کا ایک مضبوط خاکہ میرے ذہن میں بن گیا تھا۔ اور گاہے بگاہے علمائے حق سے ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں۔ میرے اندر کا کمپیوٹر ان کے کردار کے ان پہلوؤں کو جانچتا رہا۔ بعض حضرات کو واقعی بہت بہتر پایا۔ اور اب بھی ہیں مثلاً

3: لیکن جب چند ایک کی تفاسیر اور ترجمے پڑھے جس میں رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس اور افعال مبارکہ پر گناہ، وہم اور کوتاہی جیسے الفاظ منسوب کیے ہوئے ہیں جو معافی سے متعلق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ستم ظریف جیسے الفاظ لکھے ہیں۔ مطالعہ کرنے پر دل کو بہت صدمہ ہوا۔ اور وہ بلند کرداری کا خاکہ بکھر گیا۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ان کے خود ساختہ القابات کی وجہ سے لاتعداد سادہ لوح مسلمان جو اپنی سادہ لوحی میں ان اشخاص کے مرید بنے وہ بھی ان کے ترجمے اور تفاسیر پڑھ کر کن عقائد کے حامل ہو گئے ہیں۔

4: سب سے اہم بات نے دکھ دیا وہ یہ کہ اگر انہیں بتاؤں کہ تم نے فلاں فلاں جگہ غلطی کی ہے۔ رسول کریم ﷺ سے الفاظ گناہ، وہم، کوتاہی وغیرہ منسوب کرنا کتنی سنگین غلطی ہے۔ تو بجائے بلند کردار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی غلطی کو مانیں۔ ان حضرات نے بہت غلط جواب دیا کہ تم کونسے باقاعدہ پڑھے ہوئے ہو۔ ہم مستند عالم ہیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ میں نے بغور ایک بات پر خصوصی مشاہدہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اول تو ان لوگوں کو عربی زبان نہیں آتی۔ خصوصاً جب اردو میں ترجمہ کریں۔ دوم یہ پوری آیت نہیں پڑھتے صرف ایک لفظ کو پڑھتے ہیں۔ مثلاً آیات ذنب میں ''ذنبک''

دیکھتے ہیں۔ نہ پوری آیت پڑھتے ہیں جس میں "ل اور ک" کے حروف ہیں اور "ما تقدم" اور "ما تاخر" کے الفاظ ہیں۔ جن کی تفسیر بالقرآن کی جائے تو پہلے لوگ اور پچھلے لوگ ہیں نہ کہ اعمال...... بس یہی وجہ ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے عین درست ترجمہ کیا ہے ان ہی نکات کے تحت جن کا بندہ نے ابھی ذکر کیا ہے۔

5: اس مایوسی کے عالم میں بندہ پھر مدینہ منورہ جا کر (دو بار پچھلے سال کے رمضان المبارک اور اس سال کے رمضان المبارک) رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں رو رو کر ایسے لوگوں کی شکایت لگائی ہے۔ جواباً آپ ﷺ نے اپنی زیارت اور ہمکلامی کا شرف بخشا جس سے مجھے اطمینان ہوا ہے کہ میں نے اپنی ڈیوٹی ادا کردی ہے۔

6: چنانچہ بندہ نے مختصر وجہ بتادی ہے کہ یہ کتاب کیوں لکھی ہے؟

آؤ سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ

7: سادہ لوح مسلمان جو ان کے خود ساختہ القابات، جعلی جبّے اور ریاکاری کے مجسمے والے نام نہاد مولویوں سے متاثر ہو کر ان کے مرید بنتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو حق و باطل میں توفیق عطا کرے اور یہ اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کر سکیں۔

پیر کرم شاہ بھیروی اور ضیاء القرآن

حضرت شیر اہلسنت مفتی محمد عنایت اللہ قادری سانگلا ہل

خلیفہ مجاز مولانا حامد رضا خان بریلوی کی نظر میں

قارئین کرام!

پیر محمد کرم شاہ بھیروی کے متعلق حضرت شیر اہل سنت مفتی محمد عنایت اللہ قادری کے دست مبارک سے ضیاء القرآن جلد اول کے حواشی پیش خدمت ہیں۔

اُمید ہے بعد از مطالعہ آپ بھی گگھو شاہ اور کرم شاہ میں فرق محسوس نہیں فرمائیں گے۔

محمود احمد ساقی

گگوشاہ کے منافقانہ فتوے

بیان القرآن تھانوی کی تفسیر معتبر ہے صہ ۱۶۸، ۱۰۰

- میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا ٹھوک کر اقرار نہیں کرہا مرتا ہوا کر رہا ہے۔ گگوشاہ کی منافقت دیکھو صہ ۱۹۴
- بکواس کر رہا ہے صہ ۱۷۶
- قرآن کی خوبیاں بیان کر رہا ہے مگر میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں بیان نہیں کر رہا صہ ۱، ۸
- ۷۲ فرقے والی حدیث کا منکر ہے۔ سب فرقے حق ہیں، ایک ہو جانے چاہیے، معاذ اللہ صہ ۳، ۵۶، ۱۱۰
- دیوبندی عبارتیں کفری نہیں مانتا صہ ۲
- گگوشاہ کا مسلک دنیا اکھٹی کرنا ہے۔
- جو دیوبندی وہابی اہل سنت بریلوی کو مشرک کہتے ہیں یہ غلط ہے وہ مشرک نہیں کہتے یہ محض غلط ہے صہ ۲
- مودودی کی تقلید کر رہا ہے۔
- سیدی اعلحضرت کا ترجمہ بھی کافی نہ تھا اور دوسرے ترجمے بھی کافی نہ تھے صہ ۲
- ایک دن میں ختم کرنا مکروہ ہے۔
- قرآن کریم سمجھنے کے لئے کوئی علم کی ضرورت نہیں، رسیلے دھلوی کی بولی بول رہا ہے۔ صہ ۸

- گنگوشاہ کو تفسیر لکھنے کے لیے جن لوگوں نے مشورہ دیا تھا ان میں کوئی بھی عالم دین نہیں ہے۔ ص۱
- میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احکام شرعیہ کا علم یقینی تھا غیر شرعیہ کا یقینی نہ تھا۔ معاذ اللہ ص۱۶
- سیدنا آدم علیہ السلام کو ذلیل کہہ رہا ہے بک رہا ہے ص۱۹
- سیدی خلیل علیہ السلام کے والد آزر تھے' بک رہا ہے۔
- انسان اللہ کا خلیفہ ہے۔ کیوں گنگوشاہ ہر انسان اللہ کا خلیفہ ہے۔ یہ بولی مودودی کی بول رہا ہے۔ ص۲۲
- محمود الحسن دیوبندی کی تعریف کر رہا ہے۔ ص۱۲۳'۲ ب
- قاسم نانوتوی پاکان امت میں سے ہیں۔ ص۲ ب
- گنگوشاہ دیوبندی ہے' سارا سلسلہ ہی دیوبندیوں اور وہابیوں کا مان رہا ہے اور ان ہی کے سلسلہ سے استدلال کر رہا ہے۔

اعلیحضرت سیدی خواجہ غریب نواز کسی سے استدلال نہ کرنا اس کی دیوبندیت ہے۔

اہلسنت کا نام تک نہیں لے سکا۔ یہ گنگوشاہ کا حال ہے ص۲۰۲

- میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظ مرشد سے یاد کرتا ہے۔ یہ معمول وہابیہ ملعونہ کا ہے۔ ص۲ فاتحہ شریف
- مدینہ منورہ کو لفظ یثرب بولتا ہے حالانکہ یہ منع ہے

- خبیث انسان ص۵، ۳، ۲۱، ۱۰۷
- میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام تشریف اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کو قصداً چھوڑ گیا ہے، تف اس کے سنی کہلانے پر۔ ص۲۳ ب، ۲۱
- مومن کافر کی تعریف گنگوہی شاہ کی زبانی ص۴ سورۃ بقرہ
- کسی نئے فرقے کا نام نہیں لے سکا۔ ص۴ سورۃ بقرہ
- سیدی صدر الافاضل کا نام منافقانہ طور پر لے رہا ہے ورنہ جہاں ضرورت تھی اس کا بیڑہ ہی غرق ہوگیا۔ ص۶ سورۃ بقرہ
- اہلبیت میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے بے شرم انسان۔ ص۱۲، ۱۶، ۲۰
- تفہیم القرآن مودودی کی معتبر تفسیر ہے۔ ذرا شرم نہیں آتی۔
- میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم عبدالمطلب کا پوتا کہہ رہا ہے ص۲۷
- دیوبندی وہابی بدعقیدہ لوگ ہیں، ان کا نام نہیں لیتا۔ منافق انسان ہے ص۲، ۳۹، ۴۳، ۲۳۶
- شیعہ ملعونہ کا نام تک نہیں لیتا۔ ص۹۹
- صلوٰۃ وسطیٰ کے ذکر میں قصداً جنگ خندق میں میرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سورج کو ٹھہرانا اور سیدی علی شیر خدا کا واقعہ نورانی یہ دونوں قصداً چھوڑ گیا ہے۔ دیکھا اس کی منافقت ص۶۶

- سیدی عزیر علیہ السلام کے واقعہ نورانی کا منکر ہے۔
- تبرہ دیو بندی گنگوشاہ شیعہ ملعونہ سے تقیہ میں بڑھ گئے ہیں
- تقیہ سنی ہے ورنہ ہے تو دیو بندی صـ ۱۹۱
- گنگوشاہ کا تقیہ دیکھو دیوبندی منافق کا نام نہیں لیتا خود دیوبندی ہے۔ صـ ۹۳، ۱۲۸
- مرزائیوں کا نام تک نہیں لیتا۔ صـ ۱۹۵
- گنگوشاہ کی منافقت دیکھو جہاں بزرگوں کے نام لینے تھے وہاں دیوبندیوں کے لئے جہاں نہیں لینے تھے۔
- دیوبندی گنگوشاہ بتوں کی آیات سنیوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ صـ ۱۵۰

ضیاء القرآن

۱۳۶۸ تا ۱۴۰۷

جلد اول

سورۂ فاتحہ

۱۹۷

از

پیر محمد کرم شاہ فاضل

سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت ... بھیرہ شریف

ضلع سرگودھا

چوہدری غلام رسول ...

قرآن کا تو بیان [illegible] کر رہا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو بیان یہاں نہیں کر رہا [illegible] ۱۰ و ۸

[illegible] سب فرشتے [illegible] جانے [illegible] معاذ اللہ [illegible] ۲۳ و ۵۶ و ۱۰

[illegible]

[illegible] ۱۶

[illegible] ۱۹ [illegible]

[illegible] اللہ [illegible] مودودی [illegible] ۲۲

شاہ عبد العزیز محمود الحسن دیوبندی کی تحریف [illegible] ۱۲۳ و ۲ ج [illegible] گنگوہی شاہ دیوبندی

شاہ ولی اللہ [illegible] ۲ ج [illegible] سارا سلسلہ [illegible]

[illegible] ۱۹۹ [illegible]

[illegible]

اہل سنت کا [illegible] ۲ [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

[illegible]

اہل بیت [illegible] ۱۲ و ۱۶ و ۲۰

تفہیم القرآن مودودی کا [illegible]

تفسیر ہے معاذ اللہ [illegible]

[illegible] لوگ بھی اتنا نام نہیں لیتا [illegible] ۲۷ ۲۹ ۳۰ ۳۲ ۳۶

[illegible] ذکر میں قصہ [illegible] اور [illegible]

[illegible] دونوں قصہ [illegible] ۶۶ [illegible] ۹۹

۱۶۷ [illegible] ۷۳

[illegible]

۱۹۵ [illegible] نام نہیں [illegible] ۹۳ [illegible]

[illegible]

[illegible] ۱۰۹

[illegible] ۱۵۰

[illegible] ۱۶۱

ضیاء القرآن

[illegible]

سورة الفاتحة مكية وهي سبع آيات

سورۂ فاتحہ مکی ہے ۔ ایک رکوع ۔ سات آیتیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ① الرَّحۡمٰنِ

[illegible]

سورۂ فاتحہ کی تحریف

کیا دیوبندی اسی میں داخل ہیں یا نہ

[illegible]

کیا یہ منافق نہیں تھے جو دیوبندیوں کو منافق کہہ رہے ہیں ظاہر باطن ایک

الٓمّٓ ۱ پ ۱ البقرة ۲

[illegible]

محترم نہیں آیا کہ تیرے صاحب دیوبندیوں کو پاکان امت اہل سنت مان آیا ہے —

[illegible]

انا النفست من النقب ... [illegible]

وانت حبیبی من ... [illegible]

شاہ ولی اللہ پاکان امت میں سے ہیں

[illegible]

مذہب اہل سنت کا نام نکالا جس نے اس کا

[illegible]

ؔ علماء لغت کے نزدیک ظن ان الفاظ سے ہے جو مختلف اور متضاد معنوں پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ ظن کا معنی شک بھی ہے اور یقین بھی۔ اور اس آیت میں ظن بمعنی یقین مستعمل ہوا ہے۔

ؔ دنیا کی ساری قومیں، خاندان اور ان کے افراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے میں اور آدم کی اولاد ہونے میں سب برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برتری اور بزرگی کا دارومدار وہ عمدہ صفات اور خوبیاں ہیں جن سے کوئی قوم یا فرد متصف ہوتا ہے۔ صرف کسی خاندان کا فرد ہونا یا کسی نسل سے ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ ہدایت، علم، حکمت اور حکومت یہ تین ایسی چیزیں تھیں جو مجموعی طور پر اس وقت بنی اسرائیل کے علاوہ کسی قوم میں نہیں پائی جاتی تھیں اس لیے ان کی بزرگی اور فضیلت مسلم تھی۔ لیکن جب ضد اور تعصب کی وجہ سے انھوں نے پیغام ہدایت کو ٹھکرا دیا اور اپنی خواہشات کی تسکین کے لیے علم و حکمت کے آسمانی صحیفوں میں تحریف اور بگاڑ شروع کر دیا اور انبیاء کرام کی توہین اور بے ادبی کو اپنا پیشہ بنا لیا اور بعض کو قتل بھی کر دیا تو ان کرتوتوں کے باعث ان پر ذلت و مسکنت کی لعنت مسلط کر دی گئی گویا انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی فضیلت کا گلا گھونٹ دیا اور اپنی بزرگی کا جنازہ نکال دیا۔ اب چونکہ ان فضائل و اوصاف کی وارث امت مسلمہ تھی اس لیے فضیلت و کرامت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا گیا اور کنتم خیر امۃ کا مژدہ سنایا گیا۔ اس لیے امت مسلمہ پر بنی اسرائیل کی فضیلت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ؔ دنیا میں مجرم کی رہائی کے جتنے طریقے ہیں سب کی نفی کر دی کہ قیامت کے دن ان طریقوں میں سے کوئی طریقہ کام نہیں آئے گا۔ معتزلہ نے اس آیت سے گنہگاروں کے لیے شفاعت کا بھی انکار کیا ہے جو غلط ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ اجمع المفسرون علی ان [illegible] الدل و یعضدہ و الآیۃ النفس الکافرۃ لا کل نفس۔ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ نفس سے مراد کافر ہے نہ ہر نفس۔ علامہ بیضاوی معتزلہ کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ آیت کفار کے لیے مخصوص ہے کیونکہ گنہگار مومن کے لیے شفاعت پر کئی آیات اور احادیث درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں دلالت کرتی ہیں۔ نیز آیت کا نزول یہود کے اس غلط عقیدہ کے ابطال کے لیے ہوا وہ سمجھتے تھے ان کے اعمال اور عقائد کیسے ہی ہوں ان کی نجات یقینی ہے۔

آل بیت کا خنکل ہے
کسی کا نسل سے ہونا کسی خاندان
کا فرد ہونا یہ سب بیکار ہے

---

۳ تفہیم القرآن مودودی کی تفسیر تھی کا حسین تغیر ہے
ترجمہ تفہیم   مودودی گویا بڑا بجرگ آدمی ہے معاذاللہ

بیان پہ حضور رضی اللہ عنہ ... [illegible] ... تمام [illegible]

۳ ب

[illegible]

میرا انعام بھی حجاب میرا ... بھی حجاب۔

شه البرق فی اللغة ... [illegible]

[illegible]

روح المعانی کو ... سمجھا ہے

[illegible] ... حو لوبندی کی تو ... سے بھی ... ہی آگے بڑے ... [illegible]

[illegible] تو خود گنگوہی شاہ ... کرکے ... دیوبندیت کو ... [illegible]

... کا منافقت پر

ولوی ابوداؤد صاحب اپنا عقیدہ بتائیں

یا آپ کاظمی کے ساتھ "مسئلہ ذنب" میں متفق ہیں۔ اوراس کی گزشتہ عبارات مثلاً
ستغفار نبی، اعتراف ظلم تھا کو گستاخانہ سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اور کیا خلاف اولی بمقابلہ
جمہ اعلیٰ حضرت کو درست سمجھتے ہیں یا نہیں۔
ظل مصطفےٰ کے منکر معجزہ قاضی عبدالدائم لادائم کو گمراہ سمجھتے ہیں یا نہیں۔
نکر اجماع امت در مسئلہ طلاق ثلاثہ میں پیر کرم شاہ صاحب کو تاحال گمراہ سمجھتے ہیں یا
ہیں۔
فتی محمد خاں قادری کی عورت کی امامت اور دیت کے مسئلہ میں مذمت کے باوجود
گذشتہ شمارہ میں عزت افزائی کے کیا معنی ہیں۔

ابوداؤد صاحب

بندہ کا آپ کو مشورہ ہے کہ حق کے راستہ پر چلیں۔ رسول
کی عصمت مبارک کے گستاخوں کا ساتھ نہ دیں کہیں یہ حدیث پاک آپ پر ہی
ائے "فرمان رسول کریم ﷺ...... انسان ساری عمر جنتیوں کے کام
ہے پھر آخر اس کا نوشتہ اس کے سامنے آجاتا اور جہنمیوں والے
رتا ہے جو اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔" بندہ نے اپنی کتاب "بے مثل
بندہ تھا" میں آپ کو اس حدیث پاک پر غور کرنے کا مشورہ دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت تمام انبیاء کرام معصوم ہیں بالخصوص آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعلان نبوت سے قبل نہ بعد نہ صغیرہ۔ نہ کبیرہ۔ نہ قصداً۔ نہ سہواً۔ الغرض کبھی بھی کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کے گناہ معصیت اور خطاء سے بالکل پاک اور معصوم ہیں۔ یہ ایسا عقیدہ ہے جس پہ سلف و خلف کا اجماع ہے اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک ہر مسلمان کا یہی عقیدہ۔ ایمان اور یقین ہے اور اس میں کسی مسلمان کو کبھی بھی کسی دور میں بھی ذرہ برابر کسی قسم کا شک وشبہ نہیں رہا۔